متفرق اردو
عـ ۱ ۷ ۶

رسالہ الہادی۔ رجسٹر نمبر ایل ۵۸۲۶

قال الله تعالیٰ وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں آیت مصورہ دال ست بنافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس حاضر باشد یا بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی تفسیر و تشریح کل ست

بر مقاصد و مبادی و پس اتباعاً للنص المزبور صحیفۂ شہریہ کہ مشتمل بر تدریج ست مشہور

مسمی بہ

الہادی

جلد	بابت ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۳۴۹ھ	نمبر ۱

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہادی و تذکرہ ست برائے ہر مجلس نادی

و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی بصورت تجزیۂ رسالہ الانوار المحمدی و تسہیل المواعظ

و حل مشتبہات کلید مثنوی تشریح حل القرآن اشاعت عشر و سیرۃ الصدیق کہ اکثر آن مستفاد ست

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفیہ امدادی و باہتمام محمد عثمان خان در ہر ماہ اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی بزندگانی بر صدف رسیگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ جمادی الاول ۱۳۴۹ھ ہجری نبوی صلعم جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	تفسیر حل القرآن	تفسیر	مولانا مولوی حبیب احمد صاحب سلمہ	۳–۱۰
۲	الانوار الجلی	حدیث	مولانا مولوی حافظ ظفر احمد صاحب سلمہ	۱۱–۱۸
۳	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ	۱۹–۲۶
۴	کلید مثنوی	تصوف	″ ″ ″ ″ ″	۲۷–۳۰
۵	التشرف حصہ دوم	″	″ ″ ″ ″ ″	۳۱–۳۴
۶	امثال عبرت	″	″ ″ ″ ″ ″	۳۵–۳۸
۷	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی محمد مصطفٰے صاحب مدظلہ	۳۹–۴۲
۸	تفسیر الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہ	۴۳–۴۶

مقاصد و ضوابط رسالہ الہادی

۱ - اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۲ - رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے۔

۳ - ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہوجاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع ہوتے ہی دوبارہ روانہ کردیا جاتا ہے۔

۴ - رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ/ مع محصول علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی پی کیا جاتا ہے ورنہ وی پی کی صورت میں خرچ رجسٹری و فیس منی آرڈر کا اضافہ کرکے ۱عہ کا وی پی ہوجاتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت مع محصول ڈاک چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی بھیجی جاتی ہے۔ اور رسالہ ہذا متوسط سائز کے ۴۸ صفحہ کا ہوتا ہے۔

۵ - ہر خریدار کو ابتدائے سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

۶ - رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

۷ - رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود ہیں سلاگی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے بجائے عہ/ مع محصول کے (عہ/) علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے

المشتہر

محمد عثمان - مدیر رسالہ الہادی دریبہ کلاں دہلی

اس سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ حضرت عیسےٰ مرچکے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ اس سے
رفع جسمانی بھی ثابت نہ ہوگا۔ سو یہ مسلمانوں کے لئے کچھ مضر نہیں۔ کیونکہ اگر رفع جسمانی
قرآن سے ثابت نہیں۔ تو اوس سے اسکی نفی بھی ثابت نہیں۔ پس قرآن رفع جسمانی
سے ساکت ہے اور احادیث ناطق۔ پس احادیث پر عمل و اعتقاد واجب ہوگا
اب ہم پھر تفسیر کیطرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے عیسےٰ
میں خود تمہیں وفات دوں گا۔ اور یہود تمکو نہ مار سکیں گے۔ اور اوسکی یہ تدبیر کرونگا
کہ تمکو بجسد عنصری اپنی طرف آسمان پر اٹھا لونگا) اور (اسطرح) ان (گندے) کافروں
(کے اختلاط) سے تم کو پاک کرونگا۔ اور تمھارے پیروی کرنے والوں کو (جو کہ حقیقۃً
مسلمان اور سچے عیسائی ہیں جو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے صحیح
دین عیسوی پر تھے) ان لوگوں سے قیامت تک بالا رکھونگا۔ جو کہ کافر ہیں۔ اور
بعد تم سب کی (جن میں مسلمان اور سچے عیسائی اور محرف اور مبدل عیسائی اور
یہودی وغیرہ سب داخل ہیں) میری طرف واپسی ہوگی اور واپسی میں تمہارے ۳۳
ان امور میں (عملی) فیصلہ کروں گا جن میں تم اختلاف (اور تنازع) رکھتے تھے جسکی
تفصیل یہ ہے۔ کہ جو لوگ کافر ہیں اونکو سخت عذاب دوں گا۔ دنیا میں بھی اور
آخرت میں بھی۔ اور اون کے کوئی مددگار نہوں گے (جو انکو عذاب سے بچالیں)
اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کئے اونکو خدا ان کے پورے معاوضے
دے گا۔ اور (اصلا ظلم نکرے گا۔ کیونکہ) خدا ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ پھر
خود کیوں ظلم کرنے لگا) ف کفار کی سزا میں دنیا کا ذکر استطراداً ہے اور
مقصود سزائے آخرت ہے اور فائدہ اس استطراد کا مبالغہ فی التہدید ہے
فلا اشکال۔ اور الذین اتبعوک سے مراد متبع کامل ہیں پس اس زمانہ میں مسلمانوں
کے مغلوب نصاریٰ ہونے کی بنا پر آیت میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ اوسکا
منشا ترک اتباع ہے اور غلبہ مشروط بالاتباع (اوس کے بعد حق تعالیٰ
فرماتا ہے کہ) یہ بجالیکہ ہم اسکو تمہیں پڑھکر سناتے ہیں آیات خداوندی اور

حکیمانہ نصیحت سے ہیں (پس لوگوں کو چاہئے - کہ اونکو مانیں اور اونپر عمل
کریں - یہاں تک حضرت عیسیٰ کے واقعی حالات بیان کر کے اون کے مخالفین
کی غلطی کو ظاہر کیا گیا تھا - اب ان کے مدعیان اتباع کی غلطی ظاہر فرماتے ہیں
اور فرماتے ہیں - کہ مخالفین نے عیسیٰ کے باب میں یہ غلطی کی کہ اون کو جھوٹا قرار دیکر
اون کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے - اور موافقین نے ان کے باب میں یہ غلطی
کی - کہ اونکو بے باپ کے پیدا دیکھکر اونکو خدا کا بیٹا اور خدا اور ثالث ثلثہ
کہنے لگے - اس کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ) عیسیٰ کی حالت اللہ کے
نزدیک آدم کی حالت جیسی ہے - کہ اللہ تعالیٰ نے انکو مٹی سے بنایا اوس کے
بعد اون سے کہا - کہ (انسان) ہو جاؤ - سو وہ (انسان) ہو گئے (پس جس طرح
آدم بے ماں اور باپ کے پیدا ہوئے - اور اس لئے نہ وہ خدا ہوئے
نہ خدا کے بیٹے اور نہ ثالث ثلثہ - اسی طرح عیسیٰ بے باپ کے پیدا ہونیسے
خدا کے بیٹے یا خدا وغیرہ نہیں ہو سکتے - بلکہ وہ بندہ ہی ہیں - خدا نے اون کو اپنے ۳
حکم سے پیدا کیا - یہ بات) بالکل صحیح اور تمھارے رب کی جانب سے ہے پس تم
شک کرنے والوں میں سے نہ ہونا (ایسا نہ ہو کہ عیسائیوں کے مغالطہ میں آجاؤ
اور جبکہ یہ بالکل صحیح ہے اور اس میں ذرا بھی شبہ نہیں) پس جو شخص (تمہیں
مغالطہ دینے کے لئے) تم سے اسمیں حجت کرے - بعد اس کے کہ تمہارے
پاس اس کا صحیح علم آچکا ہے (اور اس روشن حقیقت سے منکر ہی رہے) تو (اسکا
علاج بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ) آپ (اوس سے) کہدیجئے - کہ آؤ ہم (مسلمان)
اور تم (نصاریٰ) اپنے اپنے بیٹوں کو - اور اپنی اپنی عورتوں کو اور اپنے اپنے
مردوں کو بلالیں - پھر تضرع کے ساتھ دعا کریں - اس طور پر کہ جھوٹوں پر خدا کی
لعنت بھیجیں (ہم اس انتہائی فیصلہ پر اسلئے تیار ہیں کہ) یہ (بیان کہ عیسیٰ کی
حالت آدم کی حالت جیسی ہے) بالکل صحیح بیان ہے - اور فی الحقیقت یہی سچ ہے کہ)
خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ تعالیٰ ہی غالب وحکمت والے ہیں (اور کوئی

نہیں اسلئے اِن کے سوا کوئی معبود بھی نہیں۔ کیونکہ مغلوب اور نادان کیونکر معبود ہو سکتا ہے۔ پس عیسٰےؑ کسی طرح خدا نہیں ہو سکتے) اب اگر (اس انتہائی فیصلہ سے بھی) وہ پھر جائیں۔ تو (پھر خدا ان سے سمجھے گا کیونکہ) حق تعالیٰ فساد پھیلانے والوں سے خوب واقف ہے۔ (اوس انتہائی اتمام حجت کا مقتضا یہ تھا کہ ان سے بالکل خطاب چھوڑ دیا جاتا۔ مگر باقتضائے رحمت و رافت پھر انہیں مخاطب بناتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ گو انکا عناد اور ہٹ دھرمی انتہا کو پہنچ چکی ہے مگر:۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى
كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ
اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ
بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا
مُسْلِمُوْنَ ۝ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ
التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ
حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ
فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا كَانَ
اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّ
لٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ
بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا

تم (نصیحت نہ چھوڑو۔ اور ان سے)
کہو کہ اے اہل کتاب تم ایسی بات
کی طرف آؤ جو تمہارے اور ہمارے
درمیان یکساں (مسلم) ہے (اور ہمارے
اور تمہارے درمیان اس میں اجمالاً ۳۵
اتفاق ہے۔ گو تفصیل میں تم نے
اپنی جہالت سے اختلاف پیدا کر لیا
ہے۔ یعنی یہ) کہ ہم خدا کے سوا کسی کی
پرستش نہ کریں۔ اور نہ اس کے ساتھ
کسیکو شریک کریں اور نہ خدا کو چھوڑ کر
آپس میں ایک دوسرے کو (جو ہماری
ہی طرح مخلوق و مملوک و محکوم وغیرہ ہے)
خدا بنا لیں (یعنی تم ان باتوں کو قبول
کرو۔ جیسا کہ تم کرتے ہو۔ اور ان کے
صحیح معنی میں عمل کرکے اس اختلاف
کو اٹھا دو جو ہمارے اور تمہارے

النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ؕ وَاللّٰهُ
وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ ○ وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ
مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ
وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا
يَشْعُرُوْنَ ○ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ اَنْتُمْ
تَشْهَدُوْنَ ○ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ
تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ
الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ ع ۱۷

درمیان ہے یعنی عیسےٰ کو خدا یا خدا
کا بیٹا یا ثالث ثلثہ ماننا چھوڑ دو کیونکہ
ان کا خدا وغیرہ ماننا اور اسکو منافی
توحید نہ سمجھنا۔ کُھلا ہوا جہل اور مکابرہ
ہے) پس اگر وہ (اپنے اس مسلّم اصول
سے) پھریں (اور صحیح معنی میں
اوس کے ماننے سے انکار کریں) تو
(اون سے) کہدو کہ (تم نہیں مانتے
تو تم جانو) تم گواہ رہو۔ کہ ہم مسلمان

(اور شرک سے سخت بیزار) ہیں (یہاں تک نصاریٰ سے خطاب فرماکر اب گفتگو کو تمام کرتے ہیں۔ اور مشترکہ طور پر یہود و نصاریٰ کو خطاب فرماتے ہیں۔
اور فرماتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کے متعلق الگ الگ بحث ۳
ختم ہوئی۔ اب ہم مشترکہ طور پر دونوں سے گفتگو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ) اے اہل کتاب تم ابراہیمؑ (کو اپنے مذہب پر بتلا کر ان) کے (باب) میں (ناحق) کیوں حجت کرتے ہو۔ حالانکہ توریت و انجیل تو ان کے بعد ہی نازل ہوئی ہیں (اور ان کے وقت میں ان کا وجود بھی نہ تھا۔ پھر وہ تمھارے مذہب پر کیسے ہو سکتے ہیں) کیا تم بالکل ہی نہیں سمجھتے (کہ اتنی موٹی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی۔ اِس جگہ یہ شبہ کہ شاید انکا یہ مطلب ہے۔ کہ چونکہ تمام انبیاءؑ کے اصول ایک ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے انکے اصول مذہب وہی ہیں۔ جو ہمارے ہیں محض غلط اور لایعنی ہے۔ کیونکہ اگر ان کا یہ مطلب ہوتا تو اس کا دوسرا جواب ہوتا۔ اور جبکہ یہ جواب دیا گیا ہے۔ تو ضرور ہے۔ کہ ان کا وہ مطلب نہ ہو۔ الحاصل قرآن کے جواب پر محض احتمال سے اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فی نفسہ احتمال

دونوں ہیں اور جواب سے ایک احتمال یقینی ہے ہاں اگر کوئی ثابت کر دے کہ
ان کا یہ مطلب نہیں تھا۔ بلکہ دوسرا تھا۔ تو اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور اس کا
جواب دیا جاوے گا مگر یہ کسی کے امکان میں نہیں۔ لہذا یہ اعتراض ساقط ہے)
ارے تم وہ ہو کہ تم نے ان امور میں حجت کی۔ جن کا تمکو (فی الجملہ) علم تھا (مثلاً
حضرت عیسیٰؑ کے اور موسےؑ کے مذہب کے متعلق۔ اور یہ حجت ایک حد تک
معقول تھی) پس تم اُن باتوں میں حجت کیوں کرتے ہو۔ جن کا تمہیں (مطلق)
علم نہیں (جیسے ابراہیمؑ کا مذہب۔ اور اس طرح اپنی بے عقلی کو کیوں ظاہر کرتے ہو
الغرض تمہارا یہ مناظرہ محض بے قاعدہ ہے) اور (حقیقت یہ ہے کہ)
خدا جانتا ہے۔ اور تم نہیں جانتے۔ (پس تم علم کا معارضہ جہل سے نہ کرو
اور خدا کی بات کو نہ جھٹلاؤ حقیقت یہ ہے کہ) نہ ابراہیمؑ یہودی تھے اور
نصرانی۔ بلکہ وہ سیدھے مسلمان تھے۔ (جن میں کجی کا نام تک نہ تھا) اور مشرکین
میں سے بھی نہ تھے (جیسا کہ تمہارے دوسرے بھائی اہل مکہ کا خیال ہے ۳۷
مذہبی حیثیت سے) ابراہیمؑ سے سب سے زیادہ قریب تر وہ لوگ ہیں جنہوں نے
ان کا پورا اتباع کیا۔ (یعنی انکی اُمت) اور (ان کے بعد) یہ نبی اور (انکو ماننے
والے) مسلمان (کیونکہ ان کا مذہب اصولاً تو ان کے ساتھ موافق ہے ہی اکثر
فروع میں بھی ان کے موافق ہے۔ یہ حمایت ہے حق تعالیٰ کی مسلمانوں کے
لئے۔ کہ اس نے ان کے فریق کو مسکت جوابات دیے) اور حق تعالیٰ مسلمانوں
کا (صرف اسی) ایک واقعہ میں حامی نہیں۔ بلکہ وہ ان کا علی الاطلاق) متولی
کار ہے (اور ان کے تمام کام وہی کرتا ہے ان مناظروں سے ثابت ہے کہ)
اہل کتاب (بہزار جان) چاہتے ہیں۔ کہ کاش وہ (کسی طرح) تمہیں (سیدھے
رستے سے) بھٹکا دیں۔ او حقیقت یہ ہے۔ کہ وہ (اس خواہش اور کوشش
میں ہی) خود اپنے ہی کو گمراہ کر رہے ہیں (کیونکہ یہ جدوجہد خود ایک گمراہی
ہے) اور انہیں اس کا احساس ہی نہیں (اسلئے وہ اس گمراہی میں مبتلا ہیں)

اور گو کہ وہ اسکو جانتے ہی ہیں۔ مگر چونکہ اس کے مقتضے پر عمل نہیں کرتے۔ اسلئے ان کا علم بھی عدم کے حکم میں ہے) اے اہل کتاب تم کیوں (نادان بنتے ہو اور کیوں) خدا کی آیات کا انکار کرتے ہو۔ حالانکہ تم (ان کے منجانب اللہ ہونے کی دل سے) شہادت دیتے ہو (گو زبان سے اقرار نہیں کرتے) اے اہل کتاب تم حق کو باطل سے کیوں مخلوط کرتے ہو۔ اور (کیوں) حق کو چھپاتے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ وہ حق ہے۔ ارے نادانو باز آؤ۔ جانے دو شرارت کو۔ خیر یہ مضمون جو نصیحت سے متعلق تھا ضمنی تھا۔ اور کہنا یہ تھا۔ کہ اہل کتاب کو تمہارے گمراہ کرنے کی بڑی ہی تمنا ہے۔ چنانچہ وہ اس کے لئے مختلف کوششیں کرتے ہیں جن میں سے ایک کوشش مناظرہ ہے جس کا تمکو اوپر علم ہو چکا ہے۔

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتٰبِ
اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ
۳۸ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا
اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ وَلَا تُؤْمِنُوْٓا
اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى
هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ
مَآ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ
قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ
مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝
يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ وَمِنْ اَهْلِ
الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ
يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ
بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ

اور دوسری کوشش یہ کہ) اہل کتاب کی ایک جماعت نے اپنے لوگوں سے کہا۔ کہ (مسلمان مناظرہ میں شکست کھانے والے نہیں ہیں اس لئے ان سے مناظرہ کی ضرورت نہیں ہاں فریب سے ان کو شکست دو۔ وہ یہ کہ) تم شروع دن میں (بظاہر) اس (کتاب) پر ایمان لے آؤ۔ جو مسلمانوں پر نازل کی گئی ہے۔ اور آخر دن میں اس کے منکر ہو جاؤ امید ہے کہ (یہ تدبیر کارگر ہو گی اور اس تدبیر سے) وہ (لوگ اس دین سے) پلٹ جاویں گے (اس سے معلوم ہوا کہ قانون قتل مرتدین

عَلَيْهِ قَائِمًا ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ
عَلَيْنَا فِى الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ○
بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ
يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ○ اِنَّ الَّذِيْنَ
يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ
ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ
لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ
وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۠ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ
وَاِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ
بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ
وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ
هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ
وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ
يَعْلَمُوْنَ ○ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ
اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ
ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّىْ
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ
بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ
تَدْرُسُوْنَ ۙ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا
الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ۗ
اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○

ایک بڑی حکمت یہ بھی ہے۔ کہ اس میں
کفار کے اس عظیم الشان فتنہ کی مدافعت
ہے۔ کیونکہ جب ان کو اسلام کا یہ قانون
معلوم ہوگا۔ تو پھر کسی فتنہ پردار کو
ایسا کرنے کی جرأت نہ ہوگی۔ کہ وہ
اوّل مسلمان ہو۔ اور اس کے بعد کافر ہوکر
ناواقف مسلمانوں کو گمراہ کرے) اور
(انہوں نے اپنے لوگوں سے یہ بھی کہا
کہ دیکھو تم مسلمانوں کا شکار کرنے جاتے
ہو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ مسلمان ہی تمہیں
پھانس لیں اس لئے تمکو لازم ہے
کہ) تم کسی کی بات نہ مانو بجز ان ۳۹
لوگوں کے جو تمہارے دین کے
پیرو ہیں (کیونکہ تمہارا دین سچا ہے
اور سب مذہب باطل ہیں۔ اس جگہ
حق تعالیٰ انکی بات کاٹ کر فرماتے
ہیں۔ کہ) آپ فرما دیجئے۔ کہ خدا کی ہدایت
ہی اصلی ہدایت ہے (اور تمہارا
بیان سراسر غلط ہے۔ اس جملہ معترضہ
کے بعد ان کے کلام کو پورا کرتے
ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ انہوں نے
کہا کہ تم کسی کی یہ بات نہ مانو) کہ
کسیکو بھی ایسی چیز (دین کی) دی جاویگی

جیسی تم کو دی گئی ہے (اس سے بڑھ کر تو درکنار) ورنہ وہ لوگ تم سے تمہارے

(۵) حاشیہ متعلقہ آیت) لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم اعلم ان کلمۃ او التی یقدر بعدھا ان
ینتصب المضارع بعدھا لاحد الامرین علی وجہ الانفصال الحقیقی لکن لا یجب ان تقدر بل یجب قصد
المتکلم وما بعدھا مبتدأ محذوف الخبر نحو بما صرح بہ الرضی فتقدیر قولہ لالزمنک
او تعطینی حقی لالزمنک او اعطاءک حقی ثابت ومعناہ انہ لابد لک من احد ھذین
الامرین اما اختیار اللزوم او اختیار الاعطاء فیکون وجود احدھما مشروطا بعدم الآخر
ومن بالعکس کما ھو مقتضی الانفصال الحقیقی وحینئذ یصح تفسیر قولہ لالزمنک او تعطینی
حقی بقولنا لالزمنک والا فاعطنی حقی علی وجہ التفسیر باللازم ویصح ان یقال
ان او بمعنی الا وکذلک یکون وجود احدھما منتھیا بوجود غیرہ علی ما ھو مقتضی
الانفصال الحقیقی ایضا ویصح تفسیرہ بمعنی والی ویصح ان یقال ان او بمعنی
حتی او الی ولما کان کل واحد من الامرین ثابتا فی غیر وقت الآخر بمقتضی الانفصال
ایضا صح تفسیرہ بحرف الاستثناء وصح ان یقال ان او بمعنی الا کما یقال فی المثال
المذکور لالزمنک فی کل وقت الا وقت الاعطاء ولما کان المقصود من الاول وجود الثانی
او عدمہ صح تفسیرہ بکی وصح ان یقال انہ بمعنی کی کما یقال فی المثال المذکور
لالزمنک کی تعطینی حقی فظھر من ھذا التفصیل ان کلمۃ او المذکورۃ مستعملۃ فی معناھا
الموضوع لہ ای احد الامرین وکل واحد من المعانی الاخر المذکورۃ لازم لمعناھا الاصلی
الذی یرجع ھو الیہ بنوع من الاستلزام اذا تمھد لک ما قلنا فاعلم ان قولہ تعالیٰ
لا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم او یحاجوکم عند ربکم تقدیرہ لا تؤمنوا لغیرکم
او محاجتھم ایاکم ثابتۃ والمعنی انہ لابد لکم من اختیار احد الامرین علی وجہ
الانفصال الحقیقی اما اختیار الامتناع عن الایمان لغیرکم او اختیار محاجتھم
ایاکم ویصح تعبیرہ بان یقال لا تؤمنوا لغیرکم والا یحاجوکم او بان یقال لابد لکم
من اختیار الامتناع عن الایمان فی کل وقت الا وقت اختیار المحاجۃ او بان
یقال لابد لکم من اختیار الامتناع عن الایمان الی او حتی ان تختاروا
المحاجۃ او بان یقال لا تؤمنوا لغیرکم کی لا یحاجوکم فاحفظ ھذا
التحقیق الانیق وباللہ التوفیق - ۱۲

(باقی آئندہ)

(۱۴) عبداللہ بن جراد صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرو کیونکہ حج گناہوں کو ایسا دھو دیتا ہے جیسا پانی میل کو صاف کر دیتا ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

(۱۵) حضرت ابو موسےٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاجی کی شفاعت چار سَو گھرانوں کے یا یہ فرمایا کہ اُس کے خاندان کے چار سَو آدمیوں کے حق میں قبول کیجائے گی اور اپنے گناہوں سے ایسا نکل (کر صاف ہو) جائے گا گویا آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے اسکو بزار نے روایت کیا ہے مگر اس کے ایک راوی کا نام ظاہر نہیں کیا گیا۔

(۱۶) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ حاجی کا اونٹ جو قدم اُٹھاتا اور جو قدم
رکھتا ہے ہر ایک کے بدلہ میں اُسکے واسطے اللہ تعالیٰ کے یہاں ایک نیکی لکھی جاتی 9
یا ایک گناہ معاف ہوجاتا یا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اسکو بیہقی نے روایت
کیا اور ابن حبان نے صحیح میں ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا ہے جو انشاء اللہ
آگے آئے گی۔

(۱۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص بیت اللہ کا ارادہ کر کے آئے پھر اونٹ پر سوار ہو تو اونٹ جو قدم بھی اٹھائے اور جو قدم بھی زمین پر رکھے گا ہر ایک کے عوض اللہ تعالےٰ اُس کے لئے ایک نیکی لکھیں اور ایک گناہ مٹادیں اور ایک درجہ بڑھادیں گے یہاں تک کہ جب بیت اللہ کے پاس پہونچ جائے اور اُس کا طواف کرے اور صفا و مروہ کے درمیان چکر لگائے پھر سر مونڈوائے یا بال کتروادے تو اپنے گناہوں سے ایسا (پاک صاف) نکل جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونیکے وقت تھا اب

آیندہ جو عمل کرے گا وہ از سرنو ہوگا پھر ابو ہریرہؓ نے لمبی حدیث بیان کی۔ اسکو بیہقی نے روایت کیا ہے ٭

(۱۸) زاذان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایکبار ابن عباس سخت بیمار ہو گئے تو اُنھوں نے اپنی اولاد کو جمع کر کے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جو شخص مکہ سے پیادہ پا حج کرے تو مکہ میں واپس آنے تک اللہ تعالیٰ اُس کے ہر قدم کے عوض سات سو نیکیاں لکھیں گے ہر نیکی حرم کی نیکیوں کے برابر ہوگی۔ عرض کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کیسی ہوتی ہیں فرمایا (حرم کی) ایک نیک ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہے اسکو ابن خزیمہ اور حاکم دونوں نے عیسیٰ بن سوادہ کے واسطہ سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے تو اسکو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ابن خزیمہ نے صحت میں تردد کرتے ہوئے کہا ہے کہ عیسیٰ بن سوادہ کی طرف سے دل میں کچھ (کھٹک) ہے حافظ منذری فرماتے ہیں کہ بخاری نے اُنکو منکر الحدیث بتلایا ہے ٭

(۱۹) ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضورؐ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام بیت اللہ تک ہزار دفعہ آئے ہیں کسی دفعہ بھی سوار ہو کر نہیں آئے بلکہ ہندوستان سے (کعبہ تک) پیادہ پا آئے ہیں اسکو ابن خزیمہ نے صحیح میں روایت کر کے فرمایا ہے کہ قاسم بن عبدالرحمن (راوی) کی طرف سے دل میں کچھ (کھٹک) ہے حافظ منذری فرماتے ہیں کہ یہ قاسم بہت کمزور ہے ٭

(۲۰) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں وہ اگر دعا کریں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں مانگتے ہیں تو (مراد) عطا فرماتے ہیں اسکو بزار نے روایت کیا اور اسکے سب راوی ثقہ ہیں ٭

(۲۱) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے رستہ میں غازی اور حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا یہ سب اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اللہ سے دعا کریں تو قبول ہوگی مانگیں گے تو مراد عطا ہوگی اسکو ابن ماجہ نے روایت کیا اور الفاظ انہی کے ہیں اور ابن حبان نے بھی روایت کیا ہے دونوں نے عمران بن عیینہ کے واسطہ سے عطا بن السائب سے روایت کیا ہے

(۲۲) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں تو قبول ہوگی اور مغفرت چاہیں تو مغفرت کی جائے گی اسکو نسائی و ابن ماجہ و ابن خزیمہ و ابن حبان نے صحیح میں روایت کیا ہے ان دونوں کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ کے مہمان تین قسم کے لوگ ہیں حج کرنیوالے اور عمرہ کرنے والے اور غازی۔ اور ابن خزیمہ نے غازی کو مقدم کیا ہے۔

(۲۳) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اسکی بھی جس کے لئے حاجی دعائے ۱۱
مغفرت کردے اسکو بزار نے اور طبرانی نے صغیر میں روایت کیا ہے مگر ان دونوں کے الفاظ یہ ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اے اللہ حاجی کو بخشدے اور جس کے لئے حاجی دعائے مغفرت کرے اسکو بھی بخشدے حاکم نے اسکو شرط مسلم پر صحیح کہا ہے۔ حافظ منذری فرماتے ہیں کہ اسکی سند میں شریک قاضی ہیں اور ان سے مسلم نے صرف متابعات میں روایت کی ہے (اصول میں نہیں کی) اور ان کے متعلق انشاء اللہ گفتگو آئے گی +

(۲۴) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس بیت اللہ سے نفع حاصل کرلو۔ کیونکہ وہ دو مرتبہ گرایا جا چکا ہے اور تیسری دفعہ میں (آسمان پر) اٹھا لیا جائے گا۔ اس کو بزار و طبرانی نے کبیر میں اور ابن خزیمہ و ابن حبان نے صحیح میں۔ اور حاکم نے (مستدرک میں) روایت کیا ہے۔ حاکم نے اسکی سند کو صحیح بتلایا ہے

ابن خزیمہ کہتے ہیں کہ تیسری دفعہ میں اُٹھائے جانیکا مطلب یہ ہے کہ تیسری دفعہ کے بعد اُٹھا لیا جائے گا ۔

(۲۵) عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے آتارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن سے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ (دنیا میں) ایک گھر یا مکان بھی اُتارنے والا ہوں جس کے گرد اسی طرح طواف کیا جائے گا جیسا میرے عرش کے گرد طواف کیا جاتا ہے اور اُس کے پاس اُسی طرح نماز پڑھی جائے گی جیسا میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ پھر جب طوفان (نوح) کا زمانہ آیا تو بیت اللہ اٹھا لیا گیا اس کے بعد انبیاء علیہم السلام اُس کا حج کرتے تھے مگر اُس کی جگہ (پوری طرح تعین کے ساتھ) انکو معلوم نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُسکی جگہ (متعین کرکے) بتلائی اور اُنہوں نے پانچ پہاڑوں (کے پتھروں) سے اُسکی عمارت قائم کی ۱ جبل حراء ۲ جبل ثبیر ۳ جبل لبنان ۱۲ ۴ جبل الطور ۵ جبل الخیر بس جتنا تم سے ہوسکے اِس سے نفع حاصل کرو اسکو طبرانی نے کبیر میں موقوفاً روایت کیا ہے اور اسکی سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں

(۲۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حج کرنے میں جلدی کرو۔ یعنی حج فرض ادا کرنے میں کیونکہ تم میں سے کسی کو خبر نہیں کہ اسکو کیا بات پیش آجائے (جس کی وجہ سے حج نہ کرسکے) اسکو ابوالقاسم اصبہانی نے روایت کیا ہے **ف** اسی لئے حنفیہ کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ حج واجب علی الفور ہے۔ یعنی فرض ہوجانے کے بعد اسکی ادا میں جلدی کرنا واجب ہے دیر کرنے سے گناہ ہوگا۔

(۲۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی آدم!

اس بیت اللہ کا حج اس سے پہلے کر لو کہ تمکو کوئی حادثہ پیش آجاتے عرض کیا اور مجھے کیا حادثہ پیش آئے گا۔ فرمایا جسکی تمکو خبر نہیں اور وہ موت ہے آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ موت کیا چیز ہے فرمایا عنقریب تم اُس کا مزا چکھ لوگے عرض کیا اور میں اپنے اہل وعیال کا محافظ کسے بناؤں؟ فرمایا اس کام کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کرو۔ اُنھوں نے آسمانوں کے سامنے یہ خدمت پیش کی تو وہ انکار کر گئے زمین کے سامنے یہ خدمت پیش کی تو اُس نے بھی انکار کر دیا پہاڑوں کے سامنے پیش کی تو اُنھوں نے بھی منظور نہ کی بالآخر اُن کے ایک بیٹے نے یہ کام اپنے ذمہ لیا جو اپنے بھائی کا قاتل بنا۔ اِس کے بعد حضرت آدم علیہ السلام زمین ہند سے روانہ ہوئے۔ ہر جس منزل میں بھی وہ کھانے پینے کو قیام کرتے تھے وہ اُن کے بعد آبادبستی بن گئی یہاں تک کہ مکہ پہونچے تو فرشتوں نے اُن کا استقبال کیا اور کہا اے آدم السلام علیک آپ کا حج قبول ہوگیا۔ دیکھو ہم نے تم سے دو ہزار برس پہلے اس بیت اللہ کا حج کیا ہے حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسوقت بیت اللہ سرخ یاقوت سے بنا ہوا تھا جو اندر سے کھوکرا تھا اُس کے دو دروازے تھے جو شخص اِس کے گرد طواف کرتا وہ اندر والے کو دیکھتا تھا اور جو اندر ہوتا وہ باہر کے طواف کرنے والے کو دیکھتا تھا جب آدم علیہ السلام افعال حج سے فارغ ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے آدم تم نے اپنے حج کے ارکان ادا کر لیے؟ عرض کیا ہاں اے میرے پروردگار! فرمایا اچھا اب اپنی مراد مانگو تمکو دی جائے گی۔ عرض کیا میری مراد یہ ہے کہ میری خطا اور میری اولاد کے گناہ معاف فرما دیئے جائیں۔ فرمایا اے آدم! تمہاری خطا تو ہم اُسیوقت معاف کر چکے ہیں جب تم اس میں مبتلا ہوئے تھے رہے تمہاری اولاد کے گناہ تو جو اُنمیں سے مجھے پہچان لے اور مجھپر ۱۳

ایمان لے آئے اور میرے رسولوں اور کتابوں کی تصدیق کرے گا ہم اُس کے گناہ بخشدیں گے اسکو بھی اصبہانی نے روایت کیا ہے ؎

(۲۸) ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مرد یا عورت اللہ تعالیٰ کی خوشی کی جگہ میں کچھ خرچ کرنے بخل کرے گا وہ اُس سے کئی گنا زیادہ خدا کی ناراضی میں خرچ کرے گا اور جو شخص حج کو یعنی حج فرض کو دنیا کے کسی کام کیوجہ سے چھوڑے گا۔ وہ اس کام کے ختم ہونے سے پہلے ہی اسکی بربادی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے کسی (جائز) کام میں چلنے پھرنے سے رُکے گا خواہ اُس کا پورا ہونا مقدر میں ہو یا نہو وہ ضرور کسی گناہ کے کام میں (کسی کا) معین بنے گا جس میں اُس کو کچھ ثواب نہ ملے گا۔ اسکو بھی اصبہانی نے روایت کیا ہے اور اس میں نکارت ہے (یعنی اس کا روایت کرنے والا ضعیف ہے اور تنہا روایت ۱۴
کررہا ہے) ؎

(۲۹) حضرت جابر رضہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے فرمایا کعبہ کے ایک زبان ہے اور دو لب اور اُس نے ایکبار شکایت کی کہ اے پروردگار! میری عبادت کرنے والے تھوڑے ہیں میری زیارت کرنے والے کم ہیں تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ میں ایسے لوگ پیدا کرنے والا ہوں جو خشوع اور سجدہ کرنے والے ہوں گے وہ تیری طرف ایسے مشتاق ہوں گے جیسا کبوتر اپنے انڈوں کی طرف مشتاق ہوتا ہے اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

(۳۰) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نبی اللہ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے پروردگار! آپ کے اوپر آپ کے بندوں کا کیا حق ہے جب وہ آپ کی

؎ یعنی بالضناد المجمۃ ای یبخل ویشح ۱۲ منہ

زیارت کو آپ کے گھر پہ آئیں فرمایا ہر مہمان کا میزبان پر حق ہوتا ہے۔
اے داؤد ان کا حق میرے اوپر یہ ہے کہ دنیا میں ان کو عافیت دوں
اور جب ان سے (قیامت میں) ملوں تو انکی مغفرت کردوں اسکو بھی طبرانی
نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

(۳۱) حضرت سہل بن سعد سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستہ میں مجاہد بنکر یا حاجی بنکر لا الہ الا اللہ
کہتا ہوا یا لبیک پکارتا ہوا چلتا ہے۔ آفتاب اس کے گناہوں کو اپنی ساتھ
لیکر ڈوب جاتا۔ اور یہ ان سے (پاک صاف ہوکر) نکل جاتا ہے اسکو بھی
طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

(۳۲) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد منی میں بیٹھا ہوا تھا کہ دو شخص ایک انصاری
15 ایک ثقفی حاضر ہوئے اور سلام کرکے کہنے لگے یا رسول اللہ ہم حضور سے کچھ
دریافت کرنے آئے ہیں فرمایا اگر تم چاہو تو میں ہی بتلا دوں کہ تم کیا
دریافت کرنے آئے ہو۔ اور اگر چاہو تو میں خاموش رہوں اور تم سوال کرو
دونوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی بتلا دیجئے حضور نے انصاری
سے فرمایا کہ تم مجھسے یہ دریافت کرنے آئے ہو کہ بیت الحرام کے ارادہ سے
جو تم اپنے گھر سے نکلے ہو ہمیں تم کو کیا ثواب ملتا ہے نیز طواف کی رکعتوں اور
اس کے ثواب اور صفا و مروہ کی سعی اور اس کے ثواب اور وقوف عرفہ
ورمی جمار و قربانی اور طواف زیارت وغیرہ کا ثواب دریافت کرنا چاہتے
ہو۔ انصاری نے کہا قسم اس ذات کی جس نے آپکو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے
واقعی میں یہی باتیں دریافت کرنے آیا ہوں حضور نے فرمایا کہ تم جب
اپنے گھر سے بیت اللہ کا ارادہ کرکے نکلے ہو تو تمھاری اونٹنی جو قدم
زمین پر رکھتی تھی اور اٹھاتی تھی۔ اس کے عوض تمھارے لئے ایک نیکی لکھی گئی

اور ایک گناہ مٹا دیا گیا اور طواف کے بعد کی رکعتیں اولادِ اسمٰعیل علیہ السلام میں سے
ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہیں اور صفا و مروہ کی سعی ستر غلاموں کے آزاد
کرنے کی برابر ہے اور وقوفِ عرفات کی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن دنیا کے
آسمان پر نزول فرماتے اور فرشتوں پر تمہاری وجہ سے اپنی خوشی کا اظہار فرماتے
ہیں کہ دیکھو میرے بندے پریشان حال پریشان بال دور دراز کی مسافت
طے کر کے میری رحمت کی امید پر آئے ہیں۔ میرے بندو! اگر تمہارے گناہ شمار
میں ریت (کے ذرات) کی یا بارش کے قطرات کی یا سمندر کے جھاگوں کی طرح
بھی ہوں میں انکو بھی بخشدوں گا میرے بندو! جاؤ بخشے بخشائے واپس
ہو جاؤ تمہاری بھی مغفرت کردی گئی اور جس کی تم سفارش کرو۔ اسکی بھی۔
اور رمی جمار (یعنی کنکریاں مارنے) کا ثواب یہ ہے کہ جو کنکری تم مارتے ہو
ہر اک کے عوض تمہارا ایک بڑا گناہ معاف ہو جاتا ہے جو ہلاک کرنیوالا تھا۔
رہی قربانی سو وہ تمہارے پروردگار کے پاس تمہارے لئے ذخیرہ بنکر رہتی ہے
(جو قیامت میں بہت کام آئے گی) رہا سر مونڈنا تو اسمیں ہر بال کے عوض تمکو
ایک نیکی ملتی ہے اور ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جو تم بیت اللہ
کا طواف (زیارت) کرتے ہو تو اسوقت تم گناہوں سے پاک صاف
ہو کر طواف کرتے ہو ایک فرشتہ اسوقت اگر تمہارے شانوں کے درمیان
اپنے ہاتھ رکھکر کہتا ہے کہ اب آیندہ از سر نو عمل کرو۔ کیونکہ گذشتہ تو سب
معاف کر دیئے گئے۔ اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بزار نے روایت کیا
ہے اور الفاظ بزار ہی کے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث چند طرق سے
مروی ہے مگر اس طریق سے بہتر اور کوئی طریق ہمارے علم میں نہیں (حافظ
منذری فرماتے ہیں کہ اس طریق میں کوئی بات نہیں ہے اس کے راوی سب توثیق
سے سرفراز کئے گئے ہیں۔ اور اسکو ابن حبان نے بھی صحیح میں روایت کیا ہے
ان کے الفاظ وقوف عرفہ کے بیان میں انشاء اللہ آئیں گے۔ طبرانی نے اوسط میں

(باقی آئندہ)

چنانچہ ایک سب جج پرانی وضع پرانے خیال کے ایک جگہ بدل کر آئے
اونہوں نے چاہا کہ وہاں کے رئیسوں سے ملیں تو ایک رئیس صاحب
کے پاس پہونچے۔ وہ دور ہی سے صورت دیکھ کر گھر میں چلے گئے
اونہوں نے خادم کے ذریعہ سے کہلا بھیجا کہ میں فلاں شخص ہوں آپ سے
ملنے آیا ہوں۔ نام سنکر وہ رئیس صاحب باہر آئے اور عذر کرنے لگے
کہ آپ کا عبا دیکھکر میں یہ سمجھا کہ کوئی مولوی صاحب ہیں۔ چندہ لینے
کی غرض سے آئے ہیں۔ یہ قدر ہے مولویوں کی عام لوگوں کے نزدیک
اور یہ خیالات ہیں۔ اون کے مولویوں کے متعلق۔ مگر اس میں زیادہ
قصور عام لوگوں کا نہیں بلکہ ایسے مولویوں کا ہے اُنہی نے اپنے
برتاؤ سے عام لوگوں کے خیالات کو خراب کیا اگر مولوی اس سے
پرہیز کرتے تو عام لوگوں کو کبھی ایسی جرأت نہیں ہو سکتی تھی یہ تو
مولویوں کی غلطی تھی۔ جن لوگوں نے ایسوں کو دیکھ کر دین کے
سے علم سے کنارہ کیا اور اوس سے نفرت کرنے لگے وہ بھی غلطی
سے خالی نہیں کیونکہ وہ اگر اپنی اولاد کو علم دین کے ساتھ نیک
عادتیں بھی سکھلائیں تو اون سے ایسی باتیں ہرگز نہوں۔ دوسرے
ایک خاندانی رئیس کا بیٹا اگر دین کا علم پڑھے گا تو وہ پیدائشی طور پر بلند حوصلہ
ہوگا وہ ایسی حرکتیں کیوں کرنے لگا۔ جو لوگ ایسی حرکتیں کرتے
ہیں وہ اکثر کم خاندان کے لوگ ہوتے ہیں پس جب حقیقت یہ ہے تو تعجب ہے
کہ ایسے لوگوں کو دیکھ کر اپنے بچوں کو دین کا علم نہ سکھلاؤ۔ میں
یہ نہیں کہتا کہ انگریزی نہ پڑھاؤ ضرور پڑھاؤ مگر یہ بھی تو دیکھو کہ دین کا
علم ہر وقت کی ضرورت کی چیز ہے تو چاہئے تو یہ کہ اول علم دین
پڑھاؤ اوس کے بعد دوسرے علموں کی طرف توجہ کرو لیکن اگر علم دین
اول نہ پڑھاؤ تو ساتھ ساتھ اوسکی تعلیم ضروری ہونی چاہئے۔ اگر زیادہ

وقت نہ ہو تو اردو ہی کی کتابیں پڑھاؤ لیکن استاد سے پڑھاؤ
یہ نہیں کہ کتاب دیدی اور کہہ دیا کہ دیکھ لو۔ بلکہ ضرورت اس کی ہے
کہ کسی دیندار آدمی کو رکھکر جتنی ضروری کتابیں ہیں وہ سب سبق
لے کر پڑھی جائیں اگرچہ بیس گھنٹے میں سے ایک گھنٹہ ہی دو بلکہ
میں کہتا ہوں کہ فضول وقت میں سے جو کھیل کود میں ختم ہو جاتا
ہے اوس میں سے اگر ایک گھنٹہ دو تو وہ بھی کافی ہے۔ لیکن
اس کے ساتھ کبھی کبھی امتحان لیا کرو۔ پاس ہونے پر بچے کو انعام دو اور فیل
ہونے پر سزا دو اور عمل کرانے کی بھی کوشش کراؤ جیسے حساب میں
مشق کراتے ہو اور اگر وہ نہیں کرتا تو سزا دیتے ہو اسی طرح جو مسئلہ
پڑھاتے جاؤ اوس پر عمل بھی کراتے جاؤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بچہ ساتھ
کے ساتھ دیندار ہوتا چلا جائے گا۔ ہاں اس کے لئے ایک مولوی
کے بلانے کی ضرورت ہوگی تو جب سینکڑوں روپیہ انگریزی میں ۱۴
صرف ہو جاتا ہے۔ اگر دس روپیہ اس میں صرف ہو جائیں گے
تو کیا ظلم ہوگا اور ان مولوی صاحب سے آپ اپنے لئے بھی بہی
کام لے سکتے ہیں کہ ان سے خود بھی علم دین سیکھیں اور اس موقع پر
یہ کہنا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر میں جب پہلے سلسلہ تھا پھر بھی
کوئی سلسلہ علم دین کا ہو تو اچھا ہے کہ یہاں کے بچے کچھ نہ کچھ تو ضرور
پڑھ لیں دیکھو اگر دو گھنٹے کی صحبت بھی کسی مولوی کی ہو جاوے تو خواہ
یہ بچے دیندار نہوں لیکن اون کو بہت سی باتیں معلوم ہو جائیں گی
مگر اس طرف لوگوں کو توجہ نہیں اگر کہئے کہ یہاں کوئی مولوی نہیں ملتا
تو میں کہتا ہوں کہ اگر معمار کی ضرورت ہو اور وہ نہ ملے تو کیا کرتے ہو
یہی کہ دوسری جگہ سے معمار کو بلاتے ہو پھر مولوی کو دوسری جگہ سے
کیوں نہیں بلاتے یہاں اس کے انتظار میں کیوں رہتے ہو کہ مولوی

خود آئیں۔

صاحبو! اگر دین کی کچھ بھی عزت دل میں ہوتی تو خود مولویوں کو تلاش کرتے۔ خلاصہ یہ کہ یہ سب دنیا کو پسند کرنے کی خرابیاں ہیں۔ ان خرابیوں سے بہت کم لوگ خالی ہیں۔ یہاں تک کہ مولوی اور فقیر بھی اور مولویوں اور فقیروں سے ایسا ہونا زیادہ بُرا ہے۔ کیونکہ یہ دھوکہ دیکھاتے ہیں مگر ہر جماعت میں دین دار ہوں یا دنیا دار سب ایک سے نہیں ہوتے۔ کچھ لوگ ان خرابیوں سے محفوظ بھی ہیں یہ تو بیان تھا دنیا کے ساتھ راضی ہونے کا۔ آگے فرماتے ہیں وَاطْمَاَنُّوْا بِهَا کہ

دنیا سے جی لگانا

دنیا میں جی لگایا۔ اور دنیا اون کے دل میں بھی گھس گئی۔ اللہ تعالےٰ نے جب یہ حالت کافروں کی بیان فرمائی ہے تو مسلمانوں کا تو دنیا سے دل گھبرانا چاہیئے۔ مگر ہر مسلمان بتلا ئے کہ روزانہ کتنی مرتبہ دنیا میں رہنے

۱۵ سے اوس کا جی گھبرایا ہے اور کب وحشت ہوئی ہے ہاں اگر وحشت ہوتی ہے تو آخرت میں جانے سے ہوتی ہے۔ حالانکہ دنیا سے وہ تعلق ہونا چاہیئے جو مسافر کو سرائے سے ہوتا ہے۔ کہ وہاں اوسکو سارے کام کرنے ہوتے ہیں مگر دل وطن میں پڑا رہتا ہے۔ اِس کا مطلب بعض لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ مولوی دنیا چھڑاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے ہاں مولوی یہ کہتے ہیں کہ دنیا سے سرائے کا سا تعلق رکھو۔ دیکھو کیا سرائے میں کھاتے نہیں ہو یا کوٹھری کرایہ پر نہیں لیتے۔ سب کچھ کرتے ہو مگر وہاں جی نہیں لگتا۔ اور دنیا میں جی لگا لیا ہے۔ جس کی وجہ یہ

ناواقفیت حقیقت دنیا کی وجہ سے دنیا میں جی لگتا ہے

ہے کہ دنیا کی حقیقت کو نہیں سمجھا ہماری بالکل وہی حالت ہے جیسے بچہ سرائے کے کسی آرام کو دیکھکر ضد کرنے لگے کہ میں تو یہیں رہوں گا۔ باقی جنکو دنیا کی حقیقت اور اصلیت کی خبر ہے وہ خدا سے چاہتے ہیں اور منت مانتے ہیں کہ کسی طرح یہاں سے چھٹکارہ ہوجائے

بیان تو بہت کچھ کرنا تھا مگر وقت نہ ہونے کیوجہ سے میں ایک ترکیب بتلا کر وعظ
کو ختم کرتا ہوں اور وہ ایسی ترکیب ہے کہ جس سے تمکو خدا نے چاہا وہ فیض ہوگا
جو بزرگوں کی صحبت سے ہوتا اور یہ جو حد سے قدم باہر نکلا جا رہا ہے
یہ رک جائے گا اور وہ حالت ہو جائے گی۔ جو طاعون کے زمانہ میں ہوتی
ہے کہ سب کچھ کرتے ہو۔ لیکن کسی چیز میں دل نہیں لگتا وہ ترکیب
یہ ہے کہ ایک وقت مقرر کر کے اس میں موت کو یاد کیا کرو۔ اور پھر
قبر کو یاد کرو۔ پھر میدانِ قیامت کو یاد کرو۔ اور اوس کی دہشتوں اور
سختیوں کو یاد کرو۔ اور سوچو کہ ہم کو خدا تعالے کے روبرو کھڑا
کیا جائے گا۔ بڑی قدرت والا ہے اور ہم سے پوچھ گچھ ہوگی ایک
ایک حق ادا کرنا پڑے گا پھر سخت عذاب کا سامنا ہوگا اسی طرح
روزانہ سونے کے وقت سوچ لیا کرو ہفتے دو ہفتے میں انشاء اللہ
۱۶ کایا پلٹ ہو جائے گی اور جو محبت دنیا کے ساتھ اب ہے باقی نہ رہیگی
اب خدا تعالے سے دعا کیجئے کہ عمل کی توفیق دے آمین۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کی تیسری جلد کا تیسرا وعظ مسمیٰ بہ دنیا سو رضا مندی ختم ہوا۔ اور صفحہ ۲۳ سے چوتھا شروع ہوا (مدیر)

تاریخ اسلامی کے شائقین کو مژدہ

وضوح الاصر ترجمہ جدید فتوح المصر

کے انتظار کی مدت ختم ہو کر ہدیہ ناظرین ہے جن حضرات نے فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام کا
مطالعہ کیا ہے وہ اسکی قدر کریں گے کیونکہ اکثر حضرات نے اس کے مطالعہ کے بعد اس کا اشتیاق
ظاہر کیا تھا اور ان حضرات کا اشتیاق ہی اس کا محرک ہوا۔
اسکے بعد انشاء اللہ فتوح العجم کا ترجمہ ہدیہ ناظرین ہوگا کیونکہ اب مولوی صاحب اسکا ترجمہ کر رہے ہیں
وضوح الاصر ترجمہ جدید فتوح المصر (۱۹۲) صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ قیمت فی جلد (عہ)

المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں۔ دہلی

سلسلۂ تسہیل المواعظ کی جلد سوم کا چوتھا وعظ
مُسمّٰی بہ

دوسروں سے عبرت پکڑنا

منتخب از وعظ چہارم ملقب بہ الاتعاظ بالغیر حصہ چہارم دعوات عبدیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبہ ماثورہ- اَمَّا بَعْدُ- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔
اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ (ترجمہ) خوش نصیب وہ ہے
کہ دوسرے کی حالت کو دیکھکر عبرت حاصل کرے +

یہ ایک حدیث کا ٹکڑا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمایا ہوا ہے۔ اس میں ہمارے ایسے مرض کا علاج بتلایا گیا ہے جس سے کوئی بچا ہوا نہیں ہے اسواسطے میں نے اِس حدیث کو بیان کے لئے اختیار کیا پھر یہ وجہ بھی ہے کہ یہ ایک چھوٹی سی بات ہے اور ہے بڑے کام کی۔ اور چونکہ اسوقت طبیعت سست ہے اسلئے ضرورت اسی کی تھی کہ چھوٹا سا مضمون بیان کیا جائے لیکن یہ مضمون ظاہر میں تو چھوٹا ہے مگر ہماری بہت سی باتوں کی اس سے اصلاح ہو سکتی ہے۔ اب سمجھئے کہ مرض دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ مرض جس کی خبر ہو اور ایک وہ جسکی خبر ہو اور پروا نہو۔ ایسے مریض کی حالت زیادہ قابل افسوس ہے کہ

سو ہم میں بعض مرض بے علمی کیوجہ سے ہیں اور بعض بے پروائی کیوجہ سے کیونکہ بعض
تو ہم میں بے علم ہیں سو ان کی تو زیادہ شکایت نہیں لیکن بعض وہ ہیں کہ علم رکھتے
ہیں پر اپنی حالت کو نہیں سوچتے۔ دنیا کا کام جس طرح سوچ سمجھکر کرتے ہیں۔ سچ
یہ ہے کہ دین کے کاموں کی اتنی فکر نہیں کرتے۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ فکر بالکل
نہیں کرتے جس میں جتنا دین ہے وہ بھی عادت کیوجہ سے ہے نہ فکر کیوجہ سے
اگرچہ یہ خوشی کی بات ہے کہ دین کی عادت تو ہوئی لیکن شکایت یہ ہے کہ
جن کاموں کی عادت ہے وہ تو کرتے ہیں باقی اور کام کیوں نہیں کرتے اونکی
بھی تو فکر چاہیئے۔ دنیا میں تو تھوڑی چیز پر کفایت نہیں کرتے بلکہ زیادتی
کی تدبیر کرتے ہیں خود سوچتے ہیں دوسروں سے پوچھتے ہیں جہاں تک ہوسکتا
ہے کوشش کرتے ہیں چاہے کچھ نتیجہ حاصل ہو یا نہو کیونکہ دنیا میں کوشش سے
بہت کم مقصود حاصل ہوتا ہے ورنہ اگر سب کا مقصود تدبیر سے حاصل ہوجایا کرتا
تو آج ساری دنیا بادشاہ ہوتی یہ خدا کی مصلحت ہے کہ کسی کی تدبیر کارگر کردیتے ۲
ہیں آج جن لوگوں کی تدبیر کارگر ہوگئی وہ تدبیر ہی کو کافی سمجھتے ہیں صاحبو ذرا اون سے
پوچھو کہ جنکو تمام عمر تدبیر کرتے گذری اور کبھی مقصود حاصل ہوا تو صرف تدبیر نہ کافی
ہے نہ بالکل بیکار ہے۔ خلاصہ یہ کہ دنیا کے کاموں میں کوشش اکثر بے فائدہ
رہتی ہے۔ پھر بھی اوسکی کوشش کیجاتی ہے اور آخرت کے لیے کوشش
کبھی بیکار نہیں جاتی مگر اوس کے لیے اس قدر کوشش نہیں کیجاتی۔ کس قدر
تعجب کی بات ہے اگر آخرت کے لئے اس سے آدھی کوشش کریں جتنی
دنیا کے لیے کرتے ہیں تو کبھی ناکام نہ رہیں غرض کہ یہ مرض ہم میں ضرور ہے
کہ اپنی حالت کو سوچتے نہیں اس کا یہ مطلب نہیں کہ صرف یہی مرض ہم میں
ہے بلکہ اور عیبوں کے ساتھ ایک یہ عیب بھی ہے اور یہ عیب قریب قریب
ہر شخص میں ہے مگر پھر بھی اس کے علاج کی طرف توجہ نہیں کیجاتی تو اگر
ہم غور کریں تو معلوم ہو کہ اس حدیث میں اس کا علاج موجود ہے کیونکہ

ہمارا عیب یہ ہے کہ سوچتے نہیں اور اس میں حکم ہے سوچنے کا سو فرماتے ہیں کہ خوش نصیب وہ ہے کہ دوسرے کی حالت کو دیکھ کر عبرت حاصل کرے عجب نہیں کہ یہ مضمون بہت دفعہ سُنا ہو کیونکہ یہ ایک مشہور بات ہے یہاں تک کہ عام لوگ بھی اپنے محاورہ میں کہتے ہیں کہ تازی پٹے اور ترکی کانپے۔ اس کا بھی خلاصہ یہی ہے کہ دوسرے کی حالت کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو پس اس سے معلوم ہوا کہ حضور نے یہ کوئی ایسی بات نہیں سکھلائی کہ جو عقل کے خلاف ہو بلکہ یہ مضمون سب کے نزدیک مانا ہوا ہے اس کے لئے دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ میں اس سے بڑھکر کہتا ہوں کہ شرع نے جو بات بھی سکھلائی ہے وہ طبیعت کے اتنی مناسب ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو ہزاروں مشقتیں پڑ جائیں مگر اس کی دریافت کے لئے ضرورت اسکی ہے کہ طبیعت میں سلامتی ہو۔ ہمارا نفس چونکہ گناہوں کی وجہ سے بگڑ گیا ہے اس لئے شرع کی باتوں سے بھاگتا ہے جیسے بیمار کو بد پرہیزی کی طرف رغبت ہوتی ہے اور جو دوا اور غذا مفید ہو اس سے بھاگتا ہے اور حکیم کے کہنے کو طبیعت کے خلاف سمجھتا ہے دیکھو جو تندرست ہوتا ہے۔ وہ پانی مناسب مقدار میں پیتا ہے اور جسکو استسقاء کی بیماری ہو، تو اس کی پیاس اس درجہ ہوتی ہے کہ سمندر سے بھی نہیں بجھتی۔ اگر حکیم اوسکو زیادہ پینے سے روکے گا تو وہ یوں سمجھے گا کہ یہ تعلیم طبیعت کے خلاف ہے حالانکہ خود اوسکی طبیعت ہی صحیح حالت سے ہٹی ہوئی ہے ورنہ ایک گھونٹ زیادہ پینے سے بھی طبیعت پر بوجھ ہوتا ہے۔ اسیطرح کھانے میں ہمنے ایک شخص کو دیکھا ہے کہ کھا رہے ہیں اور نکل رہا ہے مگر کھائے جاتے ہیں اور نکلتا جاتا ہے اسیطرح برابر سلسلہ رہتا تھا۔ تو کیا اسکی طبیعت صحیح حالت پر ہے ہرگز نہیں۔ میں تو دعویٰ کرتا ہوں کہ اگر طبیعت میں سلامتی ہو تو رغبت شرع ہی کی طرف ہوگی اور اگر یہ سمجھ میں آئے

۳

تو امتحان کر لیجئے کہ جب کبھی شرع کے خلاف کیجئے گا ضرور تکلیف پہونچے گی جیسے زیادہ کھانے سے تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ گناہ کا اول تو نفس میں تقاضہ پیدا ہوتا ہے۔ مگر کرنے کے بعد طبیعت پر بوجھ ہی ہوتا ہے اگر کہیئے کہ ہمکو تو کچھ بھی بوجھ نہیں معلوم ہوتا تو سمجھئے کہ یہ دل کے سیاہ ہو جانے کی علامت ہے۔ یہ دیکھئے کہ اول اول جب یہ گناہ کیا تھا اوس وقت کیا حالت ہوئی تھی جو شخص پہلی مرتبہ رشوت لیتا ہے تو اوسوقت یہ معلوم ہوتا ہے جیسے اسپر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اور خود اپنی نظر میں اپنی عزت جاتی رہتی ہے اسیطرح اول مرتبہ زنا کرنے سے خود اپنے اوپر شرم آتی ہے اور خود اپنی نظر میں آدمی ذلیل ہو جاتا ہے۔ یہی حالت دوسرے گناہوں کی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر گناہ طبیعت کے خلاف ہے اور شرع کے تمام حکم طبیعت کے موافق ہیں البتہ بعض گناہ ایسے بھی ہیں کہ اون کا اثر فوراً ہی ہر شخص کو نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ مرنے کے بعد معلوم ہوگا۔ ۴

حضورؐ کی تعلیم مصلحت کے موافق ہے

غرض یہ ہے کہ حضورؐ نے وہی باتیں بتلائی ہیں جو طبیعت کے موافق ہیں تو اس حدیث میں جو ارشاد فرمایا ہے کہ دوسروں سے عبرت پکڑو وہ بھی طبیعت کے موافق ہے۔ دیکھو اگر ایک چور کو سزا ہو تو دوسرے کے لئے فائدہ اس میں ہے کہ چوری چھوڑ دے اور نقصان اس میں ہے۔ کہ دوسروں کی سزا دیکھے اور برابر کئے جائے اور جب یہ حالت رہے گی تو مثل مشہور ہے کہ سو دن چور کے ایک دن شاہ کا۔ کبھی نہ کبھی یہ بھی پکڑا جائے گا۔

ایک چور کی حکایت

حضرت عمرؓ کے پاس ایک چور پکڑا ہوا آیا آپ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین عہ میں نے پہلی ہی مرتبہ یہ چوری کی تھی حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ تو غلط کہتا ہے خدا تعالیٰ کی یہ عادت نہیں ہے وہ کبھی اول گناہ پر نہیں پکڑتے آخر دریافت کیا گیا

عہ اے مسلمانوں کے سردار ۱۲۔

(باقی آئندہ)

ظاہری ہاتھ لے لئے تو باطنی ہاتھ عطا فرما دیے اور ایک کی ظاہری آنکھیں لے لیں تو باطنی آنکھیں عطا فرمادیں۔ اور یہاں تو عوض مثل مقصود کے تہا۔ مگر ہمیشہ یہ ضروری نہیں ہے بلکہ اصل یہ ہے کہ عوض تو ضرور ملتا ہے مگر یہ ضرور نہیں کہ جو ہم چاہیں وہی ملجائے بلکہ جو علم حق میں بہتر ہوتا ہے وہی ملتا ہے آگے ایک مثال فرماتے ہیں کہ:۔

گر بسوزد باغت انگورے دہد درمیانِ ماتمت سورے دہد

یعنی اگر تمہارا باغ جلا دیں تو انگور دے دیتے ہیں اور ماتم کے درمیان میں تمکو خوشی عطا فرماتے ہیں۔

آن شل بے دست را دستے دہد کانِ غمہا را دلِ مستے دہد

۲۶۱ یعنی وہ شل بے دست پا کو ہاتھ عطا فرماتے ہیں اور معدن غموم کو دل مست (عن السرور) دیتے ہیں۔ مطلب یہ کہ جو کچھ بھی وہ لیلیں اوس کا عوض ضرور ملتا ہے خواہ وہ مرضی موافق اوس فاقد کے ہو یا نہو۔ اور خواہ دنیا میں ملے یا آخرت میں مگر ملے پر ملے۔ جب یہ حالت ہے تو فرماتے ہیں کہ۔

لانسلم و اعتراض از ما برفت چون عوض می آید از مفقود زفت

یعنی ہم سے لانسلم اور اعتراض جاتا رہا۔ جبکہ عوض مفقود کا عظیم ملجاتا ہے ما سے مراد فرقہ یعنی ہمارے گروہ میں اعتراض نہیں ہے۔ اور یہ گروہ اعتراض نہیں کرتی اسلئے کہ ہر مقصود کا اونکو اوس سے بڑھکر عوض ملجاتا ہے۔

چونکہ بے آتش مرا گرمے دہد راضیم گر آتشش ما را کشد

یعنی جبکہ بے آتش کے مجھے گرمی عطا فرماتے ہیں تو میں راضی ہوں اگر

میری آگ کو بجھا دیں مطلب یہ کہ ہمیں یہ مجال نہیں کہ ہم یہ کہیں کہ اس کام کو اس طریق سے انجام دیا جاوے بلکہ ہم تو یہ دیکھتے ہیں کہ اصل کام ہو جاوے سو اگر مثلاً وہ بجائے آگ کے ہمارے لئے گرمی پیدا کردیں تو ہمارا کیا حرج ہے مقصود جو تھا وہ تو حاصل ہے۔

چونکہ بے چشمے بہ بخشد دیدنے ‌‌‌‌ ‌ این چنین کوریست چشم روشنی

یعنی جبکہ بے (ظاہری) آنکھ کے بینائی عطا فرماتے ہیں تو ایسی کوری تو چشم روشن ہے۔ (پھر اس آنکھ کے مفقود ہونے سے کیا حرج ہوا۔)

بے چراغے چون دہد او روشنے ‌ ‌ گر چراغت شد چہ افغان میکنی

یعنی بے چراغ کے جب وہ روشنی عطا فرماتے ہیں تو اگر تمہارے
پاس چراغ نہ ہو تو فغاں کیوں کرتے ہو۔ اسلئے کہ مقصود تو حاصل ہے ۲۶۲
اب جس طرح وہ چاہیں اوس طرح کرتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے کہ تمہاری مرضی کے مطابق ہوا کرے آگے اولیاء اللہ کے مذاق کو ذکر فرماتے ہیں کہ بعض ایسے راضی برضا ہوتے ہیں کہ وہ دعا کرنا بھی حرام جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دعا کرنا گویا کہ قضا میں دخل دینا ہے مگر یہ اون کا ایک حال ہوتا ہے کہ اس میں مغلوب ہو کر وہ دعا نہیں کر سکتے۔ باقی کامل وہ ہے جو کہ قضا پر راضی ہو۔ اور پھر رضا کے ساتھ دعا بھی کرے اسلئے کہ دیکھو یہ تو مسلم ہے کہ انبیاء علیہم السلام سب کامل تھے اور اون کو رضا کامل حاصل تھی مگر باوجود اس کے وہ دعا فرماتے تھے تو دعا کرنا تو ایک حال ہے اور رضا کے ساتھ دعا کو جمع کرنا یہ نشانی جامعیت کی ہے اور کمال یہی ہے مگر بعض مغلوب الحال بزرگوں کی یہ شان ہوئی ہے کہ وہ قضا کے سامنے دعا کو بھی اچھا نہیں سمجھتے۔ اب سنئے فرماتے ہیں کہ۔

شرح حبیبی

بشنو اکنون قصهٔ آن رهروان | که ندارند اعتراضی در جهان
زاولیا اهل دعا خود دیگرند | که همی دوزند و گاهی می درند
قوم دیگر می شناسم ز اولیا | که دهانشان بسته باشد از دعا
از رضا که هست رام آن کرام | جستن دفع قضاشان شد حرام ۳
در قضا ذوقی همی بینند خاص | کفرشان آید طلب کردن خلاص
حسن ظنی بر دل ایشان کشود | که نپوشند از غمی جامه کبود
هرچه آید پیش ایشان خوش بود | آب حیوان گردد ار آتش بود
زهر در حلقوم شان شکر بود | سنگ اندر راه شان گوهر بود
جملگی یکسان بود شان نیک و بد | از چه باشد این ز حسن ظن خود

کفر باشد نزد شان کردن دعا | کای الٰہ از ما بگردان این قضا

گفت بہلول آن یکے درویش را | چونی اے درویش واقف کن مرا

گفت چون باشد کسے کہ جاودان | بر مراد او رود کار جہان

سیل و جوہا بر مراد او روند | اختران زان سان کہ او خواہد شوند

زندگی و مرگ سرہنگان او | بر مراد او روانہ کو بکو

ہر کجا خواہد فرستد تعزیت | ہر کجا خواہد ببخشد تہنیت ۲

سالکان راہ ہم بر کام او | ماندگان راہ ہم در دام او

ہیچ دندانے نہ خندد در جہان | بے رضا و امر او فرمان روان

بے رضائے او نیفتد ہیچ برگ | بے قضائے او نیاید ہیچ مرگ

بے مراد او نجنبد ہیچ رگ | در جہان از اوج ثریا تا سمک

گفت اے شہ راست گفتی ہمچنین | در فر و سیمائے تو پیداست این

الخرائطی فی المکارم
من حدیث عمر من
قوله لکن بلفظ من
اقام نفسه مقام
التهمة فلا یلومن
من اساء الظن
به قلت روی فی
کنوز الحقائق عن
تاریخ البخاری اتقوا
مواضع التهم **ف**
فیه التکیر علی من
یدعی الطریق ویجترأ
علی افعال خالفت
الشریعة ظاهرا وحقیقة
ویسمی نفسه بالملامتیة
ویتشبث ببعض من
سبق ولا یدری ان
غیر المعذور لیس
کالمعذور وثم ان ذلک
الزمان کان زمان
الشرع فلا یتعدی

اوسکو خرائطی نے مکارم میں حضرت
عمرؓ کی روایت سے خود اون کا
قول کرکے نقل کیا ہے لیکن اوس کے
الفاظ یہ ہیں کہ جو شخص اپنے نفس کو
تہمت کے مقام پر قایم کرے گا
سو یہ شخص اوسکی ملامت نہ کرے جو
اسپر بدگمانی کرے میں کہتا ہوں
کنز الحقائق میں تاریخ بخاری سے
روایت کیا ہے کہ تہمت کے موقعوں سے
بچو **ف** اس میں اوس شخص پر نکیر ہے
جو طریقت کا مدعی ہوکر ایسے افعال پر
جرأت کرے جو ظاہراً یا حقیقۃً شریعت
کے خلاف ہوں اور اپنے کو ملامتی کہے
اور بعضے بزرگان پیشین کی سند پکڑے
اور یہ نہیں سمجھتا کہ غیر معذور کا حال معذور
جیسا نہیں (یعنی اون بزرگوں کو کچھ
عذر تھا اور اس شخص کو کوئی عذر نہیں) اور یہ
زمانہ شرع کا تھا اسلئے اپنے فعل کا ضرر
دوسروں تک نہ پہونچتا تھا دو وجہ سے
ایک یہ کہ عام لوگ بھی اس فعل کو برا سمجھکر
اوسکا اتباع نہ کرتے تھے۔ دوسرے سزا

۲۱

ضرر ہذا الصنیع الی
غیرہ و زماننا
ہذا زمان الخلاعۃ
فیلجأ کل متبع للھویٰ
الی صنیع ہذا المداھن
ویفسد علیہ دینہ و ایضا لم
یکن ذلک المقیس
علیہ مقتدی زمانہ
وربما یکون ہذا المقلد
مقتدی وقتہ
فیفسد دین العوام ۱۲۱
الحدیث من سمع
سمع اللہ بہ ومن
رائی رائی اللہ بہ
متفق علیہ
ف نص فی ذم
حب الشہرۃ
والریاء و یوجد
تارۃ بقصد رؤیۃ
الناس وتارۃ
بقصد بلوغ

ذم الریاء والشہرۃ

شرعی کے خوف سے کسیکی ہمت اوس کے
ارتکاب کی نہ ہوتی تھی) اور ہمارا زمانہ
آزادی کا ہے پس ہر نفس پرست شخص
اس ملاتی کے اس فعل کی پناہ لیکر اوس
فعل کو کرنے لگیگا اور اوس کا دین
خراب ہوگا نیز جس بزرگ پر اپنے کو
قیاس کرتے ہو وہ بزرگ اپنے زمانہ میں
مقتدا نہ تھے (کیونکہ ایسے شخص کو کوئی
مقتدا نہ سمجھتا تھا) اور یہ نقال اکثر اپنے
وقت کا مقتدا ہوتا ہے اس سے
عوام کا دین تباہ ہوتا ہے
حدیث۔ جو شخص (اپنے اعمال خیر کو)
سنانا چاہے گا اللہ تعالیٰ (دنیا میں
یا آخرت میں) اوس (کے عیوب) کو
سناویگا اور جو شخص (اپنے اعمال خیر کو)
دکھلانا چاہیگا اللہ تعالیٰ (دنیا میں یا
آخرت میں) اوس (کے عیوب) کو
دکھلاوے گا روایت کیا اسکو بخاری
ومسلم نے **ف** یہ حدیث صریح ہے
حب جاہ وریا کی مذمت میں اور اسکا
تحقق کبھی اس طور سے ہوتا ہے کہ یہ

الخبر الى الناس والحديث يشملهما وهو من امهات مسائل الفن

الحديث من عبد الله بجهل كان ما يفسد اكثر مما يصلح قيل انه من كلام ضرار ابن الازور الصحابي وللديلمي من حديث واثلة ابن الاسقع مرفوعًا المتعبد بغير فقه كالحمار في الطاحونة ف والحديث ينعى على المتصوف الجاهل بالحدود الشرعي

شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگ دیکھیں اور کبھی اس طور سے ہوتا ہے کہ یہ شخص اس کا قصد کرتا ہے کہ لوگوں کو خبر پہونچ جاوے (اور وہ سن لیں) اور حدیث دونوں کو شامل ہے اور یہ فن طریقت کے امہات مسائل سے ہے ؛

حدیث جو شخص جہل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے تو وہ جتنا دین کو بگاڑے گا وہ اوس سے زیادہ ہوگا جتنا سنواریگا (گویا اسیکا ترجمہ ہے

خیالات نادان خلوت نشین۔
بہم برزند عاقبت کفر و دین۔)

۲۳ بعض نے کہا کہ یہ حضرت ضرار بن ازور صحابی کے کلام سے ہے اور دیلمی کے نزدیک واثلہ بن الاسقع کی روایت سے مرفوعًا اس طرح ہے کہ عبادت کرنے والا بدون علم کے ایسا ہے جیسا گدھا چکی میں ؛

ف اور یہ حدیث اوس صوفی کی بدحالی ظاہر کررہی ہے جو حدود شرع سے

ويزيد نعيا	ناواقف ہو۔ اور اس بدحالی کا اظہار
اذا ذم العلم و	اوسوقت اور زیادہ ہوجاوے گا جبکہ
اهله وبعض نفسه	شخص علم اور اہل علم کی مذمت بھی کرتا
ممن لم يكتسب	ہو اور اپنے کو اس جماعت میں شمار
الشرائع من	کرتا ہو جنہوں نے پہلے بزرگوں سے
حلق الدرس	علوم شریعت کو مدارس سے حاصل
ممن مضى ولا يدرى	نہیں کیا۔ اور یہ شخص اتنا نہیں جانتا کہ
ان تحصيل	تحصیل شرائع کے طرق مختلف ہیں
الشرائع له	اور اصل طریق اس کا صحبت ہے۔
طرق واصل	(کہ علماء کے پاس رہ کر احکام کا علم
الطريق الصحبة	حاصل کرے) پس درس کی نفی سے
فلا يلزم من نفى	علم کی نفی لازم نہیں اور اس جاہل نے
الدرس نفى العلم	تو مدرسہ میں پڑھا اور نہ علماء کے
وهذا الجاهل	پاس رہا پس کہاں یہ اور کہاں وہ
لم يتدرس ولم	بزرگان دین (و نعم ما قیل ع
يصحب العلماء	کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
فانى هذا منهم	گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
الحديث من عشق	حدیث جو شخص (کسی پر بلا اختیار)
فعف وكتم ثم	عاشق ہوجاوے پھر عفیف رہے اور
مات شهيدا	پوشیدہ رکھے پھر مرجاوے وہ شہید
رواه في المقاصد	مرے گا اس حدیث کو مقاصد میں متعدد

(باقی آئندہ)

ڈرتے ہیں اور اس لئے موت کو یاد نہیں کرتے حالانکہ اصلاح بھی فرض ہو چکی اور اس کے لئے موت کی یاد بھی فرض ہو چکی ہے کہ یہ اس کا اچھا علاج ہے (وعظ ایضاً صفحہ ۵ سطر ۱۶)

(۱۱۱) حکایت بعض لوگ کہتے ہیں کہ تمام علوم حتی کہ طبعیات سائنس وغیرہ سب قرآن شریف میں ہیں چنانچہ ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ ڈاکٹروں نے تحقیق کر لیا ہے کہ مادہ منویہ میں کیڑے ہوتے ہیں سو قرآن شریف میں یہ مسئلہ مذکور ہے اس لئے کہ فرمایا ہے خلق الانسان من علق۔ اور علق کے معنے جونک کے ہیں حالانکہ یہاں علق کے یہ معنی نہیں ہیں بلکہ خون بستہ کے ہیں۔ وہ زبردستی اس تحقیق کو قرآن شریف کا مدلول بناتے ہیں ایک اور سائنس داں کہتے تھے کہ جیسے حیوانات میں نر مادہ ہیں اسی طرح نباتات میں بھی ہیں اور قرآن شریف میں اس کا بھی ذکر ہے خلق الازواج کلھا اس عقلمند نے ازواج کا ترجمہ یہاں بیوی سے کیا حالانکہ زوج کے یہاں یہ معنی نہیں ہیں بلکہ بمعنی اصناف ہے۔ ۱۳

صاحبو! یہ طریقہ جو اختیار کیا گیا ہے سخت مضر ہے؎ دوستی بیخرد چوں دشمنی است اس میں بڑی دشمنی ہے اسلام کے ساتھ اس لئے کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ سائنس کے مسائل منقح نہیں ہوئے اور اسکو اہل سائنس بھی مانتے ہیں کہ ہمکو ابتک اس دریا کا ایک قطرہ بھی حاصل نہیں ہوا جبکہ مسائل منقح نہیں ہوئے تو اگر آج آپ نے کسی جدید تحقیق کو قرآن شریف کا مدلول بنایا مثلاً یہی کہ تخم درخت میں نر مادہ ہوتے ہیں اور سو برس بعد یہ تحقیق غلط ثابت ہو گئی اور دوسری تحقیق نئی ہوئی تو اس میں تکذیب کلام الٰہی کی بھی لازم آئے گی پس یہ لوگ یصدون عن سبیل اللہ کے مصداق بن رہے ہیں (وعظ الیضاً صفحہ)

(۱۱۲) مثال۔ اہل دنیا کوتاہ نظری دکھلاتے ہیں اسکی یوں مثال سمجھو کہ ایک شخص قلم سے لکھ رہا ہے چند چیونٹیوں نے دیکھا ایک نے

کہا کہ یہ نقوش خود بخود بن رہے ہیں دوسری جو اس سے وسیع النظر تھی اس نے کہا کہ نہیں بلکہ قلم چل رہا ہے۔ تیسری اس سے بھی وسیع النظر تھی اس نے کہا کہ قلم خود نہیں چل رہا ہے بلکہ وہ انگلیوں میں ہے انگلیاں اوسکو چلا رہی ہیں۔ جو ان سب میں محقق تھی اوس نے کہا کہ انگلیاں خود بخود نہیں چل رہیں بلکہ ایک قوت ارادیہ اون کو چلا رہی ہے اب بتلایئے کہ اون میں محقق کون ہے ظاہر ہے کہ جس نے قوت ارادیہ کا پتہ چلا لیا وہ محقق ہے باقی سب کوتاہ نظر ہیں ایک بزرگ کہتے ہیں ؎

قال الجدار للوتد لم تشقنی   قال الوتد انظر الی من یدقنی

(الاتعاذ بالغیر دعوات ۳ صہ ۱۲ سطر ۱)

(۱۱۳) **حکایت** اسی قرب کے حافظ عن التشویش ہونے پر ایک حکایت یاد آئی افلاطون نے حضرت موسیٰؑ سے پوچھا کہ جب آسمان کمان ہو اور حوادث تیر اور خدا کمان انداز ہو تو آدمی کہاں جا کر بچے حضرت موسیٰؑ ۵
نے فرمایا کہ تیر انداز کے پاس جا کر کھڑا ہو کہنے لگا بیشک آپ نبی ہیں یہ علوم انبیاءؑ کا حصہ ہے (وعظ ایضاً صہ ۲ سطر ۹)

(۱۱۴) **مثال** بعض نصوص میں ہے کہ مردہ کی ہڈی توڑنا ایسا ہے جیسا زندہ کی ہڈی توڑنا جس سے ظاہراً معلوم ہوتا ہے کہ ایسے فعل سے روح کو کچھ الم ہوتا ہے مگر جس قسم کے الم روح کے متعلق مع الجسم کی حالت میں ہڈی توڑنے سے روح کو ہوتا ہے وہ الم نہیں ہوتا۔ اسکو ایک مثال کے ضمن میں سمجھنا چاہیے مثلاً زید کے بدن کو اگر مارا جائے تو اوسکو تکلیف ہوگی اور زید کی رضائی اوتار کر چولہے میں رکھدی جاوے تب بھی تکلیف ہوگی مگر دونوں تکلیفیں جدا جدا ہیں۔ پس روح کے مفارق ہونے کے بعد روح کو ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے جیسے رضائی جلانے سے زید کو ہوئی۔ اور اس تکلیف کی وجہ بھی وہی تعلق سابق ہے۔ جو بدن کے ساتھ اس کو تھا

وہ تعلق اوسکو مستحضر تھا اسلئے تکلیف ہوتی ہے (وعظ غض البصر دعوات جلد ۱۲ صفحہ ۳۲ صفحہ ۲ سطر ۱۵)

(۱۱۵) **حکایت**- ایک طبیب تھے وہ کسی مریض کو دیکھنے گئے پہلے روز کی حالت سے اس روز کچھ تغیر پایا تو کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم نے نارنگی کھائی ہے اس سے تم کو یہ تکلیف بڑھ گئی اوس نے کہا حضور بیشک نارنگی کھائی ہے جب وہاں سے فارغ ہوکر آئے تو راستہ میں شاگرد صاحب نے پوچھا کہ حضرت آپکو کیسے معلوم ہوگیا کہ اس نے نارنگی کھائی حکیم صاحب نے فرمایا کہ بھائی بات یہ ہے کہ اس کا مزاج اور حالت دیکھکر مجھکو معلوم ہوگیا کہ کوئی بارد شے اس نے کھائی ہے اور نارنگی کی تعین اس سے معلوم ہوئی کہ اس کی چارپائی کے نیچے میں نے نارنگی کے چھلکے دیکھے شاگرد صاحب احمق تو تھے ہی جب طب پڑھکر فارغ ہوئے تو کسی رئیس کو دیکھنے کے لئے بلائے گئے ان کی چارپائی کے نیچے نمدہ پڑا تھا فرماتے ہیں کہ بس معلوم ہوگیا آپ کو جو یہ مرض ہوا ہے آپ نے نمدہ کھایا ہے حاضرین سب ہنس پڑے اور طبیب کا حمق سب پر واضح ہوگیا ❖ ۵۵

(۱۱۶) **حکایت**- مجھکو شاہ محمود غزنوی کی حکایت یاد آگئی محمود نے جب ہندوستان پر حملہ کیا تو ایک ہمراہی سپاہی نے ایک مندر میں جاکر دیکھا کہ ایک بوڑھا برہمن پوجا پاٹ کر رہا ہے سپاہی نے تلوار دکھائی کہ کلمہ پڑھ اور مسلمان ہو ورنہ اس تلوار سے دو ٹکڑے کردوں گا برہمن نے کہا کہ حضور ذرا ٹھیرئیے سپاہی نے پھر تقاضہ کیا برہمن نے کہا کہ حضور نوے ۹۰ برس کا رام تو دل میں سے نکلتے نکلتے ہی نکلے گا ذرا سی دیر میں کیسے نکل جاوے خوب کہا ہے ؎

صوفی نہ شود صافی تا در نکشد جامے ... بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

ہمت مت ہارو مجاہدہ کرتے رہو رفتہ رفتہ یہ تقاضا ضعیف ہوجاوے گا

اور قابو میں آجاوے گا کہ اپنے محل پر صرف ہوگا اور غیر محل کے لئے متحرک نہ ہوگا اور یہی مطلوب ہے (وعظ غض البصر دعوات ۲ صـ۴۶ صـ۲)

(۱۷) **حکایت** - ایک غیر ملک کے دیہاتی نے ریل کا سفر کیا اور قریب ایک من کا بورہ اپنے ساتھ لیا۔ جب اسٹیشن پر پہونچا تو ملازمین ریلوے نے ٹکٹ کے ساتھ اسباب کی بلٹی بھی طلب کی اس نے بجائے بلٹی کے بھی اپنے ٹکٹ ہی کی طرف اشارہ کیا ملازمین ریلوے نے اسکو سمجھانے کے طور پر کہا کہ تمہارا اسباب چونکہ پندرہ سیر سے زیادہ ہے اور پندرہ سیر سے زیادہ اسباب محصول ادا کئے بغیر لیجانے کی اجازت قانون ریلوے میں نہیں ہے اسلئے ایک بلٹی اس اسباب کی بھی ہونی چاہیئے یہ سنکر وہ دیہاتی کہتا ہے کہ پندرہ سیر سے یہ خاص وزن مراد نہیں بلکہ وہ مقدار جسکو ایک آدمی اٹھا سکے اور چونکہ ہندوستانی لوگ پندرہ سیر ہی اٹھا سکتے ہیں اس لیے یہ خاص وزن لکھدیا گیا ہے اور ہم ایک من اٹھا سکتے ہیں ۵۶ اسلئے ہمارے ایک من کے لئے وہی قانون ہوگا جو تمہارے پندرہ سیر کے لیے ہے خیر یہ حکایت تو ایک لطیفہ ہے لیکن ہم کو اس سے سبق لینا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کیا وہ ٹکٹ کلکٹر اس دیہاتی کے جواب کو سنکر اسکو معذور سمجھے گا یا اس کے لئے ضروری ہوگا کہ کتاب قانون لا کر اس دیہاتی کے سامنے رکھدے اور اسکو قانون سمجھانے کی اور اس کے اشتباہ رفع کرنے کی کوشش کرے اور اگر وہ ہر شخص کے ساتھ ایسا کیا کرے تو کیا اپنے منصبی کام کو پورے طور سے انجام دے سکے گا کبھی نہیں بلکہ یہ شغل اوسکو معطل کر دینے گا۔ پس ان ساری دقتوں کو پیش نظر رکھکر آپ بتلائے کہ ٹکٹ کلکٹر کیا کرے گا صرف یہی کہ ہاتھ پکڑکر اسکو پولیس کے حوالہ کردے گا تو جیسا اس دیہاتی نے قانون کی غلط تفسیر کی تھی اسی طرح آجکل قرآن شریف کی غلط تفسیر کیجاتی ہے اور زور دیکر کہا جاتا ہے

(باقی آئندہ)

(ح) زمین میں سے ایک چشمہ یا یہ کہ آپ کے لئے ایک باغ کہجوروں کا اور انگوروں کا
پہر اون کے درمیان نہریں کہمادیں۔ یا ہمارے اوپر ایک ٹکڑا آسمان کا گرا دیں
یا اللہ اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لے آویں۔ یا آپ کا ایک گہر ہو بہت سجا
ہوا۔ یا آپ آسمان پر چڑہ جاویں۔ اور اگر ایسا کربھی دیا تو اس کا یقین ہم جب کریں
گے کہ وہاں سے ایک کتاب ہمارے اوپر اتار دیں جسکو ہم پڑہ کربھی دیکھ لیں۔
کہدیجئے سبحان اللہ میں تو صرف ایک انسان ہوں جو رسول بناکر بہیجا گیا ہوں۔
اوران اللہ عہد الینا ان لا نؤمن لرسول حتی یاتینا بقربان تاکلہ النار قل
قد جاءکم رسل من قبلی بالبینت وبالذی قلتم فلم قتلتموھم
ان کنتم صدقین۔ یعنے کفار نے کہا کہ ہم سے اللہ تعالیٰ نے عہد لے لیا
ہے کہ ہم کسی رسول پر ایمان نہ لائیں جبتک کہ وہ ایسی قربانی نہ لاوے جس کو
آگ کہا جاتی ہو۔ کہدیجئے کہ مجہے پہلے تمہارے پاس بعض پیغمبر کہلی کہلی دلیلوں
۳۷ کے ساتھ اور اسی قربانی کے ساتھ آئے جس کا مطالبہ تم مجہ سے کرتے ہو تو تم نے
تم نے کیوں قتل کیا اگر تم سچے ہو اور وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام
ویمشی فی الاسواق لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا او یلقی
الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منہا۔ یعنے یہ کیسے رسول ہیں کہ کہاتے
پیتے ہیں اور بازاروں میں پہرتے ہیں انپر ایک فرشتہ کیوں نہ اتار دیا گیا
جو ان کے ساتھ رسالت کا کام کیا کرتا یا ایک خزانہ ان کو دے دیا جاتا یا
ایک باغ ہوتا جس میں سے یہ کہایا کرتے (مطلب یہ ہے کہ یہ بڑے شاندار
ہوتے رسالت کے کام ہی فرشتے بنا بنا کر کرتے اور دولت بہت سی
ہوتی تو خدم حشم ہوتے اور دنیا کے کام وہ کرتے یہ بادشاہوں کی طرح مسند
پر بیٹھے رہا کرتے) اس کے جواب میں حق تعالیٰ فرماتے ہیں تبارک الذی

سلہ اہل فطرت غور کریں کہ اس جواب سے کس قدر وضاحت کے ساتھ معجزات عقلیہ کا
امکان ثابت ہوتا ہے۔ ہاں وقوع مفوض الی مشیۃ اللہ العلیم الحکیم ہے ۱۲۔

(ع) ان شاء جعل لک خیرا من ذلک جنت تجری من تحتہا الانہار ویجعل لک قصورا ۱۱ یعنے بڑی بابرکت ہے وہ ذات کہ اگر چاہے تو بناوے آپ کے واسطے اس سے بھی بہتر چیزیں بہت باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں اور بناوے آپ کے واسطے بہت سے محل۔ مطلب یہ ہے کہ ہماری قدرت اوس سے بھی بڑی ہے جو کفار تجویز کرتے ہیں مگر مصلحت کا علم بھی ہم ہی کو ہے ہم جانتے ہیں کہ منصب رسالت کے مناسب کیا ہے دنیا میں بہنا یا دنیا سے علیحدگی اور سادہ زندگی یا امیرانہ زندگی اور یہ بھی کہا گیا وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملئکۃ او نریٰ ربنا۔ یعنے منکرین آخرت نے کہا کیوں نہیں آتارے گئے ہمارے اوپر فرشتے یا ہم خدائے تعالےٰ کو دیکھتے جواب میں ارشاد ہوا۔ لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا۔ یعنے اپنے دل میں بہت ہی کچھ بڑا بننا چاہتے ہیں (کہ یہ حوصلہ کیا ہے کہ ہم خدائے تعالےٰ کو دیکھیں) اور بڑی سرکشی اختیار کی (کہ خدائی تجویزوں کے سامنے اپنی تجویزیں پیش کرتے ہیں) ۲۱

غرض طرح طرح کے بے سروپا مطالبات انبیاء علیہم السلام سے کیے جاتے تھے۔ یہ تین مقدمات ہوئے جن کو ہم نے کسیقدر طول کے ساتھ بیان کیا ہے سہولت استحضار کے لیئے اونکو بطور خلاصہ اعادہ کیے دیتے ہیں۔

مقدمہ اولیٰ۔ معجزہ حق تعالیٰ کا فعل ہے۔ مقدمہ ثانیہ حق تعالےٰ اپنے افعال کی حکمت اور موقع و محل اور ضرورت و عدم ضرورت کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ مقدمہ ثالثہ۔ انبیاء علیہم السلام سے معجزات کا مطالبہ ہمیشہ نہ تحقیق کے لئے کیا جاتا تہا نہ ہر مطالبہ اس قابل تہا کہ اوسکو پورا کیا جاوے۔ ان تینوں مقدمات پر نظر رکھیے۔ اور ان میں سے جس کے متعلق کوئی تردد پیدا ہو گذشتہ تفصیلی بیان سے اوسکو رفع کر لیجئے۔ اس کے بعد اس نتیجہ پر پہنچنا بہت آسان ہے کہ بہت سے معجزات جنکا مطالبہ

(ح) کفار کرتے تھے ضرور ایسے تھے جو غیر ضروری تھے اس کے وجوہ بیان ماسبق سے بہت سہولت کے ساتھ سمجھ میں آ سکتے ہیں مثلاً یہ کہ معجزہ حق تعالےٰ کا فعل ہے اور حق تعالےٰ احکم الحاکمین اور مختار مطلق ہیں کسیکو ان کو کسی فعل پر مجبور کرنے کا حق نہیں خواہ کسیکو ہدایت ہو یا نہو۔ یہ تو ضابطہ کی اور حاکمانہ بات ہے اور حق تعالےٰ علیم و حکیم ہیں مطالبات کے پورا کرنے کے مواقع کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ نہ جاننے والے کو جاننے والے کے کام میں دخل دینا جائز نہیں یہ حکیمانہ بات ہے اور بہت سے مطالبات پر مقصود یعنی ایمان و ہدایت کا مترتب ہونا ہی یقینی نہیں محض رسول کو دق کرنے کے لئے وہ مطالبات کیے جاتے تھے تو ان کا پورا کرنا بازیچۂ اطفال کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا۔ غرض بہت سے مطالبات پورا کرنے کے قابل نہ تھے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ جن آیتوں میں معجزات کی نفی کی گئی ہے انہیں مراد یہی مطالبات ہیں اور جن میں معجزات کا اثبات کیا گیا ہے انہیں مراد دیگر معجزات ہیں۔ خلاصہ یہ ہوا کہ معجزات کا وجود ممکن ہے اور صدہا اور ہزاروں معجزات وقوع میں آئے خصوصاً ہمارے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اسقدر معجزات ظہور میں آئے کہ کتابیں ان سے بھری پڑی ہیں (دیکھو الکلام المبین فی آیۃ رحمۃ للعالمین۔ مصنفہ جناب مفتی عنایت احمد صاحب)۔ ہماری اس تقریر سے آیات میں ایسی تطبیق ہو جاتی ہے کہ کہیں کسی تاویل کی حاجت نہیں رہتی اور دور از کار اور بے بنیاد اور خلاف واقع باتیں نہیں تراشنی پڑتیں جن کی حقیقت تحریف ہے۔ 239

اہل فطرت نے سات آیتیں پیش کی تھیں جس سے زعم خود معجزات کی نفی ثابت کی۔ ہم نے تنتیس آیتیں پیش کی جن سے معجزات کا ثبوت ہوتا ہے اور دونوں قسم کی آیتوں میں تطبیق اس طرح دی کہ آیات نفی میں مراد وہ معجزات ہیں جو کفار محض دق کرنے کے لئے طلب کرتے تھے مقصود انکا تحقیق حق اور ایمان

؎ اور بھی بہت سی کتابیں اس موضوع پر موجود ہیں۔ ۱۲

(ح) لانا تھا۔ اور آیات مشتبہ میں معجزات واقعیہ مراد ہیں۔ جنکو حق تعالے نے اپنے نبیوں کی تصدیق کے لئے حسب موقع ومحل دکھایا۔ (اسکو ہم بہت تفصیل کے ساتھ الزامات وتحقیقاً بیان کر آئے ہیں) اب ہم کہتے ہیں کہ اون سات آیتوں سے بھی نفی معجزات نہیں ہوتی۔ اسکے لئے ہم فرداً فرداً ایک ایک آیت میں کلام کرتے ہیں ÷

آیت اول۔ وان کان کبر علیک اعراضہم فان استطعت ان تبتغی نفقا فی الارض او سلما فی السماء فتاتیہم بایۃ (پارہ واذا سمعوا قریب نصف) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرماتے ہیں کہ آپ چاہیں کہ کوئی آیت یعنے معجزہ لے آئیں تو نہیں لا سکتے اس سے زیادہ اور کیا تصریح نفی معجزات کی ہو سکتی ہے۔ ہم کہتے ہیں لا تقربوا الصلوٰۃ نہ کیجئے آیت کو پورا پڑھئے اور غور سے پڑھئے اور سباق وسیاق کو بھی دیکھیے۔ اسی کے آگے آیت دوم آتی ہے جس سے معجزہ کا امکان ثابت ۲۴
ہوتا ہے جبکہ ناظرین عنقریب پڑھیں گے۔ اگر اس آیت اول سے عدم امکان معجزہ کا ثابت ہوتا ہے تو آیت دوم سے امکان ثابت ہوتا ہے تو دونوں آیتوں میں تعارض ہوگا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا۔ بات یہ ہے کہ اس آیت اول میں ہر لفظ کو بصیغہ خطاب ارشاد فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ آپ چاہیں تو معجزہ نہیں لا سکتے یعنے آپ کے اختیار میں نہیں کیونکہ معجزہ فعل حق تعالے کا ہے اور وہ فاعل مختار ہیں اونپر کسیکا جبر نہیں ہو سکتا اونکی شان تو یہ ہے لا یسئل عما یفعل۔ یعنے کوئی اون سے کسی اون کے فعل کی وجہ بھی نہیں پوچھ سکتا چہ جائے کہ کسی فعل پر مجبور کرے اور آیت دوم میں تصریح ہے کہ ان اللہ قادر علی ان ینزل آیۃ یعنے اللہ تعالے قادر ہے اسپر کہ کوئی معجزہ اتارے اور جو چیز مقدور ہوتی ہے وہ ممکن ہوتی ہے اس تقریر سے دونوں آیتوں کا مطلب صاف ہوگیا اور ہمارا مدعا ثابت ہوگیا

(باقی آئندہ)

بخاری نے سعید بن مسیب سے انہوں نے ابو موسیٰ اشعری سے روایت
کی ہے کہ ایک روز وہ وضو کرکے اپنے گھر سے چلے اور وہ بیان کرتے
تھے۔ کہ میں نے اپنے دل میں یہ ارادہ کیا کہ آج میں دن بھر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہوں گا اس کے بعد وہ مسجد میں
گئے اور انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دریافت کیا لوگوں
نے کہا کہ آپ فلاں جانب تشریف لے گئے ہیں حضرت
ابو موسےٰ کہتے ہیں کہ میں آپ کے نشان قدم پر آپ کو پوچھتا ہوا چلا
یہاں تک کہ یہ معلوم ہوا کہ آپ "بیرارِیس" (نامی کنویں) پر تشریف
لے گئے ہیں۔ میں دروازہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کا دروازہ
کھجور کی شاخوں کا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب قضائے
حاجت سے فراغت پائی اور آپ وضو کر چکے تو میں آپ کے
پاس گیا دیکھا کہ آپ "بیرارِیس" پر بیٹھے ہوئے اور اس کی 167
جگت کے بیچ میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنی دونوں پنڈلیاں
کھولے ہوئے اور دونوں پیر کنویں کے اندر لٹکائے ہوئے
ہیں۔ میں نے آپ کو سلام کیا پھر میں اس کے بعد لوٹ آیا
اور دروازہ کے پاس بیٹھ گیا۔ اور اپنے دل میں کہا آج میں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دربان بنوں گا۔ اسی اثنا میں ابوبکر
رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا میں نے
دریافت کیا کون شخص؟ انہوں نے کہا ابوبکرؓ میں نے کہا اچھا
ٹھیرو اس کے بعد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
گیا۔ اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابوبکرؓ اندر آنے
کی اجازت مانگتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا ان کو اجازت
دو۔ اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں گیا۔ اور میں نے

ابوبکرؓ سے کہا کہ اندر آجایئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت
کی بشارت دیتے ہیں۔ پس ابوبکر اندر آئے اور رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی داہنی جانب آپ کے ساتھ ہی جگت پر بیٹھ
گئے اور انہوں نے بھی اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکائے۔
جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔
اور اپنی پنڈلیاں بھی انہوں نے کھولدیں اس کے بعد
میں اپنی جگہ پر بیٹھ گیا میں اپنے بھائی کو (گھر) وضو
کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ اور وہ بھی میرے پاس آنے کا
ارادہ رکھتا تھا۔ پس (اس وقت) اپنے دل میں کہا کہ اگر اللہ
اس کے ساتھ نیکی کرنا چاہے گا۔ تو اُسے بھی یہاں لے آئیگا
میرے دل میں یہ آرزو پیدا ہوئی ہی تھی کہ یکایک ایک شخص
آکر دروازہ ہلانے لگا۔ میں نے دریافت کیا کہ کون؟ اس نے ۱۶
کہا عمر بن خطاب میں نے کہا اچھا ٹھیریئے اس کے بعد میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا۔ اور میں نے
آپ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ عمر بن خطاب اندر آنے
کی اجازت مانگتے ہیں آپ نے فرمایا ان کو اجازت دو
اور جنت کی بشارت دو۔ چنانچہ میں دروازے کے پاس
گیا۔ اور میں نے کہا اندر آجایئے۔ آپ کو رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے پھر وہ بھی رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کنوئیں کی جگت پر آپ کے
بائیں جانب بیٹھ گئے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں
پیر کنوئیں میں لٹکائے اس کے بعد پھر میں اپنی جگہ
پر جاکر بیٹھ گیا اور پھر میں نے اپنے دل میں کہا

کہ اگر اللہ تعالے میرے بھائی کے ساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے تو اسکو اس وقت یہاں بھیجدیں (دریائے رحمت اس وقت جوش پر ہے اسکو بھی کچھ حصہ مل جائے) یکایک ایک شخص آکر دروازہ کو ہلانے لگا۔ میں نے دریافت کیا کون؟ اس نے جواب دیا۔ عثمان بن عفان۔ میں نے کہا اچھا ٹھیریے۔ اور میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور میں نے آپ سے بیان کیا آپ نے فرمایا ان کو اندر آنے کی اجازت دو۔ اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ بعوض اس بلوے کے جوان پر ہوگا پس حضرت عثمان کے پاس گیا۔ اور میں نے ان سے کہا کہ اندر آجائیے۔ آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی ہے۔ اس بلوے کے بعوض جو آپ کو پہونچے گا
۲۹ پس وہ بھی اندر آگئے کنویں کی جگت خالی نہ تھی۔ لہذا وہ دوسری جانب بیٹھ گئے شریک (اس حدیث کے راوی) کہتے تھے کہ سعید بن مسیب نے فرمایا کہ میں نے اس حدیث سے انکی قبروں کی ترتیب[1] بھی سمجھی ۔

ابن ماجہ اور حاکم نے اسمٰعیل بن امیہ سے انہوں نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان چلے جاتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ ہم قیامت

---

[1] یعنی یہ سمجھا کہ جس طرح شیخین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اسی طرح قبریں بھی ان تینوں کی ایک جگہ ہوں گی۔ اور جس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دوسری جانب بیٹھے ان کی قبر بھی علیحدہ ہوگی ۱۲۔ منہ

دن اسیطرح ساتھ ساتھ مبعوث ہوں گے ۔

ترمذی اور حاکم نے عاصم بن عمر عمری سے انھوں نے عبداللہ ابن دینار سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلا شخص ہوں جسکی قبر شق ہوگی (یعنی سب سے پہلے قبر سے میں اٹھونگا) پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر میں مدفونان جنت البقیع کے پاس جاؤں گا (اور انکو پکاروں گا) تو وہ بھی میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے اس کے بعد مکہ والوں کا انتظار کروں گا الغرض حرمین کے درمیان میں جسقدر لوگ مدفون ہیں وہ سب اٹھائیں گے ۔

ترمذی نے عبداللہ بن سلمہ سے انہوں نے عبیدہ سلمانی سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے فرمایا کہ ابھی ایک شخص اہل جنت میں سے تمہارے سامنے آنا چاہتا ہے چنانچہ حضرت ابوبکرؓ سامنے آئے۔ اس کے بعد پھر آپ نے فرمایا کہ ایک شخص اہل جنت میں سے تمہارے سامنے آنا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ سامنے آئے ۔

ترمذی اور حاکم نے سلمہ بن کہیل سے انہوں نے ابوالزعراء سے انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ پیروی کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے تمیرے صحابہ میں سے یعنی ابوبکرؓ وعمرؓ کی اور عمار کی روش اختیار کرو اور ابن مسعود کے اقوال سے تمسک کرو۔

(باقی آئندہ)

شائقین مثنوی معنوی کو مژدہ

آجکل تقریباً ہر تعلیم یافتہ شخص کو مثنوی مولانا روم سے ایک خاص دلچسپی ہے۔ مگر ناواقفی فن کی وجہ سے اُسکے مطالب کے سمجھنے میں بڑی دقت اور خرابیاں واقع ہوتی ہیں۔ چنانچہ اکثر شریعت و طریقت کو علیحدہ سمجھنے لگے یہ غلطی ایسی عام ہو رہی ہے کہ اس میں بہت کثرت سے لوگ مبتلا ہیں۔ اسکی وجہ کچھ تو مکار اور شکم پرور صوفیوں اور سجادہ نشینوں کی بہتات ہے جنھوں نے مثنوی کے اشعار میں اپنے خود ساختہ مطالب کا اضافہ کر کے خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کا ذریعہ بنایا۔ اور متدین مولویوں کو کوچۂ طریقت سے نابلد بنا کر عوام کو الحاد و زندقہ کی سرحد تک پہونچا دیا۔ دوسری وجہ زمانۂ حال کی مروجہ اور غیر معتبر یا قدیم ادق اور ناآشنا شرحوں کی تدوین ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ مثنوی مولانا روم کی جتنی قدیم شرحیں یا حواشی ہیں۔ وہ اس قدر ادق اور طویل ہیں۔ کہ عام لیاقت کے لوگ اُن کے مطالب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں اور جو شرحیں عام فہم اور رایج الوقت ہیں۔ اُنمیں اس کثرت سے غیر متعلق باتیں اور رطب و یابس اقوال جمع کر دیے گئے ہیں جس سے خلط مبحث ہونے کے ساتھ ساتھ مطالب بالکل خبط ہو جاتے ہیں بلکہ اکثر مقامات شرعی حدود سے اس درجہ متجاوز ہو گئے ہیں کہ نعوذ باللہ کفر و زندقہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

اگر آپ چاہتے ہیں کہ مذکورہ فتنوں سے محفوظ ہو جائیں اور ایمان کی غارتگریوں سے مامون رہیں تو حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کی نہایت عام فہم مختصر مگر جامع اُردو شرح **کلید مثنوی** کا مطالعہ کریں۔

کلید مثنوی کی سب سے بڑی اور ممتاز خوبی یہ ہے کہ تمام ایسے مسائل جن کے مطالب کے سمجھنے میں غلطیوں کی وجہ سے نعوذ باللہ لوگ کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے۔ اور اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے شریعت اور تصوف دو الگ چیز سمجھنے لگے ہیں۔ اُن تمام مسائل کو نہایت صاف اور واضح عبارت میں قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے اُن احادیث کے دیکھنے کے بعد تمام شبہات رفع ہو جاتے ہیں۔ اور وہی مسئلہ جو شریعت کے خلاف معلوم ہوتا تھا۔ خالص شرعی مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔

الغرض اسی شرح میں تمام مسائل تصوف نہایت عجیب و غریب انداز سے قرآن و حدیث کے دلائل و براہین سے بیان کیے گئے ہیں۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔ قیمت دفتر اول للعہ دفتر دوم ۱؎ ایضاً دفتر سوم (لعہ)

المشتہر محمد عثمان۔ تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

رسالہ الہادی رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۷۵

الرہبانیۃ فی الاسلام

[illegible]   [illegible]

اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔

اسلامی دین حنیف اسکی اجازت نہیں دیتا کہ انسان دنیا اور دنیاوی تعلقات سے قطع تعلق کرکے تجرد کی زندگی بسر کرے کیونکہ تمام علائق سے قطع تعلق کرنیکے بعد خدا کا ذکر کرنا بشریت اور انسانیت کے مقاصد سے بعید ہے یہی وجہ ہے کہ سالکان راہ حقیقت اور مرشدان طریقت نے عرفان حق اور معرفت الٰہی کے دو طریقوں میں سے یعنے جذب و سلوک میں سے سلوک کو ترجیح کو بالاتر بتلایا ہے ان کے نزدیک انسانی کشمکش حیات کا مقابلہ کرکے خوشنودی خالق کو ملحوظ رکھنا اور نفس امارہ کی تمام خواہشات کا مجاہدہ نہایت خوشگوار اور لذیذ ہے۔ اُن کا اعتقاد ہے کہ انسان کے اشرف المخلوقات حتی کہ ملائکہ مقربین سے فائق ہونے کی توجیہ صرف یہ ہے کہ انسان ضعیف البنیان کو بہت سے قطاع الطریق اور رہزنان راہ کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے سوا انسانی معاشرت کی کشمکش کا مقابلہ کرنا اور نفس و شیطان سے مجاہدہ کرنا ہوتا ہے۔

بہر حال یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ سالک کو جن دشوار گذار گھاٹیوں اور سنگلاخ میدانوں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اور جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وہ محتاج تعارف نہیں یہی وجہ ہے کہ اکثر اور بیشتر سالکین بڑی مہلک غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں اسلئے ضرورت تھی کہ ان روحانی امراض کے چند مجرب نسخے مختلف احوال و کیفیات کے مناسب وقتاً فوقتاً بتائے جائیں تاکہ گمشدگان راہ کی ہدایت و فلاح کا ذریعہ ہوں اسی مقصد کیلئے حکیم الامت مجدد الملۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی نے یہ سلسلہ قائم کیا کہ اپنے تمام حلقہ بگوشوں کے فراخور حال جو کچھ انہوں نے اپنی حالت بیان کی اُس کا علاج بتلایا اور پھر اس نفع کو عام کرنیکے لیے۔ الامداد کے پرچہ میں تربیۃ السالک کے نام سے مسلسل شائع کرنا شروع کردیا۔ چنانچہ اب وہ طب روحانی کی ایک مستقل کتاب ہوگئی ہے۔ چونکہ اُس کتاب میں سے اپنے حالات کا صحیح اندازہ کرکے اپنے مزاج کے مطابق نسخہ تجویز کرنا ہر طالب سے کتاب کے ضخیم یا اہلیت نہونے کی وجہ سے ممکن نہ تھا اسلئے اُسی حکیم کے ایک کہنہ مشق اور پختہ کار عطار یعنی حضرت مولانا عبد الحی صاحب استاد کلیہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن نے اسکا ملخص کرکے ایک ایسا نسخہ تیار کردیا جو ہر قسم کے وبائی یعنی زمانی امراض کے لیئے مفید ہے۔ یہ خلاصہ جو آئینہ تربیت کے نام سے معروف ہے۔ ایک ایسی بہترین معجون اور اتنا کامل مجموعہ ہے کہ اگر اس کے مشورہ پر عمل کیا جائے اور ہر آڑے وقتوں میں اس سے امداد حاصل کیجائے تو انشاء اللہ تعالیٰ منزل مقصود تک پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوسکتی اور بہت جلد وصول یار کی سعادت سے بہرہ اندوز ہوگا

قیمت مجلد چھ آنے (۶؍) المشتہر محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

(حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کی تازہ تالیف)

خطبات الاحکام

اس میں جمعہ کے پچاس خطبے ہیں تاکہ سال بھر تک ہر جمعہ کو نیا خطبہ پڑھا جاسکے اسکے علاوہ عیدین و نکاح و استسقا کے بھی خطبے درج ہیں اور سب خطبے نہایت سلیس ہیں اور باوجود جامع ہونیکے نہایت مختصر ہیں موجودہ خطبوں میں محض ترغیبی مضامین ہیں حالانکہ ضرورت احکام کی بھی ہے اسواسطے ان خطبوں میں خاص اہتمام کیا گیا ہے ترغیب و ترہیب کے علاوہ ضروری احکام بھی بیان کئے ہیں مثلاً علم کی فضیلت اور ضرورت عقائد کی درستی پاکی کی فضیلت نماز کی تاکید اور فضیلت۔ قرآن شریف کا پڑہنا پڑھانا اور اسپر عمل کرنا ذکر اللہ اور دعا کی فضیلت نوافل کی فضیلت۔ کہانے پینے میں اعتدال کا حکم نکاح کے حقوق کسب حلال کی ترغیب حقوق عام و خاص خلوت سفر کے آداب۔ نیک کام امر کرنا اور بری کام سے روکنا۔ آداب المعاشرت باطن کی اصلاح تہذیب اخلاق شکم اور شرمگاہ کی حفاظت۔ زبان کی حفاظت۔ مذمت غصہ کینہ حسد مذمت دنیا بخل اور مال کی محبت حب جاہ اور ریاکاری کی برائی تکبر اور خود پسندی کی مذمت دہوکہ کہانیکی مذمت توبہ کی فضیلت اور ضرورت صبر اور شکر کی فضیلت خوف و رجا۔ فقر و زہد۔ توبہ اور توکل محبت اور شوق اور انس اور رضا اخلاص اور صدق مراقبہ اور محاسبہ تفکر اور سوچنا موت اور بعد موت کا ذکر یوم عاشورہ کے متعلق ہدایتیں صفر کے متعلق ربیع الاول و ربیع الثانی کی رسوم ماہ رجب کے متعلق ہدایت ماہ شعبان کے احکام ماہ رمضان کی فضیلت روزہ کی فضیلت تراویح کی فضیلت شب قدر اور اعتکاف کی فضیلت عید الفطر کے احکام حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ۔ ذی الحجہ کے احکام عید الفطر کی فضیلت نیز عید الضحی استسقا کی نماز منجملہ اور خوبیوں کے ایک خوبی یہ بھی ہے اسمیں تمام احکام قرآن و حدیث سے ثابت کئے ہیں اور چونکہ خطبہ عربی زبان میں ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ غیر عربی میں مضمون بیان کرنا خلاف سنت ہے اسواسطے خطبہ تو محض عربی ہی میں لکھا ہے مگر عوام کے مطالعہ کیواسطے اسکی آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ بھی آخر میں شامل کردیا گیا ہے۔ اگر اسکو نماز کے بعد وعظ کی جگہ سنا دیا جاوے تب بھی مفید ہے قیمت عام ۱۲ رعایتی

ملنے کا پتہ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے کمیاب مواعظ کا نیا رسالہ

الابقاء

ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند عالم نے اس زمانہ پرفتن میں عالی جناب فیض مآب عمدۃ العارفین زبدۃ الکاملین جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی کو اصلاح امت کے واسطے پیدا فرما کر مسلمانان ہند کیلئے خصوصاً اور دیگر ممالک کے لئے عموماً ایک نعمت عظیمہ بنایا ہے۔ جو اس زمانہ میں جبکہ ہر چہار طرف سے گمراہی کی گھٹائیں اُمنڈ رہی ہیں تحریراً و تقریراً حق و باطل کو ممتاز کرنے کی خدمت میں یکتائے زمانہ ہیں۔ ان کے فیض سے بیشمار مخلوق خدا علماً و عملاً فیضیاب ہو رہی ہے اور ان کی خدمت میں حاضر ہونا کیمیائے سعادت ہے خصوصاً آپکے مواعظ سے جو فائدہ عوام و خواص کو ہو رہا ہے وہ کسی صاحب نظر پر پوشیدہ نہیں ہے مواعظ متفرقہ کا باوجود بار بار طبع ہونیکے پھر کمیاب ہونا قبولیت عامہ کی بین دلیل ہے ان نایاب مواعظ کی تلاش میں عامۃ المسلمین کی پریشانی اور سرگردانی کیوجہ سے احقر کو خیال ہوا کہ اگر ان ختم شدہ اور کمیاب مواعظ کو ماہ بماہ ایک رسالہ کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو شائقین مواعظ کے واسطے از حد مفید ہوگا۔ بایں خیال احقر ایک رسالہ موسومہ بہ الابقاء بنام خدائے عزوجل شائع کرتا ہے جس کی اعلیٰ چھپائی۔ اعلیٰ کاغذ۔ ۳۶ صفحات معہ ٹائیٹل اور ہر ماہ قمری کی مقررہ تاریخ پر شائع ہو جانے کے مقابلے میں سالانہ قیمت صرف عہ رکھی گئی ہے۔ حضرت مولانا موصوف مدظلہم العالی کے مواعظ کے قدردان خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ یہ صورت حضرات شائقین کیواسطے کسقدر امید افزا ہے امید ہے کہ ان جواہر گمگشتہ کے متلاشی جلد از جلد رسالہ مذکورہ کے خریداران میں اپنا نام لکھوا کر حضرت والا کے علوم سے مستفید ہونیکی کوشش فرمائینگے نیز اپنے احباب کو بھی ترغیب دیکر الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق بنینگے۔

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک عہ ہے اور وی۔پی کی صورت میں ۲ر فیس رجسٹری اور ۲ر فیس منی آرڈر کا اضافہ ہو کر عہ ادا کرنے پڑتے ہیں

المشتہر۔ محمد عثمان کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

رجسٹر نمبر ایل ۱۷۷۵ :

قال اللّٰہ تعالیٰ وقرآنا فرقناه لتقرأه على الناس على مكث ونزلناه تنزيلا

چوں ہدایت موصول ست نافعیت تعلیم تدریجی بجائے

مانزا ساحضر باشد یا ماوی بہ نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی تعلیم و تکمیل ست

بر مقاصد مبادی وبہ پیما اتباعا للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ مشتمل بہت بتدریج شہور

مسمی بہ

الہادی

جلد | بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۲

کہ جامع ست انواع علوم خیریہ را بلے مطالب ہادی مذکر ست رہبر مجالس نادی

ومسکن ست برائے ہر طالع وصادی بصورت تجدید رسالۃ الانوار محمدی وتسہیل المواعظ

وصل انتباہ مع تکملہ مثنوی شریف و ترجمہ ابن ملقنات و سیرۃ الصدیق کہ اکثر مشتغل ست

از ورگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی بہ با دارہ محمد عثمان خان عامی در ماہ سلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ مدرسہ کلاں دہلی بزندان زر بر صدق امیگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ جمادی الثانی سنہ ۱۳۴۹ ہجری نبوی صلعم
جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہ العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے

نمبرشمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	تفسیر حل القرآن	تفسیر	مولانا مولوی حبیب احمد صاحب سلمہٗ	۳ / ۱۰
۲	انوار الحج	حدیث	مولانا مولوی حافظ ظفر احمد صاحب سلمہٗ	۱۱ / ۱۸
۳	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولنا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہ	۱۹ / ۲۶
۴	کلید مثنوی	تصوف	" " " "	۲۷ / ۳۰
۵	التشرف حصہ دوم	"	" " " "	۳۱ / ۳۴
۶	امثال عبرت	"	" " " "	۳۵ / ۳۸
۷	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی محمد مصطفٰے صاحب مدظلہٗ	۳۹ / ۴۶

مقاصد و ضوابط رسالہ الہادی

۱- اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں +

۲- رسالہ ہذا کا مقصد مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے

۳- ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہوجاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب فرمائیں اطلاع ہوتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

۴- رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ ہے مع محصولڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی کیا جاتا ہے اور وی۔پی کی صورت میں آٹھ آنہ رجسٹری و فیس منی آرڈر اضافہ کرکے عہ کا وی۔پی ہوتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت مع محصول ڈاک چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے۔ اور رسالہ ہذا متوسط تقطیع کے ۴۸ صفحات کا ہوتا ہے۔

۵- ہر خریدار کو ابتدائی سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

۶- رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی جگہ کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا +

۷- رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود ہیں۔ مگر ان کی قیمت میں اضافہ ہوجاتا ہے بجائے عہ مع محصول کے (عہ) علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔

الراقم :- محمد عثمان۔ مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں دہلی

رب کے پاس حجت کریں گے (اور کہیں گے کہ ان لوگوں نے دنیا میں تسلیم کیا تھا۔ کہ تمہارا دین سچا ہے اور باوجود اسکے بھی وہ مخالفت کرتے تھے۔ اوراس کا تمہارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ پس جبکہ ان دو باتوں میں سے ایک بات ضروری ہے۔ کہ یا تم ایسے اقرار سے باز رہو۔ یا خدا کے سامنے شکست کھاؤ۔ اب تم سوچ لو کہ کون سی بات بہتر ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کے سامنے مسلمانوں سے ہار جانا کسی طرح مفید نہیں اسلئے لازم ہے کہ تم ایسا اقرار کسی سے نہ کرو۔ اب حق تعالیٰ انکو جواب دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ) آپ (ان سے) کہدیجئے کہ فضل (بالکل) خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ اسکو جسکو چاہتا ہے دیتا ہے (کسی دوسرے کے اختیار میں نہیں ہے۔ کہ وہ کسی اور کو نہ دے۔ یا نہ دینے دے) اور (خدا کے یہاں کسی چیز کی کچھ کمی بھی نہیں کیونکہ) خدا صاحب وسعت ہے (اور وہ اہل فضل سے ناواقف بھی نہیں۔ کیونکہ وہ) بہت جاننے والا ہے (اسلئے) جسکو چاہتا ہے۔ اپنی رحمت کے ساتھ مخصوص کرتا ہے۔ (جب اہل کتاب کو مخصوص کرنا چاہا ان کو کیا۔ اور جب مسلمانوں کو کرنا چاہا اونکو کیا۔ ایسی حالت میں اہل کتاب کو کیا حق ہے۔ کہ وہ کہیں کہ ایسی چیز کسیکو نہیں دی جاسکتی۔ جیسی اون کو دی گئی ہے) اور (حقیقت یہ ہے کہ) حق تعالیٰ بڑے فضل والے ہیں (اور جو لوگ ان کے فضل کو اپنے ہی تک محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ اونکی غلطی ہے) اور اہل کتاب میں سے کوئی تو ایسا ہے کہ اگر تم اس کو مال کی ایک بہت بڑی مقدار کا امین بناؤ تو وہ (اپنی امانت داری کی وجہ سے) تمھیں واپس دے دیگا۔ اور کوئی ان میں سے ایسا ہے۔ کہ اگر تم اسے صرف ایک دینار کا امین بناؤ تو وہ بھی تمھیں واپس نہ دے گا۔ مگر جب تک کہ تم اس (کے سر) پر (برابر) کھڑے رہو۔ یہ اسوجہ سے کہ ان کا قول ہے کہ ہم پر ان ناخواندہ لوگوں (یعنی غیر اہل کتاب) کے باب میں کوئی راہ (مواخذہ) نہیں ہے (اور ہم ان کے ساتھ جو کچھ بھی کریں۔ ہمارے لئے سب جائز ہے) اور (اس طرح) وہ خدا پر جھوٹ تراشتے ہیں۔ اور وہ جانتے بھی ہیں۔ (کہ یہ افترا ہے پس

۴۱

انہیں ضرور سزا ہوگی۔ اور ایک نہیں چند۔ ایک بدعہدی کی۔ دوسری حرام خواری
کی تیسرے خدا پر افترا۔ کی غرض ان کا یہ دعویٰ غلط ہے) ہاں جو کوئی اپنے عہد کو
پورا کرے اور (بدعہدی کرنے سے بچے تو) اسپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور خدا اس
سے محبت کرتا ہے۔ کیونکہ حق تعالیٰ (کا قاعدہ ہے کہ وہ معاصی سے) بچنے والوں
سے محبت کیا کرتا ہے (چونکہ بدعہدی کی جس طرح ایک صورت امانت میں خیانت
ہے یوں ہی اسکی ایک صورت جھوٹی قسم کھاکر دوسرے کا مال مارنا بھی ہے
اسلئے مزید وضاحت کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ) جو لوگ خدا کے عہد۔ اور
اپنے قسموں کے عوض میں تھوڑے درم لیتے ہیں (اور تھوڑے مال کے پیچھے
قسمیں کھا لیتے ہیں۔ چونکہ خدا کے ساتھ عہد ہوتا ہے۔ جھوٹ نہ بولنے کا) انکو
لئے آخرت میں (صرف اس جرم پر نظر رکھتے ہوئے) کوئی حصہ نہیں۔ اور نہ
(غصہ کے سبب سے) خدا ان سے بات کرے گا۔ اور نہ انکی طرف (بنظر التفات)
دیکھے گا۔ اور نہ انہیں بے گناہ ٹھہرائے گا۔ اور انکو سخت عذاب ہوگا۔ (صرف اس جرم ۷۷
پر نظر رکھتے ہوئے اسلئے کہا۔ کہ اگر دوسرے اسباب ایسے موجود ہوں۔ جن سے اس کا اثر
معدوم ہوجائے۔ یا گھٹ جاوے جیسے توبہ یا ایمان یا غلبہ طاعات یا کفارۂ سیات
تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا) پس حاصل یہ ہوا۔ کہ اس جرم کی فی نفسہ یہ سزائیں ہیں۔ اور
اگر عوارض خارجہ سے اس میں تخفیف ہوجاوے۔ یا بالکل معاف ہوجاوے۔ تو
اور بات ہے۔ اسیطرح عہد پر جو محبت کا وعدہ کیا ہے۔ وہ بھی بالنظر الی نفسہ ہے۔
لیکن اگر کوئی مانع موجود ہو۔ جیسے کفر۔ یا غلبہ معاصی وغیرہ تو اس کا وہ اثر باقی نہ رہے
گا۔ اس تقریر پر عہد میں تعمیم کی ضرورت نہیں۔ اور نہ تعمیم مفید ہے۔ والوجہ تقتضی
التفصیل والبسط فی الکلام۔) اور ان میں سے وہ لوگ بھی ہیں۔ جو کتاب کے پڑھنے
میں کج زبانی کرتے ہیں (اور اس میں اپنی طرف سے باتیں ملاتے ہیں) تاکہ تم اُس
(ملائے ہوئے) کو کتاب کا ایک جز سمجھو۔ حالانکہ وہ کتاب کا جز نہیں ہے اور
کہتے ہیں کہ یہ خدا کیطرف سے ہے۔ حالانکہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے (بلکہ وہ خود

سہ بیّن لہما التفسیر احادیث رویت فی شان نزولہ ۱۲ منہ

اِن کا ملایا ہوا ہے) اور خدا پر جھوٹ تراشتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ ہم جھوٹ تراشتے ہیں۔ اور اہل کتاب کا یہ خیال ہی محض غلط ہے۔ کہ انبیا نے انہیں اپنی الوہیت کے عقیدہ کی تعلیم کی ہے یا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اشاعت سے مقصود خود خدا بنتا ہے کیونکہ) کسی آدمی کو اسکی گنجایش نہیں ہے کہ خدا اسکو کتاب اور حکومت اور ریاست دے اور نبوت دے پھر بھی وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ (وہ یہی کہیگا کہ) تم اللہ والے بنو اس وجہ سے۔ کہ تم کتاب خدا پڑھاتے اور پڑھتے ہو۔ (کیونکہ اس میں اللہ والے بننے کا حکم ہے۔ نہ کہ مخلوق کا بندہ بننے کا) اور نہ یہ گنجایش ہے کہ وہ تمہیں یہ حکم دے کہ تم فرشتوں اور رسولوں کو خدا بناؤ۔ کیا وہ تمہیں کفر کا حکم دیگا (اور وہ بھی) اس کے بعد کہ تم مسلمان ہو (یہ بات اس سے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ وہ خدا کا امین ہے۔ اور خدا نے اوسے اوس کا اہل دیکھ کر اپنا امین بنایا ہے پھر وہ خائن کیونکر ہو سکتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ
لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ
ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا
مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ
قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى
ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ
فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ
فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ
وَلَهٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ۝

اور صرف یہی نہیں۔ کہ حق تعالیٰ نے انکو اہل سمجھکر اس کام کو ان کے سپرد کیا ہے بلکہ اون سے اطاعت کا عہد بھی لیا گیا ہے۔ اور مخالفت کی صورت میں انکو دھمکی بھی دی گئی ہے چنانچہ) جس وقت خدا نے انبیاء سے عہد لیا۔ (اور کہا) کہ جب میں تمکو کتاب اور شریعت دوں پھر تمہارے پاس (ہمارا) کوئی رسول آئے جو کہ اس (کتاب و شریعت) کی تصدیق کرتا ہو۔ جو کہ تمہارے پاس ہے تو تمکو اسکی تصدیق کرنی ہوگی۔ اور تمکو

قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا
وَمَآ اُنْزِلَ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ
وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ
وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ
مِنْ رَّبِّهِمْ ۠ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ
مِّنْهُمْ ۡ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ وَمَنْ
يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ
يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ كَيْفَ يَهْدِي اللّٰهُ
قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْٓا
اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ
وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَيْهِمْ
لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ
اَجْمَعِيْنَ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ لَا يُخَفَّفُ
عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ۝
اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ
وَاَصْلَحُوْا ۣ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ
ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ
تَوْبَتُهُمْ ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الضَّآلُّوْنَ ۝
اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ
فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ

(اس کے فرائض رسالت کے انجام دینے میں)
اسکی مدد کرنی پڑے گی (اور یہ کہکر)
کہا کہ کیا تم (اس کا) اقرار کرتے ہو اور
اسپر میری اصلیت قبول کرتے ہو۔ انہوں
نے کہا۔ کہ ہاں ہم کو (اس کا) اقرار ہے
حق تعالیٰ نے فرمایا کہ (جب تمکو اقرار ہے)
تو تم (اس اقرار کے) گواہ رہنا اور میں
بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے
ہوں پس جو لوگ اس (عہد اور اقرار)
کے بعد اس سے پھریں گے تو وہ لوگ
نافرمان ہوں گے (اور ایسی سزا کے
مستوجب ہوں گے۔ جو نافرمانوں کے
لیے مقرر ہے۔ اب تم بتلاؤ کہ) کیا
(اب بھی) وہ خدا کے دین کے سوا
(کچھ اور) طلب کریں گے (اور مخلوق
کو اپنی خدائی کی ہدایت کریں گے)
اور (خاص کر) ایسی حالت میں۔ کہ جو
کوئی بھی آسمان اور زمین میں ہے
(خواہ انبیاء ہوں یا کوئی اور) سب
خوشی سے یا مجبوری سے اس کے
مطیع ہیں (اور اس لئے وہ ہر طرح
اپنے کو اس کے قبضہ میں پاتے ہیں)
اور (اس کے ساتھ) وہ اسکی طرف

ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ — واپس (ہی) جاویں گے (جہاں اون کو

عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ — اپنے اعمال کی جواب دہی کرنی ہوگی پس ع ۵/۱۱/۱۴

ان مجموعی واقعات سے ثابت ہوا۔ کہ انبیار کسیطرح ایسا نہیں کرسکتے کہ لوگوں کو اپنی خدائی
تسلیم کرائیں۔ اور اہل کتاب کا یہ خیال محض غلط ہے) آپ فرما دیجئے کہ ہم خدا پر ایمان
رکھتے ہیں اور اسپر بھی جو ہم پر نازل کیا گیا۔ اور جو کہ ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحاق اور
یعقوب اور اونکی اولاد پر نازل کیا گیا۔ اور جو کہ موسےٰ اور عیسےٰ اور (ان کے علاوہ
دوسرے) نبیوں کو دیا گیا۔ ہم کسی (کا انکار کرکے اوس کے اور دوسرے نبیوں کے
درمیان تفریق نہیں کرتے۔ اور ہم اسی کے تابعدار ہیں (لہٰذا ہمپر یہ شبہ کرنا
کہ ہم خدا بننا چاہتے ہیں محض غلط ہے) اور (یہ بھی فرما دیجئے۔ کہ یہی ہے اسلام
اور اسی کی طرف ہم تمکو بلاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی کہے دیتے ہیں کہ)
جو کوئی اسلام کے سوا کوئی دین اختیار کرے گا۔ وہ اس (کی) جانب) سے ہرگز
۴۵ نہ قبول کیا جاوے گا اور وہ آخرت میں ان لوگوں میں سے ہوگا جو نقصان (اوٹھانے)
گھاٹے میں رہیں گے (اسمیں وہ لوگ بھی داخل ہیں۔ جو ابتدا ہی سے مسلمان نہیں ہوئے
اور وہ بھی جو اسلام لاکر پھر گئے۔ پس اب حق تعالیٰ ان لوگوں کی حالت بیان فرماتے
ہیں جو اسلام لاکر اس سے پھر جاتے ہیں جسکو مرتد کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں
تم سوچو تو سہی) خدا (ایسے ضدی اور ہٹ دھرم) لوگوں کو کیسے ہدایت کرے۔
جنہوں نے ایمان لانے کے بعد۔ اور وہ بھی ایسی عہ ایسی حالت میں کفر اختیار
کیا۔ کہ وہ گواہی دے چکے تھے۔ کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سچے ہیں اور
ان کے پاس دلائل بھی آچکے تھے (کیونکہ سیدھے رستہ پر لانے کے دو
طریقے ہیں۔ یا تو انکو اسپر مجبور عہ کیا جاوے۔ یا سمجھایا جاوے مجبور کرنیکا تو
حق تعالیٰ کے یہاں قانون ہی نہیں۔ رہی فہمایش۔ سو اسکی غرض یہ ہے۔ کہ

عہ اشارۃ الی ان قولہ وشہدوا حال بتقدیر قد ۱۲

عہ خواہ بجبر جلی جیسے اکراہ یا بجبر خفی جیسے بلا اختیار ان کے دل اسلام کی طرف پھیر دینا ۱۲

آدمی پر اس کی غلطی ظاہر ہو جاوے۔ سو یہ سب کچھ ہو چکا۔ اور انہوں نے عملاً اپنی غلطی کو
تسلیم ہی کر لیا۔ مگر پھر نفسانی اغراض کی بنا پر اس سے پھر گئے۔ تو اب ایسوں کی
ہدایت کا کونسا طریقہ ہے۔ بجز اس کے کہ وہ خود اپنی ضد اور ہٹ دھرمی اور اتباع
ہوی کو چھوڑیں۔ لہذا جب تک وہ ایسا نہ کریں گے۔ خدا انہیں ہدایت نہ کرے گا
کیونکہ) خدا (کا قاعدہ ہے کہ وہ) ایسے لوگوں کو ہدایت نہیں کرتا۔ جو ظلم پر کمر بستہ
ہیں (جب تک کہ وہ خود اس مانع ہدایت یعنی اصرار علی الظلم کو زائل نہ کریں) ان
لوگوں پر خدا کی لعنت ہے۔ اور فرشتوں کی بھی اور لوگوں کی بھی سب کے سب
کی بحالیکہ وہ اس (لعنت) میں ہمیشہ رہیں گے (اور اوس سے کبھی انہیں نجات
نہ ہوگی) نہ تو ان سے عذاب ہلکا کیا جاویگا۔ اور نہ انکو (راحت کے لیے) مہلت
دی جاوے گی۔ ہاں وہ لوگ اس سے مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس (ارتداد)
کے بعد توبہ کر لی اور (اپنی حالت کی) اصلاح کر لی۔ (وہ بیشک بخشدئیے جاوینگے)
کیونکہ اللہ بڑے بخشنے والے اور رحمت والے ہیں (اور اس لئے وہ ایسے ۸۶
مجرموں کو بھی بخشدیتے ہیں اس سے یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ جب مرتدین کی
کفر سے توبہ مقبول ہوگی۔ تو ان کی غیر کفر سے توبہ بالاولیٰ مقبول ہونی چاہیئے
اسلیئے کہا جاتا ہے کہ) جو لوگ اپنے ایمان لانے کے بعد کافر ہوئے۔ اور (اس سے
توبہ نہیں کی۔ بلکہ) برابر کفر میں ترقی کرتے رہے۔ انکی کوئی توبہ مقبول نہیں
(کیونکہ قبول توبہ کے لئے ایمان بشرط ہے۔ خواہ پہلے سے حاصل ہو۔ یا خود
اس توبہ سے جیسے کفر سے توبہ۔ اور یہاں دونوں باتیں نہیں۔ اس لئے وہ توبہ
مقبول نہیں۔ برخلاف ان لوگوں کے جن کے قبول توبہ مذکور ہوئی۔ کیونکہ
وہاں شرط موجود ہے۔ پس قیاس مع الفارق ہے) اور (جبکہ انکی توبہ مقبول
نہیں۔ تو) یہ لوگ گمراہ ہی ہیں (اور ایسے توبہ سے ہدایت یافتہ نہیں ہو سکتے
پس انکو چاہیئے کہ وہ خود کفر سے توبہ کریں۔ اور اگر انہوں نے توبہ نہ کی اور
کفر ہی پر انکا خاتمہ ہوا۔ تو پھر ان کے نجات کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ

ہمارا قانون ہے۔کہ) جو لوگ کافر ہوں۔ اور وہ ایسی حالت میں مرجائیں۔ کہ اپنے کفر پر قایم ہوں۔ تو ان میں سے کسی سے معمولی انفاق تو درکنار زمین بھر سونا (بھی) نہ لیا جاوے گا۔ اگر وہ (یہ مقدار خود اپنی طرف سے پیش کرکے) اوس کے ذریعہ سے چھوٹنا چاہے (اس سے اوس کا مطالبہ تو کیا ہوتا) اور ان کے لئے تکلیف دہ عذاب مقدر ہے اور ان کا کوئی مددگار بھی نہ ہوگا (جو اپنی قوت سے انہیں چھڑا سکے۔ گو کفار کے لئے زمین بھر سونا خرچ کرنا بھی نافع نہیں۔ جیسا کہ ابھی مذکور ہوا۔ مگر مسلمانوں کے لئے معمولی انفاق بھی نافع ہے۔ اس لئے ان سے کہا جاتا ہے کہ تم ضرور خرچ کرو۔ تمہیں تمہارا انفاق ضرور نافع ہوگا۔ مگر اتنا خیال رکھنا چاہیئے کہ جو چیز تم خرچ کرو وہ نکمی نہ ہو جو کہ تمہارے دل سے اتری ہوئی ہو۔ بلکہ اچھی اور خود تمکو پسند ہو۔ کیونکہ)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا
تُحِبُّوْنَ ۵ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ
فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝ كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ
حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ
اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ
اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا
بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ
صٰدِقِيْنَ ۝ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ
الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ
فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ
وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ اِنَّ اَوَّلَ
بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ

تم خیر کامل کبھی نہیں حاصل کرسکتے۔ تاوقتیکہ
تم ان چیزوں میں سے نہ خرچ کرو ۴۷
جو تمکو پسند ہوں۔ (اسلئے کہ دل سے
اتری ہوئی چیزوں کا دینا کوئی کمال
نہیں۔ ایسی چیزوں کو تو آدمی پھینک
بھی دیا کرتا ہے۔ پھر ان کا کسیکو دیدینا
کیا کمال ہے۔ کمال اس میں ہے۔ کہ نفس
مزاحمت کرے اور کہے کہ دینا مناسب
نہیں۔ مگر تم حق تعالیٰ کی خوشنودی
کے لئے نفس کی مزاحمت کی پرواہ نہ
کرو۔ اور اسکو دے ڈالو۔ پس اصل
کمال تو یہ ہے۔ جو ابھی کہا گیا ہے) اور (بھی)
جو کچھ بھی تم خرچ کروگے (خواہ اچھی شے ہو

مُبٰرَكًا وَّهُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ فِيْهِ
اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ
دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ۭ وَلِلّٰهِ عَلَي النَّاسِ
حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۭ
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۤ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا
تَعْمَلُوْنَ ۝ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ
لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ
شُهَدَاۗءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ
۴۸ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّھَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا
اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ
اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ
وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ
وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ
بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ
مُّسْتَقِيْمٍ ۝

یا بری) تو اس کا تمکو مناسب بدلہ دیا جائے گا۔ کیونکہ حق تعالیٰ اس کو جانتے ہیں (اور جان کر نظر انداز کرنا ان کی عادت نہیں ہے۔ یہ مضمون ذکر اقتدا کے سلسلہ میں استطرادا بیان کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد پھر اہل کتاب کے متعلق گفتگو فرماتے ہیں جن کا تذکرہ ہوتا آرہا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ یہود کا دعویٰ ہے۔ کہ اونٹ کا گوشت اور دودھ خدا نے ابراہیم پر حرام کیا تھا۔ اور اس بنا پر وہ تم پر اعتراض کرتے ہیں۔ کہ تم اتباع ابراہیم کے مدعی ہو کر اونٹ کا گوشت اور دودھ کیوں کھاتے ہو۔ مگر ان کا یہ اعتراض اور وہ دعویٰ جو اس کا مبنی ہے سب لغو ہیں۔ اور واقعہ یہ ہے کہ بنی اسرائیل پر (جبکہ توریت سے پہلے دین ابراہیمی پر تھے نزول توریت کے پیشتر ہر کھانا حلال تھا۔ (جس میں اونٹ کا گوشت اور دودھ بھی داخل ہیں) باستثنا اس کے (جسکو ابراہیم کے پوتے یعقوب نے (مرض عرق النساء کی وجہ سے) خود اپنے اوپر (نذر لیکر) حرام کر لیا تھا

لہ وروی اثر ابن عباس فحلف ان لا یاکلہا بن ادما ذکر من تحریمہ بالنذر فلیس بشیء لان التحریم لیکن بالنذر بل النذر رای العھد مع اللہ کان سببا للتحریم بالحلف کما ورد فی الحدیث المرفوع من قولہ لئن عافاہ اللہ من سقمہ لیحرمن احب الطعام والشراب الیہ کما فی ابن جریر

اِس حدیث کو عبادہؓ بن صامت کے واسطے سے بھی روایت کیا ہے اُس کے
الفاظ یہ ہیں کہ جب تم بیت عتیق (کعبہ) کا ارادہ کرتے ہو تو اس میں یہ ثواب ہے کہ
تم یا تمھاری سواری جو قدم بھی زمین پر رکھے یا اُٹھائے ہر ایک کے عوض
ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور ایک درجہ بلند ہوتا ہے۔ رہا وقوف عرفہ تو اللہ تعالیٰ
اسوقت اپنے فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے یہاں کیوں آئے
وہ عرض کرتے ہیں کہ یہ آپکی خوشنودی اور جنت کے طالب ہو کر آئے ہیں
اللہ تعالیٰ اسپر فرماتے ہیں کہ میں اپنے آپ کو اور اپنی ساری مخلوق کو
گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخشدیا۔ اگرچہ ان کے گناہ شمار میں
زمانہ کے ایام کے برابر ہوں یا ریگستان عالج کے ریت کے برابر ہوں۔ رہا
کنکریاں مارنا تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ کسی شخص کو
معلوم نہیں کہ نیک بندوں کے لئے اُن کے اعمال کے صلہ میں کیا کچھ
آنکھوں کی ٹھنڈک مخفی طور سے تیار کیگئی ہے رہا سر مونڈنا تو جو بال بھی　۱۷
تمہارے بالوں میں سے زمین پر گرے گا وہ قیامت کے روز تمہارے واسطے
نور ہوگا۔ اور طواف وداع کی یہ شان ہے کہ تم اُس وقت گناہوں سے
ایسے (پاک صاف) نکل جاتے ہو جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا
ہوئے۔ اور ابوالقاسم اصبہانی نے اِس حدیث کو حضرت انس کے واسطہ
سے اسطرح روایت کیا ہے۔ مگر بعض الفاظ میں تفاوت ہے چنانچہ اُس کا
عنوان یہ ہے کہ وقوف عرفات کا ثواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرفات
(میں وقوف کرنے) والو پر نظر (عنایت) فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے
ہیں کہ میرے بندے پریشان حال غبار آلودہ ہو کر بہت دور دراز سے
آئے ہیں۔ پھر فرشتوں کے سامنے عرفات والوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اپنی
خوشی کا اظہار فرماتے ہیں۔ پس اگر تمہارے گناہ شمار میں ریگستان عالج کے
ذرات کے برابر ہوں یا آسمان کے تاروں اور بارش اور سمندر کے قطروں کے

برابر ہوں جب ہی اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہوں کو معاف فرمادیں گے رہا کنکریاں مارنا تو یہ عمل تمہارے واسطے خدا تعالیٰ کے یہاں سخت ضرورت اور حاجت کے وقت کے لئے ذخیرہ رکھا جائے گا اور سر مونڈانے کی شان یہ ہے کہ جو بال تمہارے سر سے گرے گا وہ قیامت کے دن تمہارے واسطے نور ہوگا اور اس کے بعد جو بیت اللہ کا طواف کرتے ہو تو گناہوں سے پاک ہوکر) تم اس حالت میں واپس ہوتے ہو جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے

ف۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے یہ دریافت فرمانا کہ میرے بندے یہاں کیوں آئے صرف اس واسطے ہے تاکہ مسلمانوں کی شرف اور بزرگی کا دوسروں کی زبان سے بھی اقرار ہوجائے ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو سب کچھ معلوم ہے مگر وہ عاشق نواز ہیں اپنے عشاق کے ذرا ذرا سے کام کی قدر فرماتے اور تمام مخلوق کے سامنے اُسکو جتلاتے ہیں کہ دیکھو میرے بندے ایسے ہیں اور ایسے ہیں کس قدر محروم ہے وہ انسان جو ایسے قدرداں محبوب حقیقی پر بھی جان فدا نہ کرے ؎ ۱۸

ما نبودیم و تقاضا ما نبود　　لطفِ تو نا گفتۂ ما می شنود

(۳۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کے لیے نکل کھڑا ہوا پھر (راستہ میں) مرگیا اسکو قیامت تک حج کرنے والے کا ثواب ملتا رہے گا۔ اور جو شخص عمرہ کے لئے نکلا پھر مرگیا اسکو قیامت تک عمرہ کرنے والے کا ثواب ملتا رہے گا اور جو جہاد کے لئے غازی بنکر نکلا پھر (راستہ میں) مرگیا اسکو قیامت تک غازی کا ثواب ملتا رہیگا اسکو ابویعلی نے محمد بن اسحق کی روایت سے بیان کیا ہے۔ باقی سب راوی ثقہ ہیں۔

۳۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس رستہ میں حج و عمرہ کے لئے نکل کھڑا ہوا پھر

(حج وعمرہ کرنے سے پہلے) مرگیا اُس کا نہ حساب کتاب ہوگا نہ پیشی ہوگی اور اُس سے کہا جائے گا جنت میں جا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں سے اپنی خوشی کا اظہار فرماتے ہیں اسکو طبرانی وابو یعلی ودارقطنی وبیہقی نے روایت کیا ہے ؎

(۳۵) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیت اللہ اسلام کے ستونوں میں سے ایک ستون ہے تو جو شخص حج وعمرہ کرے وہ خدا کی ذمہ داری میں ہے اگر مرجائے تو اللہ تعالیٰ اُسکو جنت میں داخل کردیں گے اور اگر زندہ اپنے گھر کو لوٹا تو اللہ تعالیٰ اُسکو ثواب وغنیمت دیکر لوٹائیں گے۔ اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے ؎

(۳۶) حضرت جابرؓ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مکہ کے رستہ میں مرجائے خواہ جاتے ہوئے یا لوٹتے ہوئے اُس سے نہ حساب ہوگا نہ اُسکی پیشی ہوگی اور اُسکی مغفرت کردی جائے گی۔ 19

(۳۷) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں ٹھہرا ہوا تھا کہ دفعتہً اونٹنی کے اوپر سے گرنے اور گردن ٹوٹنے سے مرگیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسکو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو اور انہی دو کپڑوں میں (جو احرام کے واسطے اُس کے بدن پر تھے) کفن دیدو اور اُس کا سر مت ڈھانکو نہ خوشبو لگاؤ کیونکہ یہ قیامت میں لبیک پکارتا ہوا اُٹھے گا اسکو بخاری ومسلم وابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔ ان کی دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ احرام کی حالت میں اونٹنی نے گرا کر اسکی گردن توڑ دی اور وہ مرگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دو اور اسی کے (احرام کے) دو کپڑوں میں کفن دیدو اور اسکو خوشبو نہ لگاؤ نہ اس کا سر ڈھانکو کیونکہ یہ

قیامت میں لبیک پکارتا ہوا اُٹھے گا مسلم کی ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اسکو بیری کے پتوں اور پانی سے غسل دیں اور اس کا منہ کھولدیں اور شاید سر کھولنے کا بھی حکم دیا۔ کیونکہ وہ قیامت میں چلاتا ہوا (لبیک کہتا ہوا) اٹھے گا۔ **ف** سر کھولنا اور منہ کھولنا اس شخص کے لئے مخصوص تھا جسکی وجہ بھی حضور نے بتلادی کہ وہ لبیک پکارتا ہوا اٹھے گا۔ چونکہ دوسروں کے متعلق بدون دلیل کے ایسا حکم نہیں لگایا جاسکتا اسلئے عام احرام والے احرام کی حالت میں مرجائیں تو اُن کے ساتھ وہی معاملہ ہوگا جو اور مردوں سے ہوتا ہے کیونکہ موت سے عمل ختم ہوجاتا ہے اور اس کے احکام بھی ختم ہوجاتے ہیں پس موت کے بعد احرام کے احکام باقی نہ رہیں گے حنفیہ کا یہی مذہب ہے، واللہ اعلم ۱۲۔ مترجم۔

حج اور عمرہ میں خرچ کرنے کی ترغیب

اور

جو ان میں حرام مال خرچ کرے اُس کے لیئے وعید

۲۰

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے عمرہ کے وقت فرمایا اے عائشہؓ! تم کو ثواب بقدر تمہاری مشقت عہ اور خرچ کے ملے گا اسکو حاکم نے روایت کیا اور بخاری مسلم کی شرط پر صحیح الاسناد کہا ہے اور حاکم کی ایک صحیح روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ تم کو تمہارے عمرہ میں بقدر نفقہ کے ثواب ملے گا۔

۲۔ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج میں خرچ کرنا اللہ کے رستہ میں (جہاد کے لئے) خرچ کرنے کے

عہ قال المنذری النصب ھو التعب وزنا ومعنی ۱۲ منہ

مثل ہے کہ سات سو گنا ثواب ملتا ہے اسکو احمد نے اور طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے روایت کیا ہے اور احمد کی اسناد حسن ہے۔ اور طبرانی نے اوسط ہی میں حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج میں خرچ کرنا اللہ کے رستہ میں (جہاد کے لئے) خرچ کرنے کے مثل ہے کہ ایک درہم سات سو درہم کے برابر ہوگا۔

۳۔ عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج وعمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں۔ اگر سوال کریں گے دیا جائے گا اگر دعا کریں گے قبول کی جائے گی اگر خرچ کریں گے اوس کا عوض مل جائے گا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے جو تکبیر کہنے والا کسی اونچی جگہ پر تکبیر کہتا۔ اور جو لا الہ الا اللہ کہنے والا کسی بلندی پر لا الہ الا اللہ کہتا ہے تو اُس کے سامنے کی تمام زمین (اور درخت وغیرہ) تکبیر وتہلیل کرتی ہیں۔ یہاں تک کہ زمین کے خاتمہ پر پہونچکر سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے (بیہقی) ۲۱

۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں جو مانگتے ہیں ملتا ہے جو دعا کرتے ہیں قبول ہوتی ہے اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اُس کا عوض دیدیا جاتا ہے اور اُن کا ایک درہم دس لاکھ دراہم کے برابر ہوتا ہے (بیہقی)

۵۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاجی کبھی مفلس محتاج نہیں ہوتا۔ قیل لجابر ما الامعال قال ما افتقر (طبرانی در اوسط وبزار) اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں

ف افسوس آجکل اہل اسلام کو اپنے افلاس وفقر کا رات دن رونا ہے۔ اور

لہ النشز بفتح النون واسکان الشین المعجمۃ وبالزای ھو المکان المرتفع ۱۲ منہ

لیڈر تو لکچروں میں اور اخباری تحریروں میں اسکی واویلا کرتے کرتے تھک گئے اور بعض بیدینوں نے مسلمانوں کے افلاس کا علاج سود دینے میں بتلایا بعض نے بیمہ کمپنیوں میں اسکی دوا بتلائی مگر آجتک کسی نے طبیب حقیقی سے رجوع کرکے علاج دریافت نہ کیا۔

مسلمانو! آؤ اور ان عطائی رہزنوں کی باتیں چھوڑ کر سردار دوعالم محبوب رب العالمین خاتم الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے افلاس و فقر کا علاج معلوم کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ افلاس وفقر کا مٹانیوالا حج وعمرہ ہے۔ مسلمانو! سب سے زیادہ سچے انسان کی بات کو آزماؤ اور حج وعمرہ کرکے دیکھو کہ تمہارا فقر وافلاس کس طرح مٹتا اور تم کیونکر دین ودنیا کی راحت حاصل کرتے ہو۔ اس پر شاید کوئی یہ شبہ کرے کہ غریب آدمی حج کیونکر کرے گا تو میں کہونگا کہ پھر غریب آدمی کو تجارت کا سبق کس لئے دیا جاتا ہے
تجارت بھی تو بدون روپے کے نہیں ہوسکتی۔ اور مسلمانوں کو سود لینے کا سبق ۲۲
کیوں پڑھایا جاتا ہے۔ سود لینا بھی تو روپیہ جمع کرنے کے بعد ہی ہوسکتا ہے پس غریب آدمی کو چاہیئے کہ تھوڑا تھوڑا کرکے حج کے واسطے رقم جمع کرنے کی کوشش کرے اور اگر وہ مضبوط ہو کر اس کے لئے کوشش کرے گا اور اپنے زائد اسباب اور فضول چیزوں کو بیچنے میں لگے گا تو سال بھر میں یا دو تین سال میں چارسو روپیہ جمع ہو جانا کچھ مشکل نہیں ہے جو حج کے لیئے کافی ہے گو سفر مدینہ کے لیئے کافی نہ ہو سو مدینہ کا سفر غریب آدمی پر ضروری نہیں جب حج کی برکت سے اللہ تعالیٰ اسکو فقر وافلاس سے نکالدیں گے تو دوبارہ سفر مدینہ بھی مشکل نہیں اور اگر ہمت ومحبت ہو تو غریب آدمی پیادہ بھی مکہ سے مدینہ جا سکتا ہے۔

اگر سب مسلمان حج کے اہتمام میں لگ جائیں تو دعوے سے کہا جاتا ہے کہ ساری قوم افلاس سے نکل جائے گی مگر مناسب یہ ہے کہ حج میں نیت صرف یہی رکھیں کہ اللہ تعالیٰ راضی ہوں گے افلاس دفع کرنے کی نیت نہ کی جائے کہ وہ تو خود بخود

دفع ہوجائے گا۔ کیونکہ حج وعمرہ کی خاصیت یہ ہے کہ اس سے افلاس رفع ہوجاتا ہے خواہ اسکی نیت کیجائے یا نہ کیجائے۔ اور یہاں سے معلوم ہوا کہ شریعت کے احکام میں خداتعالیٰ کی خوشنودی کے ساتھ مسلمانوں کی دنیوی راحت کا بھی انتظام کیا گیا ہے شریعت کے جتنے احکام ہیں وہ دین و دنیا دونوں کو درست کرنے والے ہیں مگر اصلی مقصود خداکو راضی کرنا ہے دنیا کی منفعت اسکی باندی بنکر ساتھ ساتھ آجاتی ہے احکام شرعیہ سے اصلی مقصود دنیا نہیں ہے خوب سمجھ لو۔ ۱۲ مترجم۔

۲۳ – حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب حاجی حج کے واسطے پاک مال لیکر چلتا ہے اور رکابعہ میں پیر رکھکر لبیک اللہم لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنیوالا اسکو جواب دیتا ہے۔ لبیک وسعدیک۔ تیرا توشہ حلال اور سواری بھی حلال ہے۔ اور تیرا حج بھی مقبول ہے جس سے کوئی گناہ نہیں رہا اور جب خبیث حرام مال لیکر چلتا اور رکاب میں پیر ڈالکر لبیک اللہم لبیک پکارتا ہے تو آسمان سے ایک پکارنیوالا جواب دیتا ہے کہ تیری لبیک قبول ہے اور نہ تیری امداد کی جائے گی۔ تیرا توشہ بھی حرام۔ تیرا نفقہ بھی حرام اور تیرا حج بھی مردود۔ اور تیرے واسطے وبال جان ہے (طبرانی در اوسط) اور اصبہانی نے اسکو اسلم مولیٰ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مرسلاً روایت کیا ہے۔

ف حج میں حرام مال سے بچنے کی پوری کوشش کرنا چاہئے اگر کسی کے پاس حلال مال نہو تو کم از کم یہ صورت کرے کہ کسی ہندو سے رقم قرض لے اور اسکو اپنی رقم سے الگ رکھے اور ایک دو دن کے یا ایک دو گھنٹے کے بعد اپنے پاس کی رقم سے اسکا قرض ادا کردے اس طرح حج میں حلال رقم ہی ساتھ رہیگی

عہ الغرز بفتح الغین المعجمۃ وسکون الراء بعدھا زاء ھو رکاب من جلد ۱۲

فان الکفار غیر مخاطبین بالفروع فکل ما عندھم من غیر سرقۃ وغصب
حلال لنا واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

رمضان میں عمرہ کرنے کی ترغیب

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ کیا تو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ مجھے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرا دو۔ اُسنے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسی سواری نہیں ہے جسپر تمکو حج کے لیے لیجاؤں عورت نے کہا تمہارے پاس وہ ایک اونٹ تو (زائد) ہے اُسپر مجھے لیجلو! کہا وہ تو اللہ کے رستہ میں وقف کر دیا گیا ہے۔ پھر یہ شوہر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میری بیوی حضور کی جناب ۴۴
میں سلام عرض کرتی ہے اور اس نے مجھ سے یہ درخواست کی تھی کہ آپکے ساتھ حج کرے میں نے کہا میرے پاس تمہارے لئے کوئی سواری نہیں اُسنے کہا وہ اونٹ تو ہے مجھے اُسپر حج کرا دو۔ میں نے کہا وہ تو اللہ کے راستہ میں وقف کر دیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا اگر تم اپنی بیوی کو اس اونٹ پر حج کرا دوگے تو یہ (کام) بھی اللہ کے راستہ ہی میں ہے اس کے بعد اسنے کہا کہ میری بیوی نے یہ بھی کہا تھا کہ آپسے یہ دریافت کروں کہ آپ کے ساتھ حج کرنے کے برابر کونسا عمل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُسکو میری طرف سے السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا اور بتلا دینا کہ رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے (ابوداؤد وصحیح ابن خزیمہ دونوں نے پورا قصہ بیان کیا ہے اور الفاظ ابوداؤد کے ہیں اور اخیر کا حصہ دونوں میں (لفظاً بھی) برابر ہے اور بخاری ونسائی وابن ماجہ نے مختصراً

تو معلوم ہوا کہ وہ تو بڑا پکا پُرانا چور ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اپنے رحم و کرم سے بہت کچھ ہمارے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔ لیکن جب کوئی حد سے نکلجاے تو وہ رسوا بھی کر دیتا ہے۔

پس جو دوسرے کے حال سے عبرت نہ پکڑے گا آخر اوس کا بھی ایک دن یہی انجام ہوگا۔ غرض یہ تو ثابت ہوگیا کہ یہ حکم بالکل مصلحت اور طبیعت کے موافق ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ہم میں یہ مرض ہے یا نہیں تو اگر ذرا بھی اپنی حالت کو غور سے دیکھیں تو معلوم ہو کہ بہت زیادہ ہم اس بلا میں گرفتار ہیں۔ ہماری یہ حالت ہے کہ کسی بات میں دوسروں کو دیکھ کر عبرت نہیں پکڑتے۔ مگر میں اس وقت ایک خاص بات کو بیان کرتا ہوں۔ آپ نے سنا ہوگا کہ جگہ جگہ اس وقت طاعون ہے۔ بلکہ اخباروں میں بھی ضرور پڑھا ہوگا۔ کیونکہ آپ لوگوں نے اخبار تو ایک مشغلہ بنالیا ہے۔ میں نے ایک مرتبہ اخبار کے متعلق ایک مضمون لکھدیا تھا جس میں یہ بتلایا تھا کہ کس صورت میں اخبار کا دیکھنا جائز ہے اور کس صورت میں ناجائز ہے اخبار والوں نے اس مضمون کو بلا دیکھے ہی وہ شور و غل مچایا کہ خدا کی پناہ اور مشہور کر دیا کہ لو اخبار دیکھنا بالکل حرام کر دیا۔ میں نے کہا کہ اسوقت تک تو میں نے اخبار دیکھنے کے بارے میں سخت حکم نہیں دیا تھا مگر اب میرے پاس ایک دلیل بھی ہے۔ سختی کرنے کی کہ اخبار والے تہمت بھی لگاتے ہیں۔ واقعی اخباروں کی یہی حالت ہے کہ اکثر باتیں بے تحقیق اٹکل ہی سے لکھدیتے ہیں۔ صاحبو! اخبار بھی ایک قسم کی تاریخ ہے۔ اگر خبر لکھنے میں احتیاط برتی جاے تو کیا حرج ہے۔ اور تاریخ بہت مفید چیز ہے خدا تعالیٰ نے فرماتے ہیں لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ۔ کہ پہلی امتوں کے قصے اس واسطے نقل کئے جاتے ہیں کہ لوگ عبرت پکڑیں۔ عبرت کا خلاصہ یہی ہے کہ یہ سوچیں کہ فلاں شخص نے ایسا کیا تھا۔ اوسکو یہ نتیجہ ملا ہم اگر ایسا کریں گے تو ہمکو بھی یہی نتیجہ ملے گا۔ یہ حقیقت ہے عبرت کی۔ اسکی وجہ سے تاریخ کا علم مفید ہوا

پس اگر اخبار سے بھی یہی سبق حاصل کریں تو وہ فائدہ کی چیز ہے ورنہ بیکار ہے۔ اب دیکھ لیجئے کہ کون شخص یہ سبق حاصل کرتا ہے اکثر لوگ مسلمانوں کی مصیبت سنتے ہیں مگر کانوں پر جوں بھی نہیں رینگتی۔ اب دیکھ لیجئے کہ دوسری جگہوں سے طاعون کی خبریں سننے میں آرہی ہیں۔ اخباروں میں بھی دیکھتے ہیں۔ مگر سو میں ننانوے آدمی ایسے ہیں کہ جن کے دل پر ویسا اثر ہوتا ہو۔ جیسا اپنی بستی کے اندر طاعون ہونے سے ہوتا ہے۔ جب دوسروں کی تکلیف کو سنکر ہمارا دل نہ دکھا تو ہم آدمی نہیں۔ اب ہم نے اخبار کو جس غرض سے اختیار کیا ہے اوس کا خلاصہ گھر پھونک تماشا دیکھنا ہے کہ دوسرے کا گھر جلے اور ہم بیٹھکر ہاتھ تاپیں کیونکہ اخبار صرف اس لئے دیکھتے ہیں کہ خالی وقت کا مشغلہ ہو اور دل بہلے اگر اخبار نہ دیکھتے تو یہ تو نہ ہوتا کہ ہم نے مسلمانوں کی مصیبت کو مشغلہ بنا رکھا ہے اور سبق حاصل کرتے تو یہ سبق حاصل کرتے کہ اونکی مدد کریں۔ سو یہ تو بہت کم لوگوں کے دل میں آتا ہے۔ ہاں یہ سبق حاصل کرتے ہیں کہ فلاں جگہ کے لوگوں نے ۶
صفائی نہیں رکھی اس لئے وہاں طاعون پھیلا مگر اس سے بڑھکر اور بات بھی ہے جس کی ابھی آپ کو ہوا بھی نہیں لگی مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ یونان والوں کی حکمت کہاں تک پڑھو گے اب کچھ ایمان والوں کی بھی حکمت پڑھ لو۔ یونان والوں کی حکمت سے جسمانی حکمت مراد ہے۔ کہ اس پر تو آپ کی نظر جاتی ہے مگر روحانی حکمت پر نظر نہیں جاتی۔ یہ تو معلوم کر لیا کہ ہوا کے صاف نہ ہونے سے طاعون ہوا مگر یہ بھی تو بتلایئے کہ ہوا کے صاف نہ ہونے کا کیا سبب ہے آپ نے طاعون کا سبب تو دیکھا کہ ہوا خراب ہو گئی تھی مگر سبب کا سبب نہ دیکھا کہ ہوا کیوں خراب ہوئی۔ ہم ڈاکٹروں اور حکیموں کو جھٹلاتے نہیں مگر یہ دکھلاتے ہیں کہ انکی نظر اصل سبب پر نہیں جاتی اسکی مثال یوں سمجھو کہ ایک شخص قلم سے لکھ رہا ہے چند چیونٹیوں نے دیکھا ایک نے تو کہا کہ یہ حرف خود بخود بن رہے ہیں۔ دوسری جسکی نظر کچھ آگے تک پہونچی

اوس نے کہا کہ نہیں بلکہ قلم چل رہا ہے تیسری جسکی نظر اوس سے بھی آگے تھی کہنے لگی کہ قلم خود نہیں چل رہا بلکہ وہ انگلیوں میں ہے انگلیاں اوسکو چلا رہی ہیں چوتھی جسکو پورا علم تھا اوس نے کہا کہ انگلیاں خود بخود نہیں چل رہیں بلکہ انسان کا ارادہ اسکو چلا رہا ہے۔ اب بتلائیے کہ ان میں صحیح رائے کس کی ہے اور اصل چیز پر کسکی نظر ہے۔ ظاہر ہے کہ جس نے ارادہ کا پتہ چلا لیا اوسی کی نظر اصل پر پہونچی ہے۔ باقی سب کوتاہ نظر ہیں۔ ایک بزرگ۔ مثال کے طور پر کہتے ہیں کہ دیوار نے کھونٹی سے کہا کہ تو مجھے کیوں پھاڑتی ہے کھونٹی نے جواب دیا کہ میرا کیا بس ہے اوس سے کہو جو مجھے ٹھونکتا ہے۔ دوسری مثال لیجیے کہ کسی شخص کو پھانسی ہوگئی کسی نے پوچھا کیونکر ہوئی ایک نے کہا کہ چمڑے سے گلا گھونٹ دیا گیا دوسرے نے کہا کہ احمق اصل سبب یہ ہے کہ حاکم نے حکم دیا تھا تیسرے نے کہا کہ حاکم نے حکم اسلئے دیا تھا کہ اوس نے ڈکیتی کی تھی تو حقیقت سے واقف یہ تیسرا شخص ہے کہ اس نے حاکم کے حکم کو بھی دیکھا اور مجرم کے قصور کو بھی دیکھا بس یہی فرق ہے ظاہر کے دیکھنے والوں میں اور حقیقت کے دیکھنے والوں میں تو یہ بھی سچ ہے کہ موت پھانسی کے پھندے سے ہوئی اور طاعون ہوا کے زہریلی ہونے سے ہوا مگر یہ بھی تو دیکھو کہ ہوا زہریلی کیوں ہوئی سو اسکی وجہ یہ ہے کہ حاکم حقیقی نے اوس میں زہر کا مادہ پیدا کردیا اور اوس کے پیدا کرنے کا سبب مخلوق کے گناہ ہوئے تو صرف چوہوں کے مارنے پر کفایت نہ کرنی چاہیے بلکہ جن گناہوں کی وجہ سے طاعون ہوا تھا اونکو بھی چھوڑنا چاہیئے اور ایک طاعون کیا جتنی بھی مصیبتیں آتی ہیں سب گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں خدا تعالیٰ فرماتے ہیں مَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ کہ جو کچھ بھی مصیبت تمکو پہونچتی ہے وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے ہے۔ اور یہاں سے یہ بھی معلوم ہوگیا ہوگا کہ مولویوں پر جو یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ ہر مصیبت میں گناہوں کو سبب بتاتے ہیں اور ظاہری اسباب

کو نہیں مانتے سو یہ اعتراض بالکل غلط ہے وہ اسباب سے بے خبر نہیں بلکہ سبب کے
ساتھ سبب کے سبب کو بھی دیکھتے ہیں اس لیے کہتے ہیں کہ جو مصیبت آتی ہے
گناہوں کی وجہ سے ہی آتی ہے۔ ہوا۔ آگ۔ پانی سب خدا تعالےٰ کے
حکم کے تابع ہیں انکو جب جیسا حکم ہوتا ہے ویسا کرتے ہیں ایک کافر بادشاہ
نے بہت سے مسلمانوں کو آگ میں ڈالدیا تھا کیونکہ وہ لوگ بت کو سجدہ کرنے
سے انکار کرتے تھے آخر ایک عورت کو لایا گیا اور اس سے بھی سجدہ کرنے کو کہا گیا
تو اوس نے بھی انکار کیا اوسکی گود میں ایک بچہ تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکی
گود سے بچہ لیکر آگ میں پھینکدیا جائے۔ اوس کے کہنے سے بچہ پھینک دیا
گیا۔ اب اوس عورت سے ضبط نہو سکا قریب تھا کہ وہ عورت سجدہ کرے کہ لڑکے
نے آواز دی کہ ماں خبردار میں یہاں بڑے آرام سے ہوں تو بھی یہیں چلی آ۔
وہ عورت آگ میں کود پڑی اس کے بعد اس نے اوروں سے کہنا شروع کیا
کہ یہاں آؤ۔ یہاں آؤ۔ بہت بڑا عجیب باغ ہے پھر تو یہ حالت ہوئی کہ لوگ
بیقرار ہوکر اوس میں کودنے لگے سپاہی روکتے تھے لوگ برابر آگ میں کودتے
جاتے تھے جب بادشاہ نے یہ حالت دیکھی تو غصہ ہوکر آگ سے کہنے لگا کہ اے
آگ کیا تو آگ نہیں رہی یا تجھ میں جلانے کی قوت نہیں رہی۔ آگ نے جواب دیا کہ میں
وہی آگ ہوں میری تاثیر نہیں بدلی تو اندر آ تو میرے جلانے کا تماشا دیکھے باقی ان کو
کیونکر جلاؤں۔ جب خدا تعالےٰ کا حکم نہیں ہے۔ میں اوسکی تلوار ہوں۔ تلوار
کاٹتی ہے مگر جس کے ہاتھ میں ہے اوس کے چلانے سے کاٹتی ہے بغیر چلائے
تلوار کس طرح کاٹ سکتی ہے۔ اسی طرح آب و ہوا خدا کے حکم سے زہریلی ہوجاتی اور
ہلاک کردیتی ہے حضرت مولانا نظامیؒ فرماتے ہیں کہ جب تک ہوا کو خدا تعالےٰ کا حکم
نہو اوسوقت تک وہ بارش نہیں کرسکتی۔ اور زمین کو جب تک حکم نہو ایک
دانہ بھی نہیں نکال سکتی۔ تو مصیبتوں میں اصلی سبب گناہ ہیں مولانا رومؒ
فرماتے ہیں کہ جو کچھ بھی مصیبت آتی ہے وہ ہماری ہی گستاخی اور بیباکی سے

آتی ہے تو جب غم کی بات دیکھو فوراً توبہ کرلو۔ دیکھئے کیا عمدہ تعلیم ہے اور کیا عجیب بات ہے۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر تم حاکم کی طرف سے کوئی ناگوار بات دیکھو تو ان کو برا مت کہو (قربان جائیے حضور کی تعلیم پر کہ فضول باتوں سے کیسا روک دیا ہے) پھر اوسکی وجہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرماتے ہیں کہ حاکموں اور بادشاہوں کے دل میرے اختیار میں ہیں اگر آرام چاہتے ہو تو میری تابعداری کرو اور مجھ سے معاملہ درست رکھو میں اون کے دل نرم کردوں گا۔ ایکمرتبہ کانپور میں طاعون ہوا لوگوں نے چاہا کہ ایک جلسہ کریں اور حاکم ضلع سے درخواست کریں کہ نیا قانون جو طاعون کے متعلق ہے اوٹھا دیا جائے مجھکو بھی اس جلسے میں شریک کرنا چاہتے تھے میں نے انکار کردیا مگر جب لوگوں نے بہت اصرار کیا تو میں نے کہا کہ اچھا میں دیوان حافظ میں فال دیکھتا ہوں۔ یہ دیکھنا
9 اس وجہ سے نہ تھا کہ میرا یہ اعتقاد تھا کہ فال کے موافق ہونا ضروری ہے یا میں فال کی تاثیر کو مانتا تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ دیوان حافظ رح میں اکثر مناسب اور مفید باتیں نکل آتی ہیں۔ اسلیے میں نے اوسکو دیکھا تو اوس میں یہ شعر نکلا ؎

گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش رموز مصلحت ملک خسرواں دانند

یعنی اپنے ملک کی مصلحت اور تدبیر بادشاہ جانتے ہیں۔ تم فقیر ہو گوشہ میں بیٹھنے والے تم اسکو کیا جانو۔ تم خواہ مخواہ کی گڑبڑ کیوں کرتے ہو میں نے ان سے کہا کہ بھائی اب تم بھی نہ بولو بس خدا کے سپرد کرو۔ اور اللہ اللہ کیا کرو۔ اور عصر کے بعد لاحول کی تسبیح پڑھا کرو۔ اور اتفاق سے میرے مُنہ سے یہ بھی نکل گیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہفتہ دو ہفتے کے اندر ہی سب پریشانی رفع ہو جائے گی۔ اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ حاکم ضلع نے خود ہی رپورٹ کی کہ ان نئے قانونوں سے لوگوں کو تکلیف ہے ان کو اٹھا لیا جائے

سو وہ تمام موقوف ہوگئے۔ لوگ بہت خوش ہوتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ صاحب سب کام ٹھیک ہوگیا میں نے کہا کہ کیا ایسا ہو سکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بتلائی ہوئی تدبیر نہ چلتی۔ صاحبو! اگر ہم عمل کریں تو دنیا کی راحت بھی شریعت کی ہی تعلیم میں ہے۔ تو حضور نے فضول باتوں سے یہاں تک روکا کہ حاکموں کو بھی برا نہ کہو۔ غرض سب مصیبتوں کی وجہ یہ ہے کہ خدا کو ناراض کر رکھا ہے۔ حدیث میں ہے کہ جب قوم میں زنا یعنی حرام کاری زیادہ ہوگی۔

دنیا کی راحت بھی شریعت پر چلنے میں ہے

اوس میں طاعون ہوگا۔ اور اس طاعون کا ایک دوسرا سبب بھی ہے اگرچہ بعضی باتیں ظاہر کرنے کی نہیں ہوتیں مگر اس لئے ظاہر کئے دیتا ہوں کہ شاید اسکو سنکر لوگ اپنی حالت درست کریں۔ تین چار سال ہوئے جب تھانہ بھون اور اس کے آس پاس کی بستیوں میں طاعون ہوا تھا تو طاعون سے کچھ پہلے میں ایک روز اخیر رات میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل میں یہ آیت واقع ہوئی۔ اِنَّا مُنْزِلُوْنَ عَلٰٓى اَهْلِ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۔ یعنے ہم اس بستی والوں پر عذاب آسمان سے نازل کرنے والے ہیں اون کے فسق۔ اور بدکاری کیوجہ سے یہ آیت لوط علیہ السلام کی قوم کے بارے میں ہے۔ اشارہ اس طرف تھا کہ آجکل بھی لوگوں کی لڑکوں سے تعلق کی خرابی ہوگئی ہے جو قوم لوط کی تھی اسلئے عذاب نازل ہوگا۔ میں نے اسکو وعظ میں بیان کیا۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ مجھکو ایسا معلوم ہوا ہے بلکہ یہ کہا کہ ایک شخص کو یہ الہام ہوا ہے مگر لوگوں نے توجہ نہ کی اور طاعون پھیلا۔ غرض ایک سبب ١٠

طاعون کا ایک سبب وہ گناہ ہے جو قوم لوط میں تھا

طاعون کا وہ گناہ بھی نکلا جو قوم لوط میں تھا۔ اس وقت لوگوں میں یہ مرض بہت زیادہ پھیل رہا ہے کوئی تو خاص اصلی ہی گناہ میں پھنسا ہوا ہے اور کوئی اون گناہوں میں جو اوس کا وسیلہ اور ذریعہ ہیں جیسا کہ اجنبی لڑکے یا اجنبی عورت پر نظر کرنا۔ حدیث میں ہے کہ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں اور زنا

لواطت کا مرض بہت عام ہوگیا ہے

ے الہام دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی بات واقع ہونا ۱۲۔

اون کا دیکھنا ہے اور ہاتھ بھی زنا کرتا ہے اور زنا اوس کا ہاتھ لگانا ہے۔ اور زبان بھی زنا کرتی ہے اور زنا اوس کا باتیں کرنا ہے۔ اور دل آرزو اور خواہش کرتا ہے تو زنا میں ہاتھ لگانا بُری نگاہ سے دیکھنا سب داخل ہو گئے یہاں تک کہ جی خوش کرنے کے لئے کسی خوبصورت لڑکے یا لڑکی سے باتیں کرنا یہ بھی زنا اور لواطت میں داخل ہے اور دل کا گناہ سوچنا ہے جس سے لذت حاصل ہو تو جتنی قسمیں زنا کی ہیں اوتنی ہی لواطت کی بھی ہیں اس بلا میں اکثر لوگ پھنسے ہوئے ہیں اور یہ نہایت ہی افسوس اور رنج کی بات ہے حالانکہ پیدائشی طور پر طبیعت عورت کی طرف راغب ہوتی ہے مگر لوگ پھر بھی لڑکوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور وجہ اسکی زیادہ یہ ہے کہ عورت سے ملنے میں بدنامی ہو جاتی ہے دوسرے عورت ملتی بھی مشکل سے ہے اور لڑکے سے ملنے میں زیادہ بدنامی کا بھی اندیشہ نہیں ہوتا۔ اور ملتے بھی آسانی سے ہیں۔ خاصکر دیکھنا اور سوچنا تو اسلئے بھی آسان ہے کہ اسکی کسی کو خبر بھی نہیں ہوتی اور 11
یہ سب بدکاری میں داخل ہے اور نہایت افسوس ہے کہ مرض ناک جہانتک کا اکثر پرہیزگاروں میں بھی ہے اور اونکو دھوکہ اس سے ہو جاتا ہے کہ وہ بعض وقت شروع میں اپنی طبیعت میں شہوت کا اثر نہیں پاتے اور اس سے سمجھتے ہیں کہ ہماری نظر شہوت کیوجہ سے نہیں لیکن بعد میں بہت جلد شہوت ظاہر ہو جاتی ہے۔ اسلئے پہلے ہی سے احتیاط واجب ہے۔

صاحبو! امام ابوحنیفہ رح سے بڑھکر تو آجکل کوئی بزرگ پاک نفس نہیں ہوگا مگر دیکھئے کہ امام محمد کو امام صاحب نے اول دفعہ تو دیکھا لیکن جب معلوم ہوا کہ ان کے ڈاڑھی نہیں آئی تو یہ حکم کر دیا کہ جبتک ڈاڑھی نہ نکل آئے پیٹھ کی طرف بیٹھا کرو۔ دونوں طرف دیندار پرہیزگار مگر احتیاط اتنی بڑی مدت دراز کے بعد ایک مرتبہ اتفاق سے امام صاحب کی نظر پڑ گئی تو تعجب سے پوچھا کہ کیا تمہارے ڈاڑھی نکل آئی تو جب امام ابوحنیفہ رح نے اس قدر

احتیاط کی تو آج کون ہے کہ وہ اپنے اوپر اطمینان کرے تو اس آیت میں یہ
بتلایا گیا تھا کہ لوگوں کے اس عمل سے عذاب نازل ہونے کو ہے۔ میں نے زور کا
مگر کون سنتا ہے جب اس بیہودہ کام کی عادت پڑ جاتی ہے تو کم ہمتوں
سے بڑی مشکل سے چھوٹتا ہے۔ ہاں اگر ہمت کیجائے اور پکا ارادہ کرے
تو چھوٹ ہی جاتا ہے کیونکہ بعض گناہ تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں ایک
حد تک مجبوری بھی ہو سکتی ہے جیسے غریب آدمی کا رشوت لینا کہ اگر نہ لے
تو ظاہر میں اوس کے کام اٹکتے ہیں۔ اور اس میں تو کوئی ایسی مجبوری بھی نہیں
کہ کوئی کام اس پر اٹکا ہو۔ پس اس میں تو تھوڑی سی ہمت کی ضرورت ہے کیونکہ
اس میں زیادہ سے زیادہ تھوڑی سی تکلیف نفس کو ہوگی۔ کوئی نقصان تو نہیں ہوگا
تو اس کا چھوڑ دینا ہمت والے کے لئے بہت آسان ہے ہمت والوں نے تو خدا کی
راہ میں جانیں تک دیدی ہیں بہت سے ایسی ہمت والوں کے واقعے سنے گئے
کہ اونہوں نے تمام عمر کی افیون کی عادت چھوڑ دی حضرت مولانا گنگوہی رح
کے پاس ایک شخص آیا اور مرید ہونے کی درخواست کی۔ مولانا نے اوسکو مرید کر لیا
اور تمام گناہوں سے اور کفر و شرک و بدعت وغیرہ سے توبہ کرا دی جب
مرید کر چکے تو وہ دیہاتی کہنے لگا کہ مولوی جی اور تم نے اقیم (افیون) سے تو توبہ
کرائی ہی نہیں۔ مولانا رح نے فرمایا کہ بھائی مجھے کیا خبر تھی کہ تو افیون بھی کھاتا ہے
اچھا جسقدر تو افیون روزانہ کھاتا ہے اوسکی گولی بنا کر میرے ہاتھ پر رکھدے
اوس نے گولی بنا کر مولانا کے ہاتھ پر رکھدی مولانا رح نے اوسکو دیکھا اور اس میں
سے تھوڑا سا حصہ لیکر اس سے کہا کہ اس قدر کھا لیا کر۔ مقصود یہ تھا کہ آہستہ
آہستہ چھڑا دی جائے گی۔ مگر جب دل میں خدا کی محبت آتی ہے تو افیون کیا سلطنت
بھی چھوٹ جاتی ہے اوس نے کہا کہ مولوی جی اب کیا کھاؤں گا۔ اور یہ کہکر افیون
کی ڈبیہ جیب سے نکالی اور بہت دور پھینکدی۔ گھر جا کر افیون کا تقاضہ ہوا مگر اوس نے
نہیں کھائی آخر دست لگنے لگے مولانا رح کے پاس کہلا کر بھیجا کہ مجھے دست لگ گئے ہیں

(باقی آئندہ)

آن بصد چندانے ای صادق ولیک | شرح کن این را بیان کن نیک نیک
آنچنان کہ فاضل و مفضول ، | چون بگوشش در رسد آرد قبول
آنچنانش شرح کن اندر کلام | کہ ازان ہم بہرہ یابد جانِ عام
ناطقِ کامل چو خوان باشی بود | بر سرِ خوانش زہر آشے بود
کہ نماند ہیچ مہمان بے نوا | ہر کسے یابد غذائے خود جُدا
ہمچو قرآن کہ بمعنے ہفت تو ست | خاص را و عام را مطعم درو ست ۶۵
گفت این یار یقین شد پیش عام | کہ جہان در امر یزدان است رام
ہیچ برگے در نیفتد از درخت | بے قضا و حکم آن سلطان بخت
از دہان لقمہ نشد سوئے گلو | تا نگوید لقمہ را حق کادخلوا
میل و رغبت کان زمام آدمی ست | جنبش آن رام امر آن غنی است
در زمینہا و آسمان ہا ذرہ | پر جنباند نگردد پرّہ

جز بفرمان قدیم نافذش … شرح نتوان کرد جلدی نیست خوش

که اثمر و برگ و درختان را تمام … بی‌نهایت کی شود در نطق رام

اینقدر بشنو که چون کلی کار … می نگردد جز بامر کردگار

چون قضای حق رضای بنده شد … حکم او را بنده خواهنده شد

بی تکلف نی پی مزد و ثواب … بلکه طبع او چنین شد مستطاب

زندگی خود نخواهد بهر خود … نی پی ذوق حیات مستلذ ۲۶۶

هر کجا امر قدم را مسلکی است … زندگی و مردگی پیشش یکیست

بهر یزدان می‌زید نی بهر گنج … بهر یزدان می‌مرد نز خوف و رنج

هست ایمانش برای خواه او … نی برای جنت و اشجار و جو

ترک کفرش هم برای حق بود … نی ز بیم آنکه در آتش شود

اینچنین آمد ز اصل آن خوی او … بی ریاضت نی ز جست و جوی او

آنگہان خندد کہ او بیند رضا | ہمچو حلوای شکر او را قضا

بندہ کش خوی و خصلت این بود | نے جہان بر امر و فرمانش رود

پس چرا لابہ کند او یا دعا | کہ بگردان اے خداوند این قضا

مرگ او و مرگ فرزندان او | بہر حق پیشش چو حلوا در گلو

نزع فرزندان بر آن باوفا | چون قطائف پیش شیخ بینوا

پس چرا گوید دعا الا مگر | در دعا بیند رضای دادگر ۷۷

آن شفاعت و آن دعا نز رحم خود | میکند آن بندۂ صاحب رشد

رحم خود را او ہماندم سوختہ است | کہ چراغ عشق حق افروختہ است

دوزخ اوصاف او عشق است و او | سوخت مر اوصاف او را مو بمو

ہر طروی این فرقہ را کی شناخت | چون دقوقی کو درین دولت بتافت

اوپر مولانا نے رضا بالقضا کی ہدایت فرمائی تھی۔ اب اون اہل اللہ کی حالت بیان فرماتے ہیں جو قضاے الٰہی پر رضامند ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اب ان سالکین کی حالت سنو۔

جو عام کے کسی تصرف کی بابت کوئی مزاحمت نہیں کرتے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اہل اللہ دو قسم کے ہیں ایک تو وہ اولیاء ہیں جو دعا کو مانتے ہیں اور اپنی دعاؤں سے عالم میں مختلف تصرف کرتے ہیں کبھی ایک شے کو بناتے ہیں اور کبھی بگاڑتے ہیں یہ تو اور لوگ ہیں ہماری گفتگو کا تعلق ان سے نہیں ہے۔ اور میں اہل اللہ میں کچھ ایسے لوگ بھی جانتا ہوں جنہوں نے اپنے منہ کو دعا سے بند کر رکھا ہے اور وہ از خود اپنی غرض سے کبھی دعا نہیں کرتے تسلیم و رضا چونکہ ان بزرگوں کو حاصل ہے اسلئے طلب دفع قضا اون کے نزدیک عملاً حرام ہے۔ گو اعتقاداً حرام نہیں جانتے۔ کیونکہ شریعت سے اسکی اجازت حاصل ہے اور عملاً حرام ہونیکا یہ مطلب ہے کہ وہ اس سے یوں بچتے ہیں جس طرح کہ حرام اشیاء بچا کرتے ہیں اونکو قضائے الٰہی میں ایک خاص مزہ ملتا ہے۔ اس لئے اونکے نزدیک اوس سے رہائی حاصل کرنے کی کوشش کرنا طبعاً ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسا کہ شرعاً و عقلاً کفر۔ اونکو حق سبحانہ کے ساتھ ایسا حسن ظن حاصل ہے کہ وہ کسی غم سے ماتمی لباس نہیں پہنتے۔ بلکہ اونکو جو کچھ پیش آتا ہے وہ اونکو اچھا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اور آگ بھی ہوتی ہے تو اون کے لئے آب حیات ہوتی ہے اونکے گلے میں زہر بھی یوں ہی مزہ سے اوترتا ہے جیسے شکر اور اون کے رستہ میں اگر پتھر بھی آتا ہے تو وہ اوسکی ویسی ہی قدر کرتے ہیں جیسے موتی کی غرض کہ بھلائی اور برائی مصیبت و راحت خوشی و غم بحیثیت قضاء الٰہی ہونے کے اونکی نظر میں سب یکساں ہیں۔ یہ کیوں محض اس لئے کہ حق سبحانہ کے ساتھ وہ حسن ظن رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دعا کرنا اور کہنا کہ اے اللہ اس قضا کو بدل دے اونکو طبعاً یوں ہی ناپسند ہے جس طرح کہ شرعاً و عقلاً کفر چنانچہ بہلول رحمۃ اللہ علیہ نے ایک فقیر سے کہا کہ جناب والا مجھے مطلع فرمائیں کہ حضور کا مزاج کیسا ہے۔ فرمایا کہ اسکے مزاج کی حالت کیا پوچھتے ہو جسکی یہ حالت ہو کہ عالم کا کاروبار ہمیشہ اوسکی ٢٦٨

باسانيد متعددة تكلم في بعضها وقرر بعضها فقال اخرجه الخرائطي والديلمي وغيرهما ولفظه عند بعضهم من عشق فعف فكتم فصبر فمات فهو شهيد وله طرق عند البيهقي

ف فيه مسئلتان الاولى ان العشق من غير اختيار لا يذم مطلقا كيف وهو يفضي الى الشهادة

سندوں کے ساتھ وارد کیا ہے جن میں سے بعض میں کلام کیا ہے اور بعض کو برقرار رکھا ہے چنانچہ (جنکو برقرار رکھا ہے اونکے متعلق) کہا ہے کہ اسکو خرائطی اور دیلمی نے اور ان کے علاوہ اوروں نے بھی روایت کیا ہے اور حدیث کے لفظ ان مذکورین میں بعض کے نزدیک یہ ہیں کہ جو شخص عاشق ہو جاوے پھر عفیف رہے اور پوشیدہ رکھے اور صبر کرے پھر مر جاوے تو وہ شہید ہوتا ہے۔ اور بیہقی کے نزدیک اسکے چند طرق ہیں۔

۱۲۵

ف اس حدیث میں دو مسئلے ہیں پہلا یہ کہ عشق غیر اختیاری مطلقاً مذموم نہیں (جیسا بعض خشک مزاج اسکو عیوب میں سے اور عاشق کو حقیر و ذلیل سمجھتے ہیں) اور مذموم کیسے ہو سکتا ہو جبکہ یہ شہادت تک پہونچاتا ہے اس طرح سے کہ کسی کے فعل کو اس میں دخل نہیں اور ایسی چیز (جو بدون کسی کے فعل کے دخل کی شہادت تک

من غیر صنع احد ومثله
لا یذم مومن ثم
ترى بعض اهل
الطريق يمدحونه
ويجعلونه مما يوصل
الى المقصود كما قال
العارف الجامى ؎
متاب از عشق رو گرچه مجازی ست
که آن بهر حقیقت کارسازی ست
وكما قال الرومى ؎
عاشقی گرزین سر و گرزان سرست ۱۲۶
عاقبت ما را بدان شه رهبرست
وفى الحديث
ما يستأنس به
له لان الشهادة
اعظم الوصول
الى الله تعالى
والثانية
ان شرط
كونه
محمودا وموصلا

پہونچاوے) مذموم نہیں ہوسکتی (یہ قید
اسلئے لگائی کہ مطلقاً سبب شہادت کو
غیر مذموم نہیں کہہ سکتے چنانچہ کافر کا
کسی مسلمان کو قتل کردینا اسباب شہادت
سے ہے اور پھر مذموم ہے) اور آپ جو یہ
بعض اہل طریقت کو دیکھتے ہو کہ وہ
اس عشق کی مدح کرتے ہیں اور اسکو
اسباب وصول الی المقصود میں سے
کہتے ہیں جیسا کہ عارف جامی فرماتے
ہیں ؎
متاب از عشق رو گرچہ مجازی ست +
کہ آن بہر حقیقت کارسازی ست +
اور جیسا عارف رومی فرماتے ہیں ؎
عاشقی گرزین سر و گرزان سرست +
عاقبت ما را بدان شہ رہبرست +
اور اس حدیث کا مضمون اس کے مناسب
بھی ہے اس لئے کہ شہادت وصول الی اللہ
کی فرد اعظم ہے پس شہادت کا سبب
بنانا وصول الی اللہ کا سبب بنانا ہی
دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اس عشق کے
محمود و موصل الی المقصود ہونے کی

هو العفاف والكتمان
والصبر وحاصل الجميع
ترك الهوى وصرح
المحققون بان شرط
ايصال العشق المجازي
الى العشق الحقيقي
ان لا يلتفت الى
المعشوق المجازي
اصلا لا بالنظر اليه
ولا بالاستماع الى كلامه
حتى ولا بالتوجه اليه بقلبه
وهو المراد بما قال الجامي
بعد قوله المار متصلا ؎
ولے باید کہ بر صورت نمانی
وزیں پل زود خود را بگذرانی
وبما قال الرومی بعد قوله
المار بشئ من الفصل ؎
عشقہا ئیکز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود
والسر ان اقوى اسباب
الوصول الى المقصود الحقيقي

شرط عاشق کا عفیف رہنا اور اس کا
اخفاء اور صبر کرنا ہے اور ان سب کا
حاصل یہ ہے کہ ہوائے نفسانی کا تارک
رہے اور (اسی کی تفصیل میں) محققین
نے تصریح کی ہے کہ عشق مجازی کا عشق
حقیقی کی طرف موصل ہونا اس شرط
سے مشروط ہے کہ معشوق مجازی کی
طرف اصلا التفات نکرے نہ اوس کی
طرف نظر کرے نہ اوس کا کلام سنے۔
حتی کہ اوسکی طرف قلب سے بھی توجہ نکرے
۱۲۷ (اور اوس کا تصور دل میں نہ لاوے)
اور یہی مراد ہے جامی کے قول سے جو شعر
بالا کے متصل ہی فرمایا ہے۔ ؎
ولے باید کہ بر صورت نمانی
وزیں پل زود خود را بگذرانی
اور عارف رومی کے قول سے جو شعر
بالا کے تھوڑی دور بعد فرمایا ہے ؎
عشقہائے کز پئے رنگے بود
عشق نبود عاقبت ننگے بود
اور راز اس (انفصال اور شدۃ فراق)
میں یہ ہے کہ وصول الی المقصود الحقیقی کی

ہو قطع التعلقات والعشق
قاطع قوی للتعلقات الا المحبوب
کما قال الرومی ؎
عشق آن شعلہ است کوچون برفروخت
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت
فاذا ابعد نفسہ عنہ کل البعد
وتشبث بالاذکار و
المراقبات الی المحبوب
الحقیقی بالتوجہ الیہ بتمامہ
انقطع عن ھذا المحبوب ایضا
فذھبت التعلقات کلہا
وبقی الواحد المحبوب
فقط کما قال الرومی
بعد القول المذکور ؎
تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ باقی جملہ رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت
وحاصل ھذا الشرط ھو العفاف
واما الکتمان والصبر
فھو تخصیص بعد تعمیم

شرط اعظم ماسوا سے قطع تعلقات کرنا ہے
اور عشق بجز محبوب کے سب تعلقات کو
قوت کے ساتھ قطع کر دیتا ہے جیسا
عارف رومی فرماتے ہیں ؎
عشق آن شعلہ است کوچون برفروخت +
ہر چہ جز معشوق باقی جملہ سوخت +
(تو محبوب کا ماسوا تو اس عشق سے فنا
ہوگیا) پھر جب اپنے نفس کو اوس سے
بھی بالکل بعید کر دیا اور (مراقبات و
اذکار سے) ہمہ تن محبوب حقیقی کی طرف
توجہ کر کے اوس کے قریب کر دیا تو اس
محبوب سے بھی انقطاع تعلق ہوگیا۔ پس
سب تعلقات رخصت ہوگئے اور صرف
واحد محبوب حقیقی باقی رہ گیا۔ جیسا شعر
بالا کے بعد مولانا رومی فرماتے ہیں ؎
تیغ لا در قتل غیر حق براند
در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت
مرحبا اے عشق شرکت سوز رفت
اور حاصل اس شرط کا عفاف ہے
باقی کتمان و صبر یہ تخصیص بعد تعمیم ہے

(باقی آیندہ)

کہ اس قانون قرآنی کا یہی مطلب ہے حالانکہ نہ وہ مطلب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھا نہ صحابہ کرام نے سمجھا۔ نہ خدا تعالیٰ نے بتلایا۔

صاحبو! قرآن فہم لوگوں کی نظروں میں اس قسم کی تفاسیر کی وقعت اس سے زیادہ نہیں ہے جتنی وقعت اس کی تفسیر قانون کی تھی (وعظ تقویم الزیغ دعوات نمبر ۱ صفحہ ۹)

(۱۱۸) **مثال**۔ مثلاً ایک شخص کسی طبیب کے پاس گیا اور جاکر مرض کی تشخیص کرائی اور نسخہ لکھوایا تو اس موقع پر آپ نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا کہ اگر اجزا نسخہ کی حکمت وعلت اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو تو اس نے طبیب سے دریافت کیا ہو یا اس کے ساتھ الجھنے لگا ہو کہ یہ اوزان خاص کیوں رکھے گئے۔ واللہ کبھی اس کا وسوسہ بھی نہیں ہوتا اور اگر ہوتا ہے تو زبان سے کبھی نہیں کہتے۔ کیونکہ جانتے ہیں کہ ہمارے ہی فائدہ کے لئے اس نے نسخہ تجویز کیا ہے ایسا نہ ہو
کہ چون وچرا کرنے سے کبیدہ خاطر ہوکر ہمکو نکالدے اور پھر کبھی گھسنے نہ دے ۵۷
تو صاحبو اگر احکام خداوندی کی قدر بھی دلوں میں نہ ہو تب بھی اس لئے اُن کو تسلیم کرلو کہ وہ صرف تمہارے ہی فائدہ کے لئے تجویز کئے ہیں ایسا نہ ہو تمہارے اعراض سے خدا تعالیٰ خفا ہو جاویں اور تم پر کوئی مصیبت آپڑے

من نکردم خلق تا سودے کنم بلکہ تا بر بندگان جودے کنم

تو اگر احکام خداوندی کی وقعت گورنمنٹ کے احکام کی برابر بھی نہیں ہے تو حکیم ہی کا سا برتاؤ کیا ہوتا اور جب یہ بھی نہیں تو معلوم ہوا کہ احکام خداوندی کی اتنی بھی قدر نہیں (وعظ ایضاً صفحہ ۹)

(۱۱۹) ایک صاحب نے تعداد رکعات کو قرآن کی اس آیت سے ثابت کیا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ۔ اور کہا ہے کہ اس آیت سے نماز کا دو رکعت اور تین رکعت اور چار رکعت ہونا ثابت ہوتا ہے۔ صاحبو! کہاں فرشتوں کا

ذکر کہاں رکعات کی تعداد یہ سب نفس کا زیغ اور کید ہے (وعظ ایضاً صفحہ ۱۱ سطر ۷)

(۱۲۰) ایک صاحب نے اعتراض کیا کہ ڈاڑھی رکھانیکا وجوب قرآن سے ثابت نہیں تو دوسرے صاحب فرماتے ہیں کہ میں قرآن سے ثابت کرتا ہوں دیکھئے قرآن شریف میں ہے۔ قَالَ یَبْنَؤُمَّ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِي وَلَا بِرَأْسِي تو اگر ہارون علیہ السلام کے ڈاڑھی نہ تھی تو حضرت موسیٰ نے اسکو کیسے پکڑ لیا اور ہارون کو لَا تَأْخُذْ کہنے کی کیوں ضرورت پڑی اس جواب کو سنکر معترض صاحب بھی خوش ہوگئے حالانکہ اس جواب سے صرف ڈاڑھی کا وجود معلوم ہوتا ہے وجوب سے اسمیں تعرض نہیں اور جب دوسرے وقت ان مستدل صاحب سے اُن کے جواب کی حقیقت ظاہر کی گئی تو فرماتے ہیں کہ خیر اسوقت تو معترض کو خاموش کر دیا صاحبو اہل علم کو تو اس قسم کے جوابوں سے عار آنی چاہئے (وعظ ایضاً صفحہ ۱۸ سطر ۷)

(۱۲۱) مثال۔ ایسی مثال ہے کہ حکیم علوی خاں کے مطب کو لیکر ایک شخص ۵
نے جمع کیا اور ہر نسخہ کے متعلق ضروری ہدایات لکھدیں کہ فلاں نسخہ صفرا کے لئے ہے اور فلاں نسخہ غلبۂ بلغم کے لئے اور دوسرے شخص نے اُن سب نسخوں کی تبویب کردی کہ امراض راس کے نسخے الگ کر لیے اور امراض چشم کے الگ تو اس مفسر اور مبوب کو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ حکیم علوی خاں کا مطب نہیں ہے بلکہ یہی کہیں گے کہ عبارا تنا شتی وحسنک واحد اور یہ کہا جائیگا

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش   من انداز قدت را می شناسم

(وعظ ایضاً صفحہ ۲۰ سطر ۱)

(۱۲۲) حکایت۔ سہارنپور میں ایک وعظ آیا جمعہ کی نماز کے بعد پوچھا کہ ساہبو (صاحبو) یہاں آواج (وعظ) ہوا کرے ہے معلوم ہوا کہ نہیں ہوتا آپ نے پکار دیا کہ بہائیو آواج (وعظ) ہوگی لوگ ٹھیر گئے۔ منبر پر بیٹھ کر پچیس شریف کی غلط سلط آیتیں پڑھیں اور غلط سلط ترجمہ کر کے دعا مانگ کر کھڑا ہو گیا

کوئی عالم نابینا موجود تھے اُنہوں نے اسکو بلاکر پوچھا کہ تمہاری تحصیل کہاں تک ہے
توآپ کیا فرماتے ہیں کہ ہماری تسیل (تحصیل) ہے ہاپوڑ۔ پھر اونہوں نے صاف
کرکے پوچھا کہ تم نے پڑھا کیا کیا ہے توآپ کیا فرماتے ہیں کہ ہم نے سب کچھ
پڑھا ہے نور نامہ ساٹھ نین نامہ۔ دائی حلیمہ کا قصہ معجزہ آل نبی اور تو کیا جانے
اندے ہے یہ نمونہ ہے واعظ صاحب کی لیاقت کا۔

(۱۲۳) **حکایت** - ایک واعظ صاحب نے سورۂ کوثر کا وعظ کہا اور
ترجمہ پہلی آیت کا یہ کیا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھکو کوثر کے مثل
دیا۔ اس احمق سے کوئی یہ پوچھے کہ کاف تو اعطینا کا مفعول ہے پھر مثل
کس لفظ کا ترجمہ ہے۔

(۱۲۴) **مثال** - بعض لوگ ایسے ہی ہیں کہ وہ اصلاح کی نیت سے جاتے
ہیں لیکن عجلت پسند ہونے کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ دو ہی دن میں جلدی
۵۹ اصلاح ہوجاوے ان لوگوں کی بالکل وہ مثال ہے کہ الحائک اذا صلی
یومین انتظر الوحی۔ ایسے لوگوں کے جواب میں ہمارے حضرت حاجی صاحب
فرمایا کرتے تھے کہ یہ کیا کم فائدہ ہے کہ تمکو خدا کا نام لینے کی توفیق ہوگئی اور
فرمایا کرتے تھے کہ بھائی اگر واقعی کچھ بھی حاصل نہ ہو تب بھی طلب نہ چھوڑنی چاہیے

یابم اورا یا نیابم جستجوئے میکنم حاصل آید یا نیاید آرزوئے میکنم

(۱۲۵) **حکایت** ایک کتاب میں دیکھی ہے کہ فرعون
خدائی کا دعویٰ کیا کرتا تھا۔ ایک سال بارش نہ ہوئی قحط ہوگیا۔ لوگوں نے
آکر شکایت کی کہ ہم لوگ قحط میں ہلاک ہو رہے ہیں تم کیسے خدا ہو بارش
کیوں نہیں برساتے فرعون نے شیطان سے کہ کسی وقت اسکی دوستی
ہوگئی تھی۔ یہ سب قصہ کہا شیطان نے وعدہ کیا کہ کل بارش ہوگی چنانچہ
اس نے سب شیطانوں کو جمع کرکے کہا کہ سب اوپر جاکر موتو۔ چنانچہ
بارش تو ہوئی لیکن بدبو کے مارے دماغ پھٹے پڑتے تھے فرعون نے پوچھا کہ یہ کیسی

بارش شیطان نے کہا کہ احمق ہوا ہے جیسا تو خدا نے باطل ہے ویسی ہی تیری بارش ہے اور جیسے وہ خدائے حقیقی ہیں اسی طرح کی انکی بارش ہے اور یہ حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال جہاں جائیگا۔ بارش ہوجائے گی تو یاد رکھو کہ اس سے بارش کا اس کے قبضہ میں ہونا لازم نہیں آتا۔ یہ استدراج ہے اس کے چاہنے پر ابتلاء بارش اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوگی اس کے معتقد سمجھیں گے کہ اس نے بارش کی ہے۔ لیکن یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ اسمیں تو تلبیس ہوجاگی

جواب یہ ہے کہ یہ دہوکہ کی بات نہیں ہے اسلئے کہ اس کے ماتھے پر کافر لکھا ہوگا کہ جس کو بڑھا اَن پڑھ سب پڑھ لیں گے اور دوسرے یہ کہ وہ کانا ہوگا اور حق تعالیٰ سب عیبوں سے پاک ہے ÷

(۱۲۶) **حکایت** ۔ سندیلہ ایک مقام ہے وہاں ایک مرتبہ امساک باران ہوا قحط ہوگیا مخلوق بہت پریشان ہوئی استسقاء کی نماز کئی روز پڑھی گئی بارش نہ ہوئی وہاں کے رؤسا کے پاس بازاری عورتیں آئیں اور انہوں نے عرض کیا ۶۰
کہ صاحبو! یہ سب ہمارے اعمالوں کے نتیجے ہیں ہم تباہ کار سیاہ رو ہیں ہماری نحوست سے تمام یہ پریشانی ہوئی ہم کو اجازت دیجئے کہ ہم بھی میدان میں جمع ہوکر توبہ کریں لیکن جب ہم جمع ہوں تو ایسا انتظام کر دیجئے کہ وہاں جنگل میں کوئی شخص ہمارے پاس نہ آوے ایسا نہو کہ بجائے رحمت کے اور زیادہ غضب نازل ہو۔ چنانچہ انتظام کر دیا گیا اور وہ سب وہاں گئیں اور سجدہ میں پڑکر رونا چلانا شروع کیا اور کہا اے اللہ یہ ہماری نحوست ہے ہم بہت گنہگار ہیں ہم بہت سیہ رو ہیں ہماری وجہ سے مخلوق کو پریشان نہ کیجئے اور جو کچھ بن سکا حق تعالیٰ کی جناب میں عرض کیا حق تعالیٰ کو عاجزی پسند ہے ناقل اس حکایت کے یوں کہتے تھے کہ انہوں نے سر نہیں اُٹھایا تھا کہ بارش شروع ہوئی اور خوب ہوئی۔ مولانا فرماتے ہیں ؎

ما بروں را ننگریم و قال را ما دروں را بنگریم و حال را

(باقی آیندہ)

(۳) یہ آیۃ معجزہ کی نفی نہیں کرتی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار سے اوسکو خارج ثابت کرتی ہے۔ اس کا ہر مسلمان قائل ہے اسمیں معجزہ ہی کی خصوصیت نہیں ایک ذرہ بھی بلا اذن حق تعالیٰ کے نہیں ہل سکتا۔

آیت دوم۔ وقالوا لولا نزل علیہ اٰیۃ من ربہ (پارہ واذا سمعوا قریب نصف) اہل فطرت کہتے ہیں کہ اس سے صاف ثابت ہے کہ کوئی معجزہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور میں نہیں آیا ورنہ کفار یہ طعنہ کیوں دیتے۔ ہم کہتے ہیں آیت پوری پڑھو۔ اسی جملہ کے آگے دوسرا جملہ ہے۔ قل ان اللہ قادر علیٰ ان ینزل اٰیۃ۔ ولکن اکثرھم لا یعلمون۔ یعنے اون سے کہو کہ اللہ تعالیٰ قادر ہے اسپر کہ معجزہ اتارے مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے اس سے معلوم ہوا کہ معجزہ ایک شے داخل تحت القدرۃ ہے اور ایسی ہی شے کو ممکن کہتے ہیں جو ضد ہے محال کی تو معجزہ کسی قسم کا بھی ہو ممکن ہوا اور اہل فطرت نے جو انکار معجزات کا کیا ہے اوسکی بنا یہی ہے کہ معجزہ محال ہے اور یہی آیت جسکو انہوں نے نفی معجزات کے لئے پیش کیا ہے اوسکو ممکن ثابت کر رہی ہے۔ اور ممکن کا ثبوت جبکہ خبر صحیح سے ہو جاوے تو واجب التسلیم ہوتا ہے (دیکھو اصول موضوعہ نمبر ۲ کہ جو امر عقلاً ممکن ہو۔ اور دلیل نقلی صحیح اوس کے وقوع کو بتلاوے اوس کے وقوع کا قائل ہونا ضروری ہے) ۲۴۱

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات کا ظہور نہایت صحیح حدیثوں سے بلکہ قرآن شریف سے بھی ثابت ہے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مثلاً وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمٰے (ترجمہ) نہیں پھینکا آپ نے کنکریوں کو بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکا۔ ایک لڑائی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی بھر کنکریاں کفار کی طرف پھینکیں بقدرت خداوندی وہ ہر ہر کافر کی آنکھوں میں پڑیں یہ فعل خارق عادت (معجزہ) ہوا۔

اور معراج شریف اجلی معجزات سے ہے جو قرآن سے ثابت ہے اور دنیا میں مشہور ہے

ع معراج شریف کے ... بارہ میں حضرت مولانا تھانوی مدظلہ سے سوال کیا گیا۔ کہ معراج جسمانی،

(ح) معجزاتِ حضور کے بارہ میں مستقل کتابیں موجود ہیں مثلاً حال کی کتاب الکلام المبین مصنفہ مولانا عنایت احمد صاحب مطبوعہ موجود ہے جسمیں سینکڑوں معجزات مع ثبوت درج ہیں۔ غرض آیت دوم کو پورا پڑھنے سے معجزات کی نفی نہیں ثابت ہوتی جس کے لئے اسکو پیش کیا گیا تھا۔

آیت سوم۔ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن جاءتھم ایۃ لیؤمنن بھا (ترجمہ) کفار نے بڑی پکی قسمیں کہائیں کہ اگر کوئی معجزہ اون کے سامنے ہوتا تو ضرور ایمان لے آتے۔ ہم کہتے ہیں اس مضمون کو بہی قرآن میں پورا پڑہو تو آگے ہے۔ قل انما الایات عند اللہ وما یشعرکم انھا اذا جاءت لا یؤمنون ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ ونذرھم فی طغیانھم یعمھون (ترجمہ) کہدیجئے معجزات تو حق تعالے ہی کے قبضہ میں ہیں (یعنے وہ میرا فعل نہیں حق تعالیٰ کا فعل ہے وہ اوس کے ظاہر کرنے کے موقع ومحل کو خوب جانتا ہے) (اس سے شبہ ہو سکتا تھا کہ ۲۴۱
اس موقع پر کوئی معجزہ ہی کیوں نہ دکہا دیا گیا تاکہ اون کی حجت قطع ہو جاتی جیسا آجکل اہل فطرت کو شبہ ہو رہا ہے) اوس کا حل فرماتے ہیں کہ تم کو کیا خبر ہے کہ یہہ لوگ معجزہ دیکھکر بہی ایمان نہیں لائیں گے (جس کی واقعی اور حقیقی وجہ یہ ہے کہ) ہم ان کے دلوں کو اور آنکھوں کو الٹا کر دیتے ہیں (جس سے اونکو حق باطل اور باطل حق معلوم ہونے لگتا ہے) جیسا کہ یہ لوگ پہلی بار اوس پر ایمان نہیں لائے اور ہم اون کو اون کی سرکشی کے اندر بہٹکتا ہوا چہوڑ دیتے ہیں۔ لفظ اول مرۃ قابل غور ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ آیتیں کسی ایسی جماعت کفار کے بارہ میں اتری ہیں جن کے پاس اس سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۱) ہوئی تہی یا منامی۔ فرمایا اگر منامی ہوئی ہوتی تو اوسپر منکرین کے اتنے غل شور کی کوئی وجہ نہیں۔ جبکہ آج تک غل وشور مچا ہوا ہے تو صاف ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج جسمانی ہی کا دعویٰ کیا تہا۔ اسپر بعضوں نے تصدیق کی اور بعضوں نے تکذیب کی ۱۲ منہ

(ح) پہلی آیات الٰہی آچکی تہیں اگر آپ لئن جاءتہم آیۃ میں آیۃ سے مراد معجزہ لیتے ہیں تو یہاں بہی مراد معجزہ ہی لیجئے تو یہ معنے ہوں گے کہ اونکو اس سے پہلے کوئی معجزہ دکہا دیا گیا تہا۔ مگر وہ ایمان نہیں لائے۔ اب ناظرین باتمکین غور فرمادیں کہ اس آیت سے معجزہ کا ثبوت ہوا۔ یا نفی ہم بہش تو از دست تو میخواہم داد۔ اور اس کے بعد کی اور چند آیتوں کو پڑہیئے تو اس کی اور زیادہ توضیح ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں ولو اننا نزلنا الیہم الملئکۃ وکلمہم الموتی وحشرنا علیہم کل شئ قبلا ما کانوا لیؤمنوا الا ان یشاء اللہ ولکن اکثرہم یجہلون (ترجمہ) اگر ہم ان کے طرف فرشتوں کو اتار دیتے اور ان سے مردے باتیں کرنے لگتے اور ہر چیز ہم ان کے سامنے لاکہڑی کرتے تب بہی یہ ایمان نہیں لاسکتے تہے۔ تاوقتیکہ حق تعالیٰ کو منظور نہوتا (یہ بہت موٹی بات ہے) مگر اکثر یہ لوگ جہالت سے کام لیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ فرشتوں کا سامنے آنا اور مردوں کا زندہ ہوکر کلام کرنا اور تمام چیزوں کا سامنے آجانا یہ سب خارق عادت ہی ہیں۔ جسکو معجزہ کہتے ہیں۔ اور جنکو اصحاب فطرت محال کہتے ہیں۔ لیکن آیت کا طرز کلام بتارہا ہے کہ یہ سب باتیں بقدرت خداوندی وقوع میں آسکتی تہیں۔ جیسا کہ ہر ذرا سی سمجھ رکہنے والا اور عربیت سے مناسبت رکہنے والا سمجھ سکتا ہے تو ان آیات سے بہی خارق عادت کا (معجزہ کا) ممکن ہونا ثابت ہوا نہ کہ نفی کا ثبوت ہوا ۲۴۳

آیت چہارم۔ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ انما انت منذر ولکل قوم ھاد۔ (سورہ رعد) (ترجمہ) اور کہتے ہیں کفار کہ کیوں نہیں اتارا گیا انپر کوئی معجزہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے آپ تو صرف ڈرانے والے ہیں اور ہر قوم کے لیے ہادی آیا ہے۔ یہاں بہی کہا جاتا ہے کہ اول تو مطالبہ کے جواب میں کوئی معجزہ نہیں پیش کیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی معجزہ تہا ہی نہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ یہاں بہی ہمارے بہائیوں نے تعمق نظر سے کام نہیں لیا۔ جواب تو صرف اتنا کافی تہا۔ انما انت منذر

(ح) مگر اسپر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ جملہ ولکل قوم ھاد بڑھایا گیا۔ اسکی کیا وجہ ہے
اسمیں تنبیہ کی گئی ہے اِس بات پر کہ زمانہ سابق میں ہادیوں (رسولوں) کا آنا
تمھارے نزدیک بھی مسلم ہے اون کے حالات سے اپنے رسول محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے حالات کو ملا کر آپ کی سچائی کو معلوم کر سکتے ہو چنانچہ بعض جگہ
اسکی تصریح بھی فرما دی گئی ہے قل ما کنت بدعا من الرسل (سورہ احقاف)
یعنے میں کچھ نیا رسول نہیں آیا ہوں (رسول ہمیشہ آتے رہے ہیں) دوسری جگہ
فرمایا ہے ام لم یعرفوا رسولھم فھم لہ منکرون۔ (سورہ مومنون) یعنے کیا
انہوں نے اپنے رسول کو پہچانا نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ضرور پہچان لیا۔ ہے
مگر فساد کیوجہ سے انکار کیے جاتے ہیں۔ اور ایک جگہ فرمایا ہے یعرفونہ کما
یعرفون ابناءھم (یہ جملہ قرآن میں کئی جگہ آیا ہے) یعنے منکرین حضور کو ایسا
پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ جب یہ بات ہے کہ حضور کے
حالات انبیاء سابقین سے بہت ملتے جلتے۔ بلکہ بہت بڑھے چڑھے ۴۴
ہیں تو آپکی تکذیب کا انجام بھی وہی ہوگا جو اونکی تکذیب کا ہوا۔ اون کے
حالات میں سے یہ بھی تھا کہ معجزات رکھتے تھے جیسے عصا موسے علیہ السلام
کے لئے اور احیاء موتے عیسے علیہ السلام کے لئے وغیرہ۔ وغیرہ۔ لیکن کسی معجزہ
کو بلا اذن حق تعالیٰ کے نہیں دکھا سکتے تھے دیکھو عصا موسوی جادوگروں
کے تمام جادو کو نگل گیا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ نکیا کہ عصا کو حکم
دیتے کہ فرعون کو نگل جا کہ سب قصہ ہی ختم ہو جاتا۔ اور جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
مردوں کو زندہ کر سکتے تھے تو تمام عالم کے مردوں کو زندہ کیوں نہ کر دیا وجہ یہی
ہے جو حق تعالیٰ نے خود ارشاد فرمائی ہے وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ
الا باذن اللہ یعنے کسی رسول سے نہیں ہو سکتا کہ کوئی معجزہ دکھائے بلا اذن
حق تعالیٰ کے یہی حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ معجزات ضرور آپکے
ہاتھ پر دکھائے جا سکتے ہیں لیکن اذن الٰہی شرط ہے اور جبکہ ہم ثابت کرائے ہیں

(ح) کہ معجزہ حق تعالے کا فعل ہے ظہور اوس کا بجانب اللہ رسول اللہ کے ہاتھ پر ہوتا ہے۔ اور حق تعالیٰ اوس کے اظہار کے موقع محل کو ہم تم سے زیادہ جانتے ہیں تو یہ کوئی ضروری بات نہیں کہ جس وقت کوئی کسی معجزہ کا مطالبہ کرنے کھڑا ہو۔ اوس کی مرضی کے موافق فوراً معجزہ دکھا دیا جاوے یہ تو بازیچۂ اطفال ہوگا۔ تو جملہ ولکل قوم ھاد سے یہ مضمون پیدا ہوا کہ جو عمل درآمد حق تعالے کا معجزات کے بارہ میں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رہا وہی حضورؐ کیساتھ ہے کہ معجزات دکھلائے جا سکتے ہیں (چنانچہ بہت سے دکھلائے گئے) لیکن یہ ضرور نہیں کہ ہر شخص کی خواہش کے موافق اور ہر وقت دکھلائے جاویں۔ غرض انما انت منذر کے ساتھ ولکل قوم ھاد کے ملانے سے معجزات کا امکان ثابت ہوگیا نہ کہ استحالہ۔ اور غور سے دیکھا جاوے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن کے ہوتے ہوئے کسی معجزہ کا مطالبہ بالکل فضول اور دق کرنا ہے اس واسطے کہ قرآن خود معجزہ ہے جو اون کے سامنے پڑھا جاتا تھا۔ اور معجزہ بھی کیسا علمی بھی اور عملی بھی نہ کوئی ایسے الفاظ بنا سکتا ہے نہ ایسے مضامین۔ اور جب کا معجز ہونا ثابت ہوچکا تھا اس تحدی (چیلنج) کا جواب کسی نے بھی نہیں دیا۔ فأتوا بسورۃ من مثلہ۔ فأتوا بعشر سور مثلہ۔ فلیأتوا بحدیث مثلہ۔ جب ہر وقت ایسا معجزہ جو سب معجزوں سے بڑھکر ہے اور جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے ان کے سامنے تھا۔ پھر اور معجزہ کا مطالبہ کرنا صرف دق کرنا نہیں تو کیا ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے بھی ایک موقع پر یہی جواب دیا ہے۔ وقالوا لولا انزل علیہ ایات من ربہ قل انما الایات عند اللہ وانما انا نذیر مبین اولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتب یتلی علیھم یعنے کفار کہتے ہیں کہ حضورؐ پر معجزات کیوں نہیں اتارے گئے۔ کہدیجئے معجزات حق تعالے کے پاس ہیں۔ میں تو صرف ڈرانے والا ہوں۔ کیا اونکو معجزات کے موقع پر ۲۴۵

(۷) یہ کافی نہیں ہے کہ ہم نے آپ پر کتاب اتاری ہے جو ان کے سامنے پڑھی جاتی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بالکل کافی ہے اور اس کے ہوتے کسی معجزہ کی ضرورت نہیں۔ اور سبحان اللہ قرآن کی کیا بلاغت ہے کہ اور جگہ اکثر لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ آیا ہے یعنے لفظ آیۃ بصیغہ مفرد آیا ہے۔ اور ہر جگہ اوس کے مناسب جواب دیا گیا ہے اور یہاں آیات من ربہ بصیغہ جمع آیا ہے اور جواب میں فرمایا گیا کہ کیا معجزہ قرآن کافی نہیں جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ تمام معجزات کی جگہ قرآن کافی ہے۔ غرض ایسا معجزہ ہوتے ہوئے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی اور معجزہ کا سوال محض دق کرنا تھا جو قابل التفات بھی نہیں یہ جواب ہوا آیت چہارم یعنے انما انت منذر ولکل قوم ھاد کا اور یہ جو کہا گیا تھا۔ کہ اس سے معلوم ہوا کہ منذر (رسول) کے لئے معجزہ ہونا ضروری
۲۴۰ نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ ہم بھی قائل ہیں کہ ضروری نہیں مگر ضروری نہ ہونے کو ناممکن اور محال ہونا لازم نہیں لیکن چونکہ قرآن سے اور اخبار صحیحہ سے معجزات کا وقوع ثابت ہے لہذا ان کو ماننا ضروری ہے ورنہ تکذیب قرآن لازم آئے گی جو کفر صریح ہے۔ اور اخبار صحیحہ کی تکذیب بھی خلاف عقل ہے جیسا کہ بار ہا بیان ہو چکا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ زید کہے کہ اس وقت مجھے بازار جانا ضروری نہیں تو اس سے یہ نہیں ثابت ہو سکتا کہ زید کا اس وقت بازار جانا ممکن اور اوس کی قدرت میں داخل ہی نہیں جیسا کہ ظاہر ہے حتے کہ اگر اس کے بعد خبر صحیح ملے کہ زید بازار گیا تھا تو اس خبر کی تکذیب نہیں کیجائے گی۔ تو منذر کے لئے معجزہ کا ہونا ضروری نہیں ہے۔ مگر ممکن ہے محال نہیں۔ ہاں چونکہ وہ فعل منذر کا نہیں ہوتا بلکہ حق تعالیٰ کا فعل ہوتا ہے اسلئے وہ کفار کی بلکہ منذر کی تجویز سے بھی نہیں ظاہر ہوتا۔ صرف حق تعالیٰ کی تجویز سے ظاہر ہوتا ہے۔ غرض آیت انما انت منذر سے معجزہ کا ناممکن ہونا

ح) نہیں ثابت ہوا۔ جیسا ابنائے زمان نے خیال کر رکھا ہے۔
اور سورہ رعد میں یہی جملہ دوبارہ بھی آیا ہے۔ ویقول الذین کفروا لولا انزل علیہ اٰیۃ من ربہ اس کے آگے بھی کسی معجزہ کو نہیں جتایا گیا۔ اسکی وجہ بھی ہمارے مخاطبین نے یہ تراشی ہے کہ کوئی معجزہ تھا ہی نہیں۔ اس کا جواب بھی اسی آیت کے دوسرے جملہ میں موجود ہے وہ یہ ہے قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب ۰ یعنے کہدیجئے کہ حق تعالےٰ گمراہ کرتے ہیں جسکو چاہیں اور راہِ حق دکھلاتے ہیں اپنی طرف اوس شخص کو جو رجوع ہوا اون کی طرف۔ حاصل جواب کا وہی ہے جسکو ہم بارہا مکرر ذکر آئے ہیں کہ بعض لوگوں کی غرض معجزہ طلب کرنے سے تحقیق حق نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ صرف دق کرنا منظور ہوتا تھا جیسے ابوجہل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا کہ بتایئے کہ میری مٹھی میں کیا ہے
۲۴۷ حضور نے فرمایا میں بتاؤں یا یہ کنکریاں خود بول اُٹھیں۔ کہا صورت دوم تو اور بھی زیادہ قابل تعجب ہے۔ بس وہ کنکریاں تسبیح پڑھنے لگیں اسکو دیکھ کر کنکریوں کو پھینک دیا۔ اور کہا یہ جادو ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں ؎

معجزہ جست از نبی بوجہل سگ ویدو تفزودش ازاں الا کہ شک

ایسے مطالبات کو ہر دم پورا کرنا لہو ولعب کے سوا کیا ہے۔ اسواسطے جواب میں حقیقت حال کو واضح فرما دیا۔ قل ان اللہ یضل من یشاء ویھدی الیہ من اناب (ترجمہ) کہدیجئے کہ اللہ تعالےٰ گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ہدایت کرتا ہے اپنی طرف اوسکو جو رجوع ہوتا ہے اوس کی طرف جس کا حاصل یہ ہے کہ تمہارے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے بعد بھی نتیجہ مترتب ہونے کے لیے ہماری مشیت شرط ہے یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم نہ چاہیں اور نتیجہ مترتب ہوجاوے۔ یعنے ہدایت ہوجائے جب یہ بات ہے تو معجزہ کے دکھانے کا

(ح) موقع بھی ہم ہی خوب سمجھتے ہیں جہاں طلب حق ہوگی اور نتیجہ مترتب ہونے کی امید ہوگی دکہایا جاوے گا اور جہاں طلب حق نہوگی اور نتیجہ کے مترتب ہونے کی امید نہ ہوگی تو معجزہ کا دکہانا فضول ہوگا۔ اسکی ایک علامت بھی بیان فرمادی ہے وہ لفظ من اناب میں بیان ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ جس کی طبیعت میں انابۃ الی اللہ ہو اوسکو ہدایت ہوتی ہے انابۃ الی اللہ کا حاصل بندہ کا تعلق خدا سے درست ہونا یعنے اپنے آپ کو بندہ اور عاجز سمجھنا اور خدائے تعالیٰ کو مالک اور قادر اور مختار مطلق سمجھنا جب ایسا ہوگا تو خدا کا خوف دل میں پیدا ہوگا اور اوس کے راضی کرنے کے ذرائع کی تلاش ہوگی وہ ذرائع رسول سے معلوم ہونگے تو اوسکے صدق کو دل قبول کرے گا۔ اس مضمون کو قرآن میں مختلف عنوانات سے ارشاد فرمایا گیا ہے۔ مثلاً قل انما اعظکم بواحدۃ ان تقوموا للہ مثنیٰ وفرادیٰ ثم تتفکروا ما بصاحبکم من جنۃ۔ (ترجمہ) کہدیجئے میں تمکو صرف ایک نصیحت کرتا ہوں کہ تم خالصاً لوجہ اللہ کہڑے ہوجاؤ ایک ایک الگ الگ یا دو دو ملکر پہر سوچو کہ تمہارے صاحب (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) کو جنون نہیں ہے بلکہ واقعی اور سچے رسول ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر خدا کو خدا سمجہکر غور کروگے تو حضورؐ کی رسالت کو ضرور مان لوگے۔ خدا کو خدا سمجہنا یہی ترجمہ انابۃ الی اللہ ہے جپر ہدایت کا وعدہ ہے۔ غرض اس آیت سے بھی معجزہ کی نفی نہیں ہوئی بلکہ معجزہ نہ دکہانے کی حقیقی وجہ بیان فرمادی کہ تم لوگ اس قابل نہیں ہو کہ معجزہ دکہایا جاوے۔ کیونکہ تم سے امید حق کو قبول کرنے کی نہیں کیونکہ اوسکی علامت انابۃ الی اللہ ہے اور وہ تم میں ہے نہیں۔ اور اگر اس آیت سے ذرا آگے چلیں تو یہ آیت ملتی ہے ولو ان قرانا سیرت بہ الجبال او قطعت بہ الارض او کلم بہ الموتیٰ (ترجمہ) اگر قرآن ایسا ہی ہوتا کہ اوس کے ذریعہ سے پہاڑوں کو حرکت دیجاتی یا زمین قطع کیجاتی یا مردوں سے بات چیت ہوسکتی جبز المحذوف ہے۔ یعنے جب بھی ایمان نہ لاتے۔ یہ آیت

(باقی آئندہ)

(حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب ظلہ کی تازہ تالیف)

خطبات الاحکام

اس میں جمعہ کے پچاس خطبہ ہیں تاکہ سال بھر تک ہر جمعہ کو نیا خطبہ پڑھا جاسکے اسکے علاوہ عیدین و نکاح استسقاء کے بھی خطبے درج ہیں اور سب خطبے نہایت سلیس ہیں اور باوجود جامع ہونیکے نہایت مختصر ہیں جو خطبوں میں محض ترغیبی مضامین ہیں حالانکہ ضرورت احکام کی بھی ہے اسواسطے ان خطبوں میں خاص اہتمام کے ساتھ ترغیب ترہیب کے علاوہ ضروری احکام بھی بیان کئے ہیں مثلاً علم کی فضیلت اسکی ضرورت عقائد کی درستی پاکی کی فضیلت ۔ نماز کی تاکید اور فضیلت ۔ قرآن شریف کا پڑھنا اور اسپر عمل کرنا ذکر اللہ اور دعا کی فضیلت ۔ نوافل کی فضیلت ۔ کھانے پینے میں اعتدال کا حکم نکاح کے حقوق کسب حرام سے پرہیز حقوق عام و خاص خلوت سفر کے آداب ۔ نیک کام کا امر کرنا اور برے کام کا روکنا ۔ آداب المعاشرت باطن کی اصلاح تہذیب اخلاق شکم اور شرمگاہ کی حفاظت زبان کی حفاظت ۔ مذمت غصہ کینہ حسد ۔ مذمت دنیا بخل اور مال کی محبت حب جاہ اور ریاکاری کی برائی تکبر اور خود پسندی کی مذمت دھوکہ کھانیکی مذمت توبہ کی فضیلت اور ضرورت صبر اور شکر کی فضیلت ۔ خوف و رجا ۔ فقر و زہد ۔ توحید اور توکل محبت اور شوق اور انس اور رضا ۔ اخلاص اور صدق ۔ مراقبہ اور محاسبہ تفکر اور سوچنا ۔ موت اور بعد موت کا ذکر ۔ یوم عاشورہ کے متعلق ہدایتیں صفر کے متعلق و ربیع الاول و ربیع الثانی کی رسوم ماہ رجب کے متعلق ہدایت ماہ شعبان کے احکام ماہ رمضان کی فضیلت روزہ کی فضیلت تراویح کی فضیلت شب قدر اور اعتکاف کی فضیلت عید الفطر کے احکام حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ ۔ ذی الحجہ کے احکام عید الفطر کی فضیلت نیز عید الضحی استسقاء کی نماز منجملہ اور خوبیوں کے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اسمیں تمام احکام قرآن و حدیث ہی سے ثابت کیے ہیں اور چونکہ خطبہ عربی زبان میں ہونا ضروری ہے اور اس کے ساتھ غیر عربی میں مضمون بیان کرنا خلاف سنت ہے اسواسطے خطبہ تو محض عربی ہی میں لکھا ہے مگر عوام کے مطالعہ کیواسطے اسکی آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ بھی آخر میں شامل کردیا گیا ہے ۔ اگر اسکو نماز کے بعد وعظ کی جگہ سنا دیا جاوے تب بھی مفید ہوگا قیمت عام ۱۲ اعلیٰ ۱۲

ملنے کا پتہ حاجی محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کی کمیاب مواعظ کا نیا رسالہ

الابقاء

ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند عالم نے اس زمانہ پرفتن میں عالی جناب فیض مآب عمدۃ العارفین زبدۃ الکاملین جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب ظلہم العالی کو صلاح امت کے واسطے پیدا فرما کر مسلمانان ہند کے لئے خصوصاً اور دیگر ممالک کیلئے عموماً ایک نعمت عظمیٰ بنایا ہے جو اس زمانہ میں جبکہ ہر چہار طرف سے گمراہی کی گھٹائیں اُمنڈ رہی ہیں تحریراً و تقریراً احقاق حق کو ممتاز کرنے کی خدمت میں یکتائے زمانہ ہیں اُن کے فیض سے بیشمار مخلوق خدا علماً و عملاً فیض یاب ہو رہی ہے اور اُن کی خدمت میں حاضر ہونا کیمیائے سعادت ہے خصوصاً آپکے مواعظ سے جو فائدہ عوام و خواص کو ہوا ہے وہ کسی صاحب نظر پر پوشیدہ نہیں ہے مواعظ متفرقہ کا باوجود بار بار طبع ہونے کے پھر کمیاب ہونا قبولیت عامہ کی بین دلیل ہے ان نایاب مواعظ کی تلاش میں عامۃ المسلمین کی پریشانی اور سرگردانی کیوجہ سے احقر کو خیال ہوا کہ اگر ان ختم شدہ اور کمیاب مواعظ کو ماہ بماہ ایک "رسالہ" کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو شائقین مواعظ کیواسطے از حد مفید ہوگا۔

بایں خیال احقر نے ایک رسالہ موسومہ "الابقاء" بنام خدائے عزوجل رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ سے جاری کر دیا ہے جسکی ضخامت معہ ٹائیٹل ۳۲ صفحات ہیں اور انشاء اللہ یہی ہوا کرے گی اور ہر ماہ قمری کی پندرہ تاریخ کو شائع ہو جایا کریگا جسکی سالانہ قیمت عہ ہے حضرت مولانا موصوف مدظلہم العالی کے مواعظ کے قدردان خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ یہ صورت حضرات شائقین کے واسطے کس قدر امید افزا ہے اُمید ہے کہ ان جواہر گم گشتہ کے متلاشی جلد از جلد رسالہ مذکورہ کے خریداران میں اپنا نام لکھوا کر حضرت والا کے علوم سے مستفید ہونے کی کوشش فرمائیں گے نیز اپنے احباب کو بھی ترغیب دیکر الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق بنیں گے۔

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک عہ ہے اور وی۔ پی۔ کی صورت میں ۲ر فیس رجسٹری اور ۲ر فیس منی آرڈر کا اضافہ ہو کر عہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔

المشتہر محمد عثمان کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

[illegible]

اشتیاق ہی اس کا محرک ہوا۔ ضخامت (۱۹۲) صفحات قیمت عہ ملنے کا پتہ۔ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ على الناس على مكث ونزلناہ تنزيلاً

چوں آیت مصرح فوائد است مثلاً نافعیت تعلیم تدریجی برائے

عامۂ ناس حاضر باشد یا بادی و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی تفسیر و تکمیل است

برمقاصد مبادی پس اتباعاً للنص المزبور صحیفہ شہریہ کہ متدرج بہت درج شہور

مسمی بہ

الہادی

نمبر ۳	بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۹ھ	جلد

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہادی مذکر ست و رہبر مجلس نادی

و مسکن ست برائے ہر طالع و صادی بعد ختم ترجمہ رسالۃ الانوار المحمدی و تسہیل المواعظ

و حل مشتبہات کلید مثنوی و تشرف و حل القرآن و امثال آن عن سیرۃ الصدیق کہ اکثر آں مستفاد است

از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی باہتمام و ادارۃ محمد عثمان خاں عامی رہبر راہ اسلامی

در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی [illegible] برصد [illegible] گردد

سلہ ہٰذا التفسیر العام ماخوذ من حدیث قبض [illegible] بکتاب العدد قبض بالرجم ۱۲

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ رجب المرجب ۱۳۴۹ھ ہجری نبوی صلعم
جو بہ برکت دعاء حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہ العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی سے شائع ہوتا ہے۔

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	تفسیر حل القرآن	تفسیر	مولانا مولوی حبیب احمد صاحب سلمہٗ	۳/۱۰
۲	انوار الحج	حدیث	مولانا مولوی حافظ ظفر احمد صاحب سلمہٗ	۱۱/۱۸
۳	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہ	۱۹/۲۶
۴	کلید مثنوی	تصوف	″ ″ ″ ″	۲۷/۳۰
۵	التشرف حصہ دوم	″	″ ″ ″ ″	۳۱/۳۴
۶	امثال عبرت	″	″ ″ ″ ″	۳۵/۳۸
۷	حل الانتباہات	کلام	مولانا مولوی محمد مصطفٰے صاحب مدظلہٗ	۳۹/۴۲
۸	سیرۃ الصدیق	سیر	مولوی محمد صابر صاحب سلمہٗ	۴۳/۴۸

مقاصد وضوابط رسالہ الہادیؔ

۱- اِس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں +

۲- رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے

۳- ہر قمری مہینہ کی تیرہ تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب کرنے پر بعد اطلاع ہوتے ہی دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

۴- رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت ۲ ہے مع محصول ڈاک علاوہ اُن حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں سب حضرات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے اور وی۔پی کی صورت میں حسب شرح رجسٹری ۲ فیس منی آرڈر اضافہ کرکے ۲ کا وی۔پی بنتا ہے۔ اور ممالک غیر سے قیمت مع محصول ڈاک چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔ اور رسالہ ہذا معہ ٹائٹل کے ۴۸ صفحات کا ہوتا ہے۔

۵- ہر خریدار کو ابتدائی سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاولٰی سے شروع ہوتا ہے۔

۶- رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا +

۷- رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود ہیں مگر اُن کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بجائے ۲ مع محصول کے (۳) علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔

الراقم: محمد عثمان۔ مدیر رسالہ "الہادی" دریبہ کلاں دہلی

(اور چونکہ اونٹ کا گوشت تہا پس اسلئے اونٹ کا گوشت نہ ابراہیم پر حرام تھا اور نہ نزول توریت تک اونکی امت پر بلکہ صرف یعقوب نے اسے خود[۱] اپنے اوپر ایک خاص ضرورت[۲] سے حرام کرلیا تھا) آپ (ان سے) کہئے کہ اگر تم (اپنے اس دعوی میں) سچے ہو کہ یہ چیزیں ابراہیم کے وقت سے حرام ہیں) تو توریت لاؤ اور اوسے پڑہو ہم بھی دیکھیں کہ اس میں یہ مضمون کہاں ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرسکتے اور اس سے دعوی کا بے سند ہونا ظاہر ہے) پس جو اس (وضوح کذب) کے بعد بھی دانستہ خدا پر جھوٹ تراشیں گے وہ سراسر ظالم ہوں گے آپ (ان سے) کہدیجئے کہ خدا نے سچ کہا ہے (اور واقعہ یہی ہے کہ ابراہیم پر یہ چیزیں حرام نہ تھیں) پس تم ابراہیم کے (اصلی) مذہب کا اتباع کرو بحالیکہ وہ سیدہے مسلمان تہے اور مشرکین میں سے نہ تہے (اور ان کی طرف غلط باتیں منسوب کر کے اون کے اتباع کا دعوی نہ کرو اس سے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جو لوگ اپنے کو مسلمان کہہ کر اسلام کے خلاف عقائد و خیالات رکہتے ہیں. جیسے ہمارے زمانہ کے

۴۹ قادیانی وغیرہ. وہ درحقیقت مسلمان نہیں ہیں اور صرف اونکا دعوی اسلام کافی نہیں ہے چنانچہ یہود بھی اپنے کو متبع ابراہیم اور مذہب ابراہیم پر کہتے تہے مگر خدا نے اون کے اس دعوی کو تسلیم نہیں کیا اور ان کو اتباع ابراہیم کا حکم دیا آگے ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ میں ان کی عمارت کعبہ کا ذکر فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ابراہیم کی عظمت کا اس سے پتہ چلتا ہے کہ) سب سے پہلا گھر جو لوگوں (کی عبادت) کے لئے (خدا کی جانب سے) مقرر کیا گیا ہے وہ (گھر) ہے جو کہ بابرکت اور موجب ہدایت عالم ہونے کی حالت میں (شہر) مکہ میں (واقع) ہے (جو کہ انہیں ابراہیم کا بنایا ہوا ہے) اوس میں (اوسکی فضیلت کی)

---

[۱] یرشدنا الیہ قولہ تعالی علی نفسہ والاستثناء منقطع او متصل ان کان یعقوبہ اخلاقی بنی اسرائیل تغلیبا - ۱۲ منہ

[۲] وہ ضرورت یہ تہی کہ اون کو عرق النسا کا مرض تہا جس کی وجہ سے اونہوں نے نذر مانی کہ اگر خدا مجھے شفا دیدے تو میں اپنے اوپر سب سے زیادہ محبوب چیز حرام کرلوں گا جب آنکو شفا ہوگئی تو انہوں نے اونٹ کا گوشت کہانے کی قسم کہائی ۱۲

کھلی نشانیاں (موجود) ہیں (جن میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے (جوکہ ایک محترم
پتھر ہے جسپر ابراہیم نے کھڑے ہوکر کعبہ کی تعمیر کی تھی جس کی وجہ سے اوسکو
یہ عزت دی گئی کہ اوس کے پاس لوگوں کو نماز پڑھنے کی ہدایت کی گئی) اور (دوسری
نشانی یہ کہ حضرت ابراہیم کی دعا سے اوسکو یہ عزت حاصل ہے کہ) جو اوس میں
(یا اوس کے متعلق مقامات میں) داخل ہو جاوے وہ (قانونًا) مامون ہو جاتا ہے
اور (تیسری نشانی یہ کہ) اس گھر کا حج لوگوں پہ لازم ہے۔ (مگر سب پر نہیں بلکہ
صرف) اونپر جو قادر ہوں اوس تک (پہونچنے کی) راہ (یعنی زادو راحلہ) پر
(بشرالطہا یہ باتیں ایسی ہیں جنکو ماننا لازم ہے) اور جو نہ مانے تو (خود اسی کا
نقصان ہے خدا کا کچھ ضرر نہیں کیونکہ) خدا تمام جہان سے بے نیاز ہے (لہذا
اوسکو اون کے ایمان سے فائدہ ہوا اور نہ کفر سے ضرر ہو۔ اس مضمون سے چند باتیں مفہوم ہوئیں اول حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی عظمت جنکی نسبت سے خانہ کعبہ کو یہ شرف حاصل ہوا دوم خانہ کعبہ کی عظمت کہ اوس کے بانی ایسے بڑے شخص ہیں
۵۰ سوم خانہ کعبہ کا بیت المقدس سے مقدم اور اوس سے افضل ہونا چہارم دین ابراہیمی
کا افضل اور واجب الاتباع ہونا اور اہل کتاب ان سب باتوں کے مخالف تھے
خواہ عملًا خواہ اعتقادًا اسلئے حکم ہوتا ہے کہ جب یہ واقعات مسلم ہیں۔ اور
اہل کتاب ان کو نہیں مانتے تو) آپ (اُن سے) فرما دیجئے کہ اے اہل کتاب
تم کیوں خدا کی آیات کا انکار کرتے ہو (اور جو باتیں حق تعالیٰ تمہیں تعلیم کرتے ہیں
اون کو کیوں نہیں مانتے) حالانکہ حق تعالیٰ خود اون باتوں کے گواہ ہیں جو تم کرتے
ہو (اور اسلئے اونکو دوسرے گواہوں کی ضرورت نہیں جیساکہ دنیاوی حکام کا
قاعدہ ہوتا ہے اور اس بنا پر تمہارے لئے جرم کے انکار کی ذرا بھی گنجایش نہیں جیساکہ
دنیاوی سلطنتوں کے مجرموں کو ہوتی ہے مثلًا یہ کہ جرم کے وقت گواہ موجود
نہیں ہیں یا گواہ موجود ہیں لیکن سمجھتے ہیں کہ ہم انہیں توڑ لیں گے یا اپنی
صفائی سے اون کے ثبوت کو بیکار کر دیں گے) آپ (اون سے یہ بھی) کہہ
دیجئے کہ تم (شرارتیں کر کے) مسلمانوں کو راہ خدا سے کیوں روکتے ہو

(یعنی) کہ تم اوسکی کجی کے خواہاں ہو (اور چاہتے ہو کہ اس سیدھے رستے کو اپنی شبہات
سے اونکی نظر میں کج بنادو یا اوسمیں رخنہ اندازی کرکے واقع میں اوسکو کج بنادو مثلاً
یہ کہ اونمیں عداوت کی آگ مشتعل کرکے اونکو آپس میں لڑادو۔ جیسا کہ تم میں سے
ایک شخص شاس بن قیس نے اوس وخزرج مسلمانوں کے دو قبیلوں کو اون کی
جاہلیت کے جھگڑے یاد دلاکر اونکو آپس میں لڑانے کی کوشش کی) حالانکہ تم
باخبر ہو (اور جانتے ہو کہ یہ برا کام ہے) اور (یہ واضح رہے کہ) حق تعالے
اون کاموں سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو (اسلئے وہ تم کو سخت سزا دینگے اہل کتاب
کو تنبیہ فرماکر مسلمانوں کو متنبہ کرتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اہل کتاب تو نصیحت کیا
مانیں گے اسلئے تم کو متنبہ کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ) اے مسلمانوں اگر تم اہل
کتاب میں سے کسی جماعت کا کہنا مانوگے (جیسا کہ ابھی تم اون کی خواہش کے
موافق لڑنے پر تیار ہو گئے تھے) تو وہ تمہیں تمہارے مومن ہوجانے کے بعد
۵۱ دوبارہ کافر بنادیں گے اور (تم سوچو بھی کہ) تم کیسے کافر ہوجاؤگے (یعنی تمہارے
لیئے اسکی گنجایش کب ہے) بحالیکہ تمہاری حالت یہ ہے کہ تمہارے سامنے خدا کی
آیتیں پڑھی جاتیں ہیں اور تم میں اوس کا رسول موجود ہے (اور اسوجہ سے تمہارے
لیئے غلط فہمی کی گنجایش نہیں جیسا کہ تم سے بعد کے لوگوں کے لیئے ہے جب کہ
نہیں ہے تو تم خدا کو پکڑے رہو۔ اور (یاد رکھو کہ) جو کوئی خدا کو پکڑے رہیگا (یعنی
اوس کے دین سے نہ ہٹیگا) وہ سیدھے رستے پر لایا ہوا ہے (جس سے اوسے
ہٹنے کی ضرورت نہیں اور اگر ہٹیگا تو اوس کے لیئے مضر ہوگا ٭

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ
تُقَاتِهٖ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ
وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا
تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ
عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ

اے مسلمانوں تمکو (اپنی مقدور بھر) خدا سے
یوں ڈرتے رہنا چاہئے جیسا کہ اوس سے
ڈرنا چاہئے (اور کسی کے بہکانے سے
یا کسی اور وجہ سے کوئی بات اوس کی
مرضی کے خلاف حتی الامکان نہ کرنی چاہئی)

قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا
وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ
فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا، كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ
اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ
تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ
الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ
عَظِيْمٌ ۝ يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ
وُجُوْهٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ
وُجُوْهُهُمْ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ
فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ
وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ
رَحْمَةِ اللّٰهِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ تِلْكَ
اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ
وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝
وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ع

اور (خاص کر جس وقت تم مرو اس وقت تو
اس کا بہت ہی لحاظ رکھنا چاہئے کہ) تم
کسی حالت میں نہ مرو بجز اس حالت کے
کہ تم (خدا کے) فرمانبردار رہو۔ (کیونکہ موت
سے پہلے کی مخالفتوں کی تو تلافی ممکن
ہی ہے اور مرنے کے بعد تلافی ممکن نہ ہوگی)
اور تم خدا کی رسی کو مجتمع ہونے کی حالت میں
مضبوط تھامے رہو (یعنی خدا کی اطاعت
کو نہ چھوڑو جو کہ تم کو حق تعالیٰ سے وابستہ
کرنے والی ہے) اور (خواہشات نفسانی
کا اتباع کر کے) متفرق (اور منتشر) نہ ہو
۵۲ (جیسا کہ ابھی تم ایک کافر کے دھوکے میں
آکر لڑنے پر آمادہ ہو گئے تھے) اور خدا کی
اس نعمت کو یاد کرو کہ تم آپس میں ایک
دوسرے کے دشمن تھے اور اوس نے
تمہارے درمیان الفت ومحبت پیدا
کر دی اور تم خدا کے اس انعام کی بدولت
آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم
(کفر کی بدولت) آگ کے گڑھے کے
کنارے پر (کھڑے) تھے اوس نے
ع ۴ تمہیں (ہدایت کر کے) اس (گڑھے) سے بچا دیا۔ (دیکھو) حق تعالیٰ تمہارے لئے
یوں صاف صاف احکام بیان فرماتے ہیں امید ہے کہ تم (ان کو توجہ سے سنو گے
اور ان پر عمل کر کے) سیدھے رستے پر رہو گے اور (یہ ہی نہیں کہ خود ہی سیدھے

رستے پر رہو بلکہ تمکو چاہیئے کہ) تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو کہ (دوسروں کو) بہبودی
کی طرف بلایا کرے اور اچھی باتوں کا حکم کرے اور بری باتوں سے روکے اور (یہ
سمجھ لو کہ) وہی لوگ پورے کامیاب ہیں (جو ایسا کرتے ہیں لیکن یہ بھی جاننا چاہیئے کہ
دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اہل وہی لوگ ہیں جو دین کو بخوبی
سمجھے ہوئے ہیں اور جو دین کی حقیقت ہی نہیں جانتے وہ اِن کے اہل نہیں ہیں اگر وہ
ایسا کریں گے تو خود بھی برباد ہوں گے اور دوسروں کو بھی تباہ کریں گے جیسا کہ ہمارے
زمانہ میں ہر شخص نے دعوت اور تبلیغ کو پیشہ بنا رکھا ہے اور ہر شخص واعظ اور مصلح
بن رہا ہے کیونکہ ان لوگوں سے دین کو بجائے فائدہ کے ضرر ہی پہونچتا ہے پس
جس شخص کو تبلیغ کا شوق ہو اوس کا فرض ہے کہ وہ خود علم حاصل کرے تاکہ وہ
اسکو دوسروں تک بلا تغیر و تبدل صحیح طور پر پہونچا سکے اگر یہ نہ ہو تو کم از کم اتنا
تو ہونا چاہیئے کہ وہ کسی دیندار عالم کے ماتحت اور اوسکی ہدایتوں کا پابند رہ کر
اس کام کو کرے اور جہل اور خودرائی اور غلط جذبات کے ماتحت ہو کر اس کام کو کرنا دین ۵۴
کے لیے بھی خطرناک ہے اور مسلمانوں کے لیے بھی اور خود اوس کے لئے بھی) اور تم
ان جیسے نہ ہو جو کہ (دین میں) متفرق ہو گئے اور جنہوں نے (اسمیں نفسانیت سے)
اختلاف کیا بعد اس کے کہ ان کے پاس (حق کے) دلائل واضحہ آ چکے تھے (جیسے
یہود و نصاریٰ) اور (تمہیں ایسا کرنے سے اسلئے روکا جاتا ہے کہ) اونکو (ایسا
کرنے کی وجہ سے) بڑا عذاب ہو گا (یاد رکھو کہ تفرق و اختلاف وہ منہی عنہ ہے
جس کا منشا نفسانیت ہو یا وہ ایسے امور سے تعلق رکھتا ہو جو اجتہادی نہیں ہیں
اور جس اختلاف کا منشا دین ہو وہ منہی عنہ نہیں ہے بلکہ وہ ضروری اور لازم ہے
مثلاً کوئی مسلمان دین میں بدعت پیدا کرے اوس کی مخالفت لازم ہے۔ اگرچہ
اوس کا نتیجہ تفرق و اختلافات ہو کیونکہ یہ تفرق مخالفت کرنے والوں کی طرف سے
نہیں بلکہ اوس بدعت نکالنے والے کی طرف سے ہے خوب سمجھ لو آجکل دنیا پرست
لوگ اس بلا میں مبتلا ہیں کہ وہ اہل حق پر طعن کرتے ہیں کہ وہ فرق باطلہ کے ساتھ

اتفاق کیوں نہیں کرتے اور دین میں تفرقہ کیوں ڈالتے ہیں۔ افسوس یہ نادان اتنا نہیں
سمجھتے کہ تفرقہ ڈالنے والے اہل حق نہیں بلکہ اہل باطل ہیں اوریں لئے ان سے کہنا
چاہیئے کہ تم نے اسلام کے خلاف روش اختیار کر کے دین میں تفرقہ کیوں پیدا کر
رکھا ہے تم حق کی پیروی کر کے اہل حق کے ساتھ اتفاق کیوں نہیں کرتے آگے اس
عذاب کا بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) جس روز کچھ منہ سفید ہوں گے اور کچھ
منہ سیاہ ہوں گے (اوس دن ان مختلف لوگوں کے ساتھ مختلف برتاؤ ہوگا) سو
جن کے منہ سیاہ ہوں گے (انکو یوں ڈانٹا جاوے گا کہ) کیا تمنے اپنے ایمان کے
بعد کفر کیا اچھا تو اب عذاب (کا مزہ) چکھو بدیں وجہ کہ تم کفر کرتے تھے اور جن کے
چہرہ سفید ہوں گے وہ لوگ خدا کی رحمت میں غرق ہوں گے (اور یہ لئے چندے
نہیں بلکہ) وہ اسمیں ہمیشہ رہیں گے (ف بعد ایمانکم میں میرے نزدیک وہ ایمان

فطری مراد ہے جو بحکم کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ وینصرانہ اویمجسانہ
۵ ہر شخص میں موجود ہوتا ہے واللہ اعلم) یہ خدا کی آیتیں ہیں جنکو ہم تمہارے
سامنے صحیح صحیح پڑھتے ہیں (اور انمیں جو کچھ سزا جزا بیان کی گئی ہے وہ ضرور
واقع ہوگی جس کا منشا خود لوگوں کے افعال اختیاریہ ہیں) اور (خود) خدا نے
تعالیٰ مخلوقات پر ظلم کرنا نہیں چاہتے (کہ انہیں خواہ مخواہ سزا دیں یا اون کے
اپنے افعال کا بدلہ نہ دیں) اور (اگر وہ کسیکو بلا جرم سزا دینا چاہیں یا کسی کے
نیک اعمال کا بدلہ نہ دینا چاہیں تو اونہیں اس کا حق بھی ہے اور اختیار بھی۔
حق اسلئے کہ) آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے (سب بلا شرکت غیرے)
خدا ہی کا ہے (اور مالک کو اپنی ملک میں ہر طرح کے تصرف کا حق حاصل ہے)
اور اختیار اسلئے کہ) تمام مقدمات اللہ ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے (اور وہ تنہا
اون کا فیصلہ کرے گا۔ اس لئے وہ جو چاہے کر سکتا ہے اور کوئی اوسکی مزاحمت
نہیں کر سکتا یاد رہے کہ بدلہ نہ دینے یا بے جرم سزا دینے کو جو ظلم کہا گیا وہ
بنا بر عرف کہا گیا ہے۔ ورنہ حقیقت کے لحاظ سے وہ ظلم نہیں جیسا کہ ابھی ظاہر

ہو چکا ہے۔ یہاں تک اہل کتاب کو دھمکی دیکر اب انکو دوسرے طریق سے سمجھاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ
تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ
لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا
لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ
الْفٰسِقُوْنَ ۝ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ؕ
وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ قف
ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ
الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ
اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ
وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا
يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَآءَ
بِغَيْرِ حَقٍّ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا
يَعْتَدُوْنَ ۝ لَيْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ
الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ
اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ ۝
يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ
عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ
وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَمَا
يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ؕ

اے مسلمانو! تم وہ بہتر جماعت ہو جو لوگوں
کے (نفع کے) لیے وجود میں لائی گئی ہو
(چنانچہ) تم لوگوں کو اچھی بات بتلاتے
ہو۔ اور بری بات سے منع کرتے ہو
اور خدا پر ایمان رکھتے ہو (برخلاف
دوسروں کے کہ انہیں یہ باتیں نہیں ہیں
اسلئے تم ان سے بہتر بھی ہو اور ان کو
نفع پہنچانیوالے) اور (جبکہ تمہاری
یہ حالت ہے تو) اگر اہل کتاب اپنی ضد
کو چھوڑ کر) ایمان لے آتے تو ان کے ٥٥
لیے بہتر ہوتا (کیونکہ وہ بھی بدتر حالت
سے نکل کر بہتر حالت میں آجاتے مگر
کیا کہیے وہ ایسا کرتے ہی نہیں چنانچہ)
کچھ لوگ انہیں سے مومن ہیں (جن کی
تعداد بہت کم ہے) اور بڑا حصہ ان کا
برابر نافرمانی پر جما ہوا ہے (لیکن اے
تم کو کوئی خطرہ نہ ہونا چاہیے کیونکہ)
وہ تم کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتے
بجز معمولی تکلیف کے اور اگر وہ تم سے
لڑیں گے تو جنگ میں تمہیں پیٹھ
دیں گے (اور شکست کھا کر بھاگیں گے)

وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ
كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ
وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ
وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝ مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ
هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ
فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ
ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ
وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ
۵ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا
عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ
مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۚۖ وَمَا تُخْفِيْ
صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا
لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝
هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا
يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ
كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۖ
وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ
مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ

اور بھاگنے کے بعد انکی مدد نہ کی جائے گی
(کہ کوئی انکی حمایت کے لیے تم سے لڑے
اور اس طرح وہ مغلوبی کے بعد انکو تم پر
غالب کردے) اور پھر ذلت کا سکہ جما
دیا گیا ہے جہاں کہیں بھی پائے جائیں
(اور اسلئے وہ ہر جگہ ذلیل ہی ہونگے
اور کہیں ان کی عزت نہ ہوگی خواہ وہ کچھ
بھی کریں) ہاں حق تعالیٰ کے تعلق اور
مسلمانوں کے تعلق سے (وہ اس
ذلت سے بچ سکتے ہیں اور وہ تعلق یہ کہ
وہ مسلمان ہوجائیں) اور وہ خدا کا
غضب لیکر پھرے اور ان پر پستی کا سکہ
بٹھادیا گیا (اور) یہ (سزائیں) اسلئے
(دی گئیں) کہ آیات خداوندی کا انکار
کرنا اور انبیاء کو ناحق قتل کرنا ان کا کام
تھا (اور) یہ (کفر و قتل) اسلئے (تھے)
کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے بڑھ جانا
ان کی عادت تھی (یہ حالت اکثر کی ہے
اور) سب یکساں نہیں ہیں (چنانچہ)
اہل کتاب میں سے ایک جماعت ایسی
بھی ہے جو کہ مستقیم الحال ہے (چنانچہ)
یہ لوگ اوقات شب میں اس حالت
میں خدا کی آیات پڑھتے ہیں کہ وہ نماز

باقی آئندہ

ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے اور مسلم کے الفاظ یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاریہ سے جن کا نام ام سنان ہے فرمایا کہ تمکو ہماری ساتھ حج کرنیسے کونسا امر مانع ہوا کہا ہمارے پاس صرف دو ہی اونٹ تھے ایک پر تو میرے شوہر نے حج کیا اور دوسرا ہمارے پاس چھوڑ دیا جس سے (ہم زمین وباغات میں) پانی بھرتے تھے حضور نے فرمایا کہ جب رمضان آئے تو تم عمرہ کرلینا۔ کیونکہ رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میری ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ **ف** مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ رمضان میں عمرہ کرنے سے فرض حج ذمہ سے اتر جائے گا جس کے ذمہ حج فرض ہو اس پر عمرہ رمضان کے بعد بھی حج فرض رہے گا۔ اور یہ ایسا ہے جیسا شب قدر کے بارہ میں ارشاد ہے کہ اسمیں جو عبادت کیجائے وہ ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس شب قدر میں عبادت کرکے ہزار مہینہ تک نماز و عبادت کی ضرورت نہیں، خوب سمجھ لو۔ مترجم

۲۵

(۳) حضرت ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ ام سلیمؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگیں کہ ابوطلحہ اور ان کے بیٹے نے تو حج کرلیا اور مجھے چھوڑ گئے حضور نے فرمایا اے ام سلیم رمضان میں عمرہ کرنا میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے (صحیح ابن حبان)

(۴) ام معقل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وداع کیا ہے اس وقت ہمارے پاس ایک اونٹ تھا جسکو (میرے شوہر) ابو معقل نے فی سبیل اللہ (وقف) کردیا تھا اور اسیوقت ہمارے اندر بیماری چلی جسمیں ابو معقل کا انتقال ہوگیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے واپس ہوئے (راوی کا گمان ہے کہ) حضور نے ام معقل سے فرمایا کہ تمکو ہمارے ساتھ چلنے سے کیا بات مانع ہوئی؟ ہم انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم تیاری کررہے تھے

عہ معقل محرکۃ ای رجعہ من سفرہ ۱۲ منہ

کہ ابو معقل فوت ہو گئے اور حج کرنے کے لیے ہمارے پاس ایک ہی اونٹ تھا جسکے متعلق ابو معقل نے یہ وصیت کر دی کہ اسکو فی سبیل اللہ (وقف) کر دیا جائے حضور نے فرمایا کہ تم اسی پر سوار ہو کر چلی آتیں کیونکہ حج بھی تو فی سبیل اللہ ہے۔ اچھا اب اگر تم کو یہ حج نہیں ملا تو تم رمضان میں عمرہ کر لینا کیونکہ (رمضان کا عمرہ) وہ بھی حج کے برابر ہے (ابوداؤد)

اور ترمذی نے اسکو مختصراً ان لفظوں سے روایت کر کے کہ رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے حسن غریب کہا ہے۔ اور ابن خزیمہ نے بھی اسکو مختصراً روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ حج و عمرہ بھی فی سبیل اللہ ہے۔ اور رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے یا حج کا قائم مقام ہے۔ اور ابوداؤد ونسائی کی ایک روایت میں ہے کہ ام معقل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی ہو گئی اور بیمار رہتی ہوں تو کیا کوئی عمل ایسا ہے جو میرے لئے حج کے قائم مقام ہو فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

(۳) ابو معقل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا رمضان کا عمرہ حج کے برابر ہے (ابن ماجہ) اور بزار نے اور طبرانی نے کبیر میں اس مضمون کو سند جید سے ایک ایسی حدیث میں ابو طلیق سے اس طرح روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کی ہمراہ حج کرنے کے برابر کونسا عمل ہے فرمایا رمضان میں عمرہ کرنا (حافظ منذری) فرماتے ہیں کہ ابو طلیق ابو معقل ہی کی دوسری کنیت ہے اسی طرح ان کی زوجہ ام معقل کی دوسری کنیت ام طلیق بھی ہے حافظ ابن عبد البر نمری نے اسپر تنبیہ کی ہے۔

حج میں تواضع وخاکساری اور حضرات انبیاء علیہم السلام کی اتباع میں گھٹیا کپڑے پہننے کی ترغیب

(۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ایک پرانے کجاوے اور پرانے کمبل پر (سوار ہوکر) حج کیا جو (قیمت میں چار درہم کے برابر تھا یا) اتنا بھی نہ تھا۔ پھر فرمایا اے اللہ! یہ ایسا حج ہے جس میں دکھلاوا ہے نہ شہرت کی طلب) (ترمذی در شمائل و ابن ماجہ) اور اصبہانی نے بھی اسکو روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ میں (بلا تردد) یہ ہے کہ وہ چار درہم کے برابر تھی اور طبرانی نے اوسط میں اسکو ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

(۲) ثمامہ رضہ سے روایت ہو کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کجاوہ پر حج کیا۔ اور وہ بخیل نہ تھے (بلکہ سخی تھے لیکن خاکساری اور تواضع کے لئے کجاوہ کو اختیار کیا) اور بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کجاوہ پر حج کیا اور وہ اونٹنی ہی آپ کی سواری کی تھی بلکہ اسباب کی تھی (بخاری)

(۳) قدامہ بن عبداللہ بن عمار سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رمی جمرہ کرتے ہوئے دیکھا خاکی رنگ کی اونٹنی پر نہ کسی کو (آپ کے سامنے سے) ہٹایا جاتا تھا نہ ہٹو بچو کہا جاتا تھا (صحیح ابن خزیمہ وغیرہ) ۲۷

(۴) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے کہ ایک میدان پر گذرے حضور نے پوچھا یہ کونسا میدان ہے لوگوں نے عرض کیا اس کا نام وادی ازرق ہے فرمایا گویا میں اس وقت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے ان کے بالوں کا کسیقدر لمبا ہونا بیان کیا جسکو داؤد راوی نے محفوظ نہیں رکھا (کہ آپ نے درازی کی مقدار کیا بیان فرمائی) وہ اپنے کان میں انگلی دیئے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف لبیک کہتے ہوئے رجوع ہو رہے ہیں اور اس میدان میں گذر رہے ہیں ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے بعد پھر ہم ایک گھاٹی پر گذرے آپ نے پوچھا کہ یہ کونسی گھاٹی ہے لوگوں نے عرض کیا یہ ثنیہ ہرشی ہے یا ثنیہ لفت (راوی کو شک ہے کہ انمیں کونسی گھاٹی بتلائی گئی) کیونکہ ثنیہ ہرشی جحفہ کے قریب ہے اور

عہ القطیفۃ کساء لہ خمل ۱۲ منہ

ثنیہ لغت کوہ قدید کی گھاٹی ہے ۱۲)

حضور نے فرمایا گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ ایک سرخ اونٹنی پر سوار ہیں اُن کے جسم پر اونی جبہ ہے اور اُن کی اونٹنی کی نکیل درخت کی چھال (سے بنی ہوئی) ہے (اس شان سے وہ) اس میدان میں لبیک کہتے ہوئے گذر رہے تھے۔

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسجد خیف میں (جو منیٰ میں ہے) ستر انبیاء علیہم السلام نے نماز پڑھی ہے منجملہ اُن کے موسیٰ علیہ السلام بھی تھے گویا میں اُن کو دیکھ رہا ہوں کہ اُن کے جسم پر دو قطوانی عبا ہیں اور وہ احرام باندھے ہوئے ایک اونٹ پر سوار ہیں جو قبیلہ شنوءہ کے اونٹوں میں سے ہے اس کی نکیل درخت کی چھال کی ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے دو زلفیں بھی ہیں (طبرانی در اوسط) اور اسکی سند حسن ہے۔

(۶) ابن عباس سے ہی روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں وادیٔ عسفان پر گذرے (جو مکہ سے دو منزل پر ہے) تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا اے ابوبکر یہ کون سا میدان ہے عرض کیا وادی عسفان ہے فرمایا کہ اس میدان میں ہود اور صالح علیہما الصلوٰۃ والسلام جوان اونٹنیوں پر جن کی نکیل چھال کی تھی سوار ہو کر گذرے ہیں اُن کی لنگیاں عبا کی تھیں اور چادریں دھاری دار کمبل کی وہ اس بیت عتیق کا حج کرنے آئے تھے

عہ قال المنذری ھرشی بفتح الھاء وسکون الراء بعدھما شین معجمۃ مقصور ثنیۃ قریب الجحفۃ ولفت بکسر اللام وفتحھا ایضا ھو ثنیۃ جبل قدید بین مکۃ والمدینۃ والخلبۃ بضم الخاء المعجمۃ وسکون اللام ھو اللیف کما جاء مفسرا فی الحدیث وقطوانیتان بفتح القاف والطاء المھملۃ جمیعا موضع بالکوفۃ تنسب الیہ العبی والاکسیۃ ۱۲ منہ

عہ عسفان بضم العین وسکون السین المھملتین موضع علی مرحلتین من مکۃ والبکرات جمع بکرۃ بسکون الکاف وھی الفتیۃ من الابل والنمرات بکسر المیم جمع نمرۃ وھی کساء مخطط ۱۲ منہ

(احمد وبیہقی) اور دونوں کی سند میں زمعۃ ابن صالح سلمۃ بن وہرام سے روایت کرتا ہے اور متابعات میں ان دونوں کی روایت کا کچھ حرج نہیں اور ابن خزیمہ وغیرہ نے تو ان سے احتجاج بھی کیا ہے۔

(۷) ابن عباسؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے سُرخ بیل پر سوار ہو کر قطوانی عبا زیب تن کر کے حج کیا ہے (طبرانی) اور اسکی سند میں لیث بن ابی سلیم ہے اور باقی سب راوی ثقہ ہیں۔

ف اوپر ایک روایت میں یہ آیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اونٹ پر سوار ہو کر حج کیا ہے اور وہی قوی ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ موسیٰ علیہ السلام شام سے بیل پر سوار ہو کر چلے ہوں پھر زمین عرب میں پہونچکر اونٹ پر سوار ہو گئے ہوں کیونکہ پتھریلی زمین میں بیل کا چلنا دشوار ہے واللہ اعلم۔

(۸) ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میدان روحا پر ستر انبیاء ننگے پیر عبا پہنے ہوئے اللہ ۲۹
کے گھر کا ارادہ کرکے گذرے ہیں جن میں اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام بھی تھے (ابو یعلی وطبرانی) اور یہ سند متابعات میں کچھ مضائقہ نہیں رکھتی ابو یعلی نے اسکو حضرت انس بن مالک کے واسطہ سے بھی روایت کیا ہے۔

(۹) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گویا میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ احرام کی حالت میں دو قطوانی عبا پہنے ہوئے اس میدان سے گذر رہے ہیں (ابو یعلی واوسط طبرانی) اسکی سند حسن ہے **ف** ان حضرات انبیاء علیہم السلام کو جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ظاہر میں اسکی حقیقت یہ ہے کہ آپکو ان حضرات کی پہلی حالت جبکہ وہ اپنی زندگی میں حج کو آئے تھے مکشوف ہوگئی اسی وجہ سے آپ نے لفظ تشبیہ کا استعمال فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اور ممکن ہے کہ اس وقت ان حضرات کی ارواح جسم مثالی کے ساتھ حضور کے

حج میں شریک ہونے کو آئی ہوں جیسا معراج میں آسمانوں پر حضور کے استقبال کو پہونچ گئیں اور مسجد اقصیٰ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھنے کو سب حضرات جمع ہو گئے تھے اور اس صورت میں لفظ تشبیہ کا استعمال اس بنا پر ہوگا کہ جسم اصلی اور جسم مثالی میں کچھ فرق ضروری ہے جسم مثالی میں کسی کو دیکھنا جسم اصلی میں دیکھنے کے برابر نہیں اس لیے جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کشفی طور سے جسم مثالی میں کرتے ہیں وہ حضرات صحابہ کے برابر نہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

(۱۰) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ (سچا) حاجی کون ہے؟ فرمایا جس کے بال (کنگھی تیل وغیرہ کے استعمال نہ کرنے سے) چکٹ رہے ہوں اور (بدن) میلا کچیلا ہو کہا حج (میں) کونسا (عمل) افضل ہے؟ فرمایا زور سے لبیک کہنا اور (قربانی کے ذریعہ سے جانور کا) خون بہانا کہا اور (وہ) سبیل کیا ہے (جسکی استطاعت پر حج فرض ہو جاتا ہے) فرمایا کھانے پینے کا سامان اور سواری (ابن ماجہ) بسند حسن اور ترمذی نے عبداللہ بن عمر ہی سے اسکو ان لفظوں سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس) آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ حج کس چیز سے فرض ہو جاتا ہے فرمایا زاد و راحلہ سے (یعنی کھانے پینے کا سامان اور سواری جس کے پاس ہو اس پر حج فرض ہے) ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور عبداللہ بن عمر کی ایک حدیث میں یہ مضمون گذر چکا ہے کہ تمہارا عرفات میں وقوف کرنا تو اسکی شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وقت دنیا کے آسمان پر تجلی فرماتے اور تمہارے اس عمل سے فرشتوں کے سامنے اپنی خوشی ظاہر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ میرے بندے میرے پاس پریشان حال

عہ الشعث بکسر العین ہو البعید العہد بتسریح شعرہ وغسلہ والتفل بفتح التاء المثناۃ فوق وکسر الفاء ہو الذی ترک الطیب والتنظیف حتی تغیرت رائحتہ والعج بفتح العین المہملۃ وتشدید الجیم ہو رفع الصوت بالتلبیۃ وقیل بالتکبیر والثج بالمثلثۃ ہو نحر البدن ۱۲ منہ

پریشان حال دور دراز کی مسافت طے کر کے میری جنت کی امید میں آئے ہیں (اس کے بعد بندوں کی طرف عنایت و رحمت سے متوجہ ہوتے اور ان کو اس طرح خطاب فرماتے ہیں کہ) میرے بندو! اگر تمہارے گناہ ریت کے (ذرات) یا بارش کے قطرات یا سمندر کے جھاگ کی برابر بھی شمار میں ہوں تو میں سب کو بخشدوں گا۔ میرے بندو! اچھا تم بخشے بخشائے واپس ہو جاؤ۔ اور جس کے لئے تم سفارش کرو اسکو بھی بخشدیا گیا۔ اور ابن حبان کی روایت میں ہے کہ جب عرفات میں وقوف کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کے آسمان پر تجلی فرماتے اور (فرشتوں سے) ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو! میرے بندے کیسے پریشان حال غبار آلود (ہوکر میرے پاس) آئے ہیں گواہ رہو۔ میں نے ان کے گناہ بخشدیئے اگرچہ وہ بارش کے قطرات کے برابر ہوں یا میدان عالج کے ذرات ریگ کے برابر۔

(۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمان کے فرشتوں کے سامنے عرفات (میں ٹھیرنے) والوں پر اپنی خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو! میرے ان بندوں کو دیکھو میرے پاس پریشان بال خستہ حال ہوکر آئے ہیں (احمد و صحیح ابن حبان و مستدرک حاکم) اور حاکم نے اسکو شیخین کی شرط پر صحیح بتلایا ہے اور باب فضیلت میں اس قسم کی اور بھی حدیثیں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ ۳۱

ف - مسلمانو! ذرا سوچو تو کہ حج کیسی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ حجاج پر عرفات میں خاص تجلی فرماتے اور خوش ہوکر ان کو اپنا بندہ فرماتے ہیں ؎

وہ اگر کہدے مجھے اپنا غلام　　سب سے پیارا نام ہو میرا یہی

اور ان کے دور دراز کی مسافت طے کرنے کو فرشتوں کے سامنے جتلاتے ہیں کہ دیکھو انہوں نے میری محبت میں کیسی مشقت اٹھائی اور کیسی صورت بنائی ہے آہ! عاشق کے لیے وہ وقت کیسا مسرت و خوشی کا وقت ہے جبکہ محبوب اسکی محبت کی داد دے رہا ہو ؎

ادائے حق محبت عنایتیست ز دوست — وگرنہ عاشق مسکین بہیچ خرسند است

چہ مبارک سحرے بود و چہ فرخندہ شبے — آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند

مسلمانو! اٹھو اٹھو! حج کو چلو محبوب کے گھر کی زیارت کرو محبت کا ثبوت دو اور محبوب کی طرف سے دادِ محبت لو دیکھو وہ فرشتوں کی جماعت کے سامنے تمہاری ذاتی محبت کو کتنی قدر کے ساتھ ظاہر فرماتے اور تم کو کیسے پیارے نام سے یاد فرماتے ہیں اگر اب بھی کسی کے دل میں جوشِ محبت نہ ہو تو وہ سُن رکھے ؎

بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد — کور بہ چشمے کہ لذت گیر دیدارے نشد

سالہا خونِ جگر و نافہ آہو جا گرفت — مشک شد اما چہ شد خال رخ یارے نشد

کار ما آخر شد و آخر ز ما کارے نشد — مشت خاکِ ما غبار کوچہ یارے نشد

اے اللہ سب مسلمانوں کو حج کا شوق عطا فرما! اور مالداروں کو حج کی توفیق دے اور اپنے اس ناچیز بندہ کی مشت خاک کو غبار کوچہ بیت اللہ و غبار کوچہ مدینۃ الرسول بنادے آمین ✽ ۳۱

احرام اور پکار کے لبیک کہنے کی ترغیب

(۱) عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ حج و عمرہ یکے بعد دیگرے کیا کرو کیونکہ یہ دونوں افلاس کو اور گناہوں کو ایسا دور کر دیتے ہیں جیسا بھٹی لوہے اور چاندی سونے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور پاکیزہ حج کا ثواب جنت کے سوا کچھ نہیں اور جو مسلمان دن بھر احرام کی حالت میں رہے آفتاب اُس کے گناہوں کو (اپنے ساتھ) لیکر ڈوب جاتا ہے (ترمذی) اور اس حدیث کو ترمذی نے حسن صحیح بتلایا ہے اور ترمذی کے بعض نسخوں میں "اور جو مسلمان" سے اخیر تک کا مضمون نہیں اور نسائی و صحیح ابن خزیمہ میں بھی یہ حدیث ہے

(باقی آیندہ)

مگر میں تو یہ نہیں توڑوں گا۔ چند روز میں دست بند ہو گئے جب بالکل تندرست ہو گیا تو مولاناؒ کے پاس آیا آکر سلام کیا مولاناؒ نے پوچھا بھائی کون ہو کہنے لگا میں ہوں افیم والا۔ اور دو روپے نکالکر مولانا کو دیے اور کہا کہ مولوی جی یہ افیم کے روپے ہیں مولانا نے فرمایا کہ بھائی افیم کے روپیہ کیسے۔ کہنے لگا کہ میں دو روپے مہینے کی افیم کھاتا تھا جب میں نے چھوڑ دی تو نفس بہت خوش ہوا کہ دو روپے ماہوار بچے میں نے نفس سے کہا کہ یہ دو روپے بچے تو ہرگز نہ دوں گا میں اپنے پیر کو دوں گا۔ دیکھئے اس شخص نے دین کو کس قدر خالص کیا کہ وہ دو روپے بھی اپنے پاس نہیں رکھے خیر یہ تو درمیان میں ایک بات آگئی تھی مقصود یہ ہے کہ ہمت وہ چیز ہے کہ وہ سب کچھ کرا دیتی ہے اگر ہمت کیجائے تو بری نگاہ کا چھوڑ دینا کیا مشکل ہے مگر افسوس ہے کہ لوگ اسکو ایسا ہلکا جانتے ہیں کہ جیسے حلال ہی سمجھتے ہیں حالانکہ حلال سمجھنا گناہ کا قریب کفر کے ہے مگر لوگ کچھ خیال میں نہیں لاتے اور سمجھتے ہیں کہ دیکھ لینے میں حرج کیا ہے اور بے باک شاعر نے تو اسکو ایک مثال میں بیان کیا ہے ؎

نگاہ پاک لازم ہے بشر کو روئے جاناں پر ۔۔۔ خطا کیا ہو گئی گر رکھدیا قرآن کو قرآں پر

اس میں ایک تو یہ کھلا دھوکا ہے کہ ناپاک نظر کو پاک سمجھا دوسرے اگر پاک ہی مان لیا جائے تو خوب سمجھ لو کہ شیطان اول اول تو اچھی نیت سے دکھاتا ہے۔ چند روز کے بعد جب عادت پڑ جاتی ہے اور محبت دل میں بیٹھ جاتی ہے تو پھر نگاہ کو ناپاک کر دیتا ہے تو بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ محبت ہی نہ کرو۔ اور محبت ہوتی ہے نظر سے پس نظر ہی نہ کرو۔ شاید حدیث میں ہے یا کسی بزرگ کا قول ہے اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ کہ نظر ایک تیر ہے شیطان کے تیروں میں سے۔ اور تیر بھی ایسا ہے کہ اس کے زخم کا نشان بھی معلوم نہیں ہوتا اور دل کے اندر اترتا چلا جاتا ہے یہ نظر ایسی چیز ہے کہ اس کا اثر پیدا ہونے کے بعد بھی مدت تک یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ہمکو تعلق ہو گیا۔ بلکہ جب کبھی محبوب جدا ہوتا ہے اسوقت دل میں

ایک جلن سی پیدا ہوتی ہے اوسوقت معلوم ہوتا ہے کہ محبت ہو گئی ہے اور جسقدر یہ جلن بڑھتی ہے اسیقدر خدا کی محبت کم ہوتی جاتی ہے اور اس سے خدا تعالے کو بہت غیرت آتی ہے۔ اور کیوں نہ آئے جب دنیا کے محبوبوں کو غیرت آتی ہے۔ مثنوی میں مولانا روم نے ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک شخص ایک عورت کے پیچھے چلا اوس نے پوچھا کہ تو میرے پیچھے کیوں آتا ہے کہنے لگا کہ میں تجھپر عاشق ہو گیا ہوں اس نے کہا میرے پیچھے پیچھے میری بہن چلی آرہی ہے وہ مجھ سے زیادہ خوبصورت ہے ہوس ناک تو تھا ہی فوراً پیچھے لوٹا جب یہ لوٹنے لگا تو اوس نے ایک دھول اس کے رسید کی اور کہا کہ مردود اگر تو عاشق تھا تو غیر پر کیوں نظر کی۔ محبت تو وہ چیز ہے کہ اگر تمام دنیا ہی حسینوں سے بھر جائے تو یہ محبوب کو چھوڑ کر ادھر متوجہ نہ ہو حضرت مولانا گنگوہیؒ فرمانے لگے کہ اگر ایک مجلس میں حضرت جنیدؒ اور حضرت حاجی صاحبؒ دونوں ہوں تو ہم حضرت جنید کی طرف توجہ بھی نہ کریں گے۔ ہاں حضرت حاجی صاحب اونکو دیکھیں اون سے فیض حاصل کریں۔ لیکن ہمیں جو کچھ حاصل کرنا ہو گا ہم حاجی صاحب ہی سے حاصل کریں گے سو محبت تو ایسی چیز ہے۔ یہ کیسی محبت ہے کہ دعوی خدا کی محبت کا اور لڑکوں سے تعلق۔ یہ دونوں باتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔ پھر لڑکوں سے بھی تعلق عشق کیوجہ سے نہیں ہے بلکہ پیٹ بھر کر روٹی ملتی ہے یہ اوس کا فساد ہے اگر چار دن کھانے کو نہ ملے تو سب عاشقی بھول جائیں۔ تو یہ نفس کی شرارت ہے عشق نہیں ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ عشق اونہیں کو ہوتا ہی جن کو فرصت اور فراغت ہے۔ ورنہ جو لوگ کسی کام میں مشغول ہیں اون کو کبھی ایسی شرارت نہیں سوجھتی جیسے کہ شتہ کار اور مزدوری لوگ ہیں۔ اس واسطے اوس کا علاج یہی ہے کہ اپنے کو کسی ایسے کام میں لگا دو جس میں کھپ جاؤ۔ اگر دین کا نہ ہو تو دنیا ہی کا کوئی جائز کام کرو حکیموں نے بھی اس مرض کے متعلق یہی لکھا ہے کہ یعرض للبطالین کہ یہ مرض نٹھالی اور نکمے لوگوں کو ہوتا ہے۔ افسوس ہے خدا تعالی نے

فراغت اور فرصت اسلئے دی تھی کہ دین کا کام کریں مگر زیادہ ایسے ہی لوگ محروم رہے
فراغت اور فرصت خدا تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے مگر افسوس ہے کہ ہم قدر نہیں کرتے
اور اس بیکاری میں اپنے پیچھے یہ علتیں لگا لیتے ہیں اور زیادہ افسوس یہ ہے
کہ میں نے بعض درویشوں کو دیکھا ہے کہ ان کے پاس ایک ایک لڑکا پلا ہوا ہے
اور کہتے ہیں کہ ان کے حسن و جمال میں خدا کے حسن کا جلوہ ہے شیخ سعدی رح
نے لکھا ہے کہ بقراط حکیم نے ایک شخص کو ناچتے ہوئے دیکھا پوچھا اسکو
کیا ہوا۔ معلوم ہوا کہ کسی خوبصورت لڑکے کو دیکھ کر بیخود ہو گیا کہ اس میں
جلوۂ حق نظر آیا کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ اسکو لڑکے کے اندر تو جلوۂ حق
نظر آیا میرے اندر کبھی نظر نہیں آیا۔ یہ تو بقراط کا قول ہے اس کا جاہے اعتبار نہ کرو
لیکن شیخ سعدی رح کی بات کا تو اعتبار کروگے وہ اس کے آگے لکھتے ہیں ؎

محقق ہماں بیند اندر ابل کہ در خوبرویان چین و چگل

یعنی صاحب نظر اونٹ کے اندر بھی وہی جلوۂ حق دیکھتا ہے جو حسینوں میں نظر آتا
ہے۔ ایک بزرگ تھے پنجاب میں انکی بابت ایک دوست بیان کرتے تھے کہ انکی
یہ حالت تھی کہ جب کوئی خوبصورت مکان دیکھتے تو وجد کرنے لگتے اور یہ حالت
تھی کہ ان کے سامنے کوئی کواڑ نہ کھول سکتا اوسکی آواز سے انکو حال آجاتا تھا
اسیطرح پنکھے کی آواز سے بھی یہی کیفیت ہوجاتی تھی اس واسطے کوئی اون کو پنکھا
نہ جھل سکتا تھا تو ایسا شخص اگر کسی حسین آدمی کو بھی دیکھ کر وجد کرنے لگے تو یہ
اونکی ایک حالت ہے اور جسکو اور چیزوں میں تو جلوۂ حق نظر نہ آئے اور حسین
لڑکوں میں جلوۂ حق نظر آئے تو یہ صرف بدمعاشی ہے اور یہ ایسا مرض ہے
کہ ان درویشی کا دعویٰ کرنے والوں میں مدت سے چلا آتا ہے مولانا رومؒ
جو ساتویں صدی میں گذرے ہیں ایسوں ہی کے حق میں فرماتے ہیں۔ کہ ان
پاجیوں کے نزدیک خیانت اور لواطت کا نام درویشی رہ گیا ہے اس سے معلوم
ہوا کہ یہ بہت پرانا مرض ہے اور سب سے اول لوط علیہ السلام کی قوم میں پیدا ہوا تھا

شیطان نے ان لوگوں کی راہ ماری حدیث میں ہے کہ قوم لوطؑ پر عذاب نازل ہوا کہ پانچ بستیوں کو حضرت جبریل علیہ السلام نے بازو پہ اٹھایا اور آسمان تک لیجا کر گرا دیا۔ یہ دکھلا دیا کہ تمہاری مت اولٹی ہوگئی تھی اسلئے سزا بھی تمہیں اُلٹنے کی دی گئی۔ غرض کہ اول تو اصل گناہ ہی کی اسوقت کثرت ہے دوسرے اس لحاظ سے کہ جو چیزیں اوسکی ذریعہ اور وسیلہ ہیں وہ بھی اوسی کے حکم میں ہیں جیسے لذت کے لیے باتیں کرنا۔ نظر کرنا۔ تو اس لحاظ سے شاید ہی کوئی اس گناہ سے بچا ہوگا اسی طرح اجنبی عورت یا بے داڑھی مونچھ کے لڑکے سے گانا سننا یہ بھی ایک قسم کی بدکاری ہے اور تو اور اگر کسی لڑکے کی آواز سننے میں نفس کی شرکت ہو تو اوس سے قرآن سننا بھی جائز نہیں۔ اکثر لوگ لڑکوں کو تحت کی غزلیں یاد کرا دیتے ہیں یہ بھی جائز نہیں ہے۔ مسئلوں کی کتابوں میں یہاں تک لکھا ہے کہ اگر بے داڑھی مونچھ کا لڑکا خوبصورت ہو کہ اوسکی طرف نفس کو رغبت ہوتی ہو اوسکی امامت بھی مکروہ ہے اور نابالغ کے پیچھے تو نماز ہی نہیں ہوتی۔ حالانکہ جب وہ امام بنکر کھڑا ہوگا تو قرآن ہی پڑھے گا مگر بلا ضرورت اسکی بھی اجازت نہیں دی گئی۔ تاکہ نفس کو اسکی طرف رغبت نہو۔ دوسرے یہ بھی وجہ ہے کہ لڑکوں کا اعتبار ہی کیا۔ عجب نہیں کہ وہ بے وضو ہی پڑھا دیں۔ مجھ سے خود ایک لڑکا کہتا تھا کہ میں نے بعض مرتبہ بے وضو نماز پڑھائی اور دوسرا واقعہ سنئے۔ دو لڑکے نماز پڑھنے کھڑے ہوئے ان میں ایک امام تھا دوسرا مقتدی۔ ایک نے دوسرے کے پیر میں گدگدی کی۔ خوب کہا ہے کسی نے کہ بچہ تو بچہ ہی ہے چاہے ولی کیوں نہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ علماء نے خوبصورت لڑکے کی امامت کو ناجائز لکھا ہے جوان یا درمیانی عمر کی عورت کو مسجد میں آنے سے منع کیا ہے۔ البتہ بوڑھی کے لیے ہمارے امام صاحب نے تو نہیں لیکن اور اماموں نے اجازت دی ہے کہ اوس میں فتنہ نہیں ہے مگر یہ اونہوں نے اپنے زمانہ کی حالت دیکھکر اجازت دی تھی۔ آج تو ایسی گندی طبیعتیں ہوگئی ہیں کہ اسکو بالکل ناجائز کہا جائیگا۔

اگرچہ بڑھیا ہی ہو۔ ایک بادشاہ کی حکایت سنی ہے کہ اوس کے سامنے سے ایک بیوہ عورت
نکلی جو کہ بے انتہا بدصورت تھی اور ایسے برے کپڑوں میں کہ دیکھ کر گھن آتی تھی مگر حمل سے
تھی۔ بادشاہ نے وزیر سے کہا کہ پتہ چلاؤ کہ یہ حمل کس کا ہے۔ اِس عورت کی طرف کس کو
رغبت ہوئی ہوگی وزیر تحقیقات کرتے کرتے پریشان ہوگیا مگر پتہ نہ چلا۔ بادشاہ کی خفگی
بڑھنے لگی۔ ایک روز وزیر اس پریشانی میں کسی سڑک پر گذر رہا تھا کہ ایک شخص کو جو نہایت
تکلف کا لباس پہنے ہوئے ہی دیکھا کہ ایک گندہ پرنالے کے نیچے جس میں پیشاب
وغیرہ گرتا تھا۔ ایک دوات لئے ہوئے کھڑا اوس میں پانی ڈال رہا ہے۔ بڑی حیرت ہوئی۔
اور اوسکو پکڑ لیا پوچھ گچھ کرنے سے معلوم ہوا کہ ان ہی صاحب کا اوس عورت کو
حمل تھا۔ پس اس زمانہ میں بڑھیوں کو بھی اجازت دینے کی گنجایش نہیں ہی سب کا
کورو کنا چاہیئے۔ غرض کہ جب دین کے پیشواؤں نے شہوت کے ساتھ قرآن سننا
بھی گوارا نہیں کیا تو غزلیات پڑھانے سننے کی اجازت کب ہو سکتی ہے
17 افسوس ہے کہ شرع سے بے پروائی کیوجہ سے اب ان باتوں کا ذرا خیال نہیں
کیا جاتا۔ بہت سے واعظ جہاں عورتیں جمع ہوتی ہیں خوش آوازی سے شعر
پڑھتے ہیں یہ بالکل ہی دین کی مصلحت کے خلاف ہے۔ میں خدا کا شکر ہے
جہاں عورتیں ہوتی ہیں بہت زیادہ اس کا خیال رکھتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے ایک مرتبہ سفر میں ایک غلام کو عورتوں کے سامنے شعر پڑھنے سے روکا
حالانکہ وہ اونٹوں کو تیز چلانے کے لئے پڑھتا تھا اور فرمایا کہ رُوَیْدَکَ یَا اَنْجَشَۃُ
لَا تَکْسِرِ الْقَوَارِیْرَ کہ اے انجشہ رہنے دے شیشیوں کو مت توڑے ڈال۔
شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں مطلب یہ کہ عورتوں کا دل بہت نرم ہوتا ہے
ایسا نہو کہ خوش آوازی سے اون کے دل میں کوئی فساد آجائے تو جب اس
زمانہ میں کہ سب پر دینداری کا غلبہ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اجازت
نہیں دی تو آج کیسکو اجازت ہو سکتی ہے خاص کر جب کہ خود عورتیں یا لڑکے ہی پڑھنے
والے ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس گناہ کو طاعون میں خاص دخل ہے اور اسکی

وجہ سے طاعون زیادہ ہوتا ہے باقی ناراضی تو ہر گناہ سے ہوتی ہے اور یہ گناہ ہی اصلی سبب ہیں طاعون کا تو جہاں طاعون آیا تو سمجھ لیجئے کہ اس سبب کی وجہ سے آیا ہے اب دوسری جگہ کے طاعون کی خبر سنکر اوس سبب کو معلوم کرکے یہ دیکھئے کہ وہ سبب ہمارے اندر ہے یا نہیں اگر ہے تو اوسکو چھوڑنا چاہئیے یعنی ہیں دوسروں سے عبرت حاصل کرنیکے پس دوسروں میں طاعون کو دیکھ کر اون سے عبرت پکڑو اور گناہوں سے توبہ کرو اور کچھ طاعون کی خصوصیت نہیں بلکہ جو مصیبت بھی آئے اوسکو کسی گناہ کا نتیجہ سمجھا کرو اور جب کسیکو مصیبت میں دیکھو اس سے عبرت حاصل کیا کرو۔ اسی طرح جب کوئی مرجائے تو سوچو کہ ہمارے لیے بھی یہ دن آنے والا ہے مگر اسوقت کچھ ایسی غفلت بڑھی ہے کہ مردے کو دیکھ کر بھی ہماری حالت ذرا نہیں بدلتی۔ میں خود اپنی حالت بیان کرتا ہوں کہ اول اول تو مردے کو دیکھ کر ایک عبرت سی ہوتی تھی۔ مگر اب تو عادت سی ہوگئی ہے۔ حالانکہ آخرت کی یاد کا شرع نے یہاں تک انتظام کیا ہے کہ جب گھوڑے پر سوار ہو تو حکم ہے کہ یہ آیت پڑھو سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ یعنی خدا کا فضل ہے کہ اوس نے اس جانور کو ہمارے لیے تابعدار اور ہموار بنا دیا ورنہ اوس کا تابع کرنا ہمارے طاقت سے باہر تھا اور ہم اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ تو اول خدا تعالیٰ کی نعمت کا شکر ہے اور پھر اون کے پاس لوٹنے کا ذکر ہے ظاہر میں ان دونوں باتوں کے اندر کچھ جوڑ نہیں معلوم ہوتا مگر غور سے دیکھو تو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ اے انسانو تم اس جانور پر سوار ہونے کے وقت ایک دوسری سواری کو بھی یاد کرو۔ اور سمجھ لو کہ تمہیں کسی دن تختہ اور چارپائی پر بھی سوار ہونا ہے جس میں تمکو رکھکر چار آدمی لیجائیں گے۔ اور اصل سواری وہی ہے جسپر سوار کر کے تمکو خدا کے ہاں پہنچا دیں گے۔ تو جب جانور پر سواری لیتے وقت بھی اس کے یاد کرنیکا حکم ہے تو مردے کو دیکھ کر تو یاد کرنے کا حکم کیوں نہ ہوگا۔ اوسوقت بھی یاد نہ کرنا بڑی سخت دلی کی بات ہے۔ اب لوگوں کی یہ حالت ہے کہ قبر پر بیٹھے ہیں اور

مقدمے کی باتوں میں مشغول ہیں اسیطرح اگر کسی کو مصیبت میں دیکھتے ہیں تو اوس سے اپنے لئے خوف نہیں کرتے یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اوسی تک رہے گی حالانکہ سمجھنا چاہیئے کہ اوس پر یہ مصیبت کیوں آئی۔ ظاہر ہے کہ گناہوں کی وجہ سے آئی تو ہم کو بھی گناہوں سے بچنا چاہیئے۔ اسی لئے حدیث میں ہے کہ جب کسی کو مصیبت میں پھنسا ہوا دیکھو تو کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِہٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا۔ یعنے خدا کا شکر ہے کہ اوس نے مجھکو اِس مرض سے بچائے رکھا جس میں تجھکو گرفتار کیا ہے تو اسمیں بھی اس طرف توجہ دلائی ہے کہ سبب مصیبت کا گناہ ہے۔ اور اس گناہ کیوجہ سے تمہارا پکڑا جانا بھی قریب تہا۔ اسپر شکر کرو کہ تمہیں نہیں پکڑا۔ لیکن یہ دعا آہستہ پڑھے کہ مصیبت زدہ کی دلشکنی نہو جیسا دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی نظاہر کرو۔ بعض لوگ دوسرے کی مصیبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا کرتے ہیں حالانکہ اونکو ڈرنا چاہیئے کیونکہ
19 مصیبت کا سبب تو ہم میں بھی موجود ہے ہمارے گناہ کیا کم ہیں کہیں ایسا نہو کہ ہم خود ہی مصیبت میں پھنس جائیں۔ بعض لوگ وہ ہیں کہ دوسرے کی مصیبت پر افسوس تو کرتے ہیں لیکن ساتہ ہی طعن بھی کر دیتے ہیں کہ یہ اسی قابل تہا اسکی بابت حدیث میں ہے کہ دوسروں کی مصیبت پر ہنسو مت ورنہ اوس کے بدلے تم مصیبت میں پڑجاؤ گے۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ اگر کوئی مانگنے والا تمہارے دروازے پر آئے تو اسی شکر میں اوسے دیدو کہ تم مانگنے نہیں گئے۔ اسی طرح مصیبت زدہ کو دیکھ کر بھی شکر اسی وجہ سے کرو کہ شاید ہم ہی اپنے ہی گناہوں کے سبب اس حالت کو پہونچ جاتے اسی قسم کی ایک عجیب حکایت بوستاں میں لکھی ہے کہ ایک شخص اپنی بیوی کے پاس بیٹھا کھانا کھا رہا تہا اس وقت ایک فقیر مانگنے آیا اس نے فقیر کو جھڑک دیا۔ اتفاق سے کچھ ایسی حالت بدلی کہ یہ شخص بالکل تباہ اور برباد ہوگیا۔ یہاں تک کہ جب بیوی کو روٹی کپڑا نہ دے سکا تو اوسکو بھی طلاق دیدی اور اس نے کسی اور مالدار سے نکاح کر لیا اتفاق سے اس مالدار کے دروازے پر

کوئی شخص مانگنے آیا اس شخص نے بیوی کو کہا کہ اوسکو بھیک دے آ وہ جو دروازے پر گئی تو وہاں سے روتی ہوئی لوٹی شوہر نے پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ فقیر میرا پہلا شوہر تہا پہلے یہ بہت مالدار تہا مگر ایک مرتبہ اسنے ایک فقیر کو سوال کرنے پر جھڑک دیا تہا اوسوقت سے یہ تباہ ہوگیا اور اس حال کو پہونچ گیا۔ اوس دوسرے شوہر نے کہا کہ وہ فقیر جسے اوس نے جھڑکا تہا میں ہی ہوں۔ خداتعالیٰ نے اوسکا یہ بدلہ دیا کہ اوس سے چھینکر مجھکو مال بہی دیا اور اسکی بیوی بہی دیدی تو خداتعالیٰ کی بڑی قدرت ہے پس دوسروں سے عبرت حاصل کرو۔ اور عبرت میں یہ بہی داخل ہے کہ جسکو کسی مصیبت میں دیکھو وہ شرع نے ہر جگہ ہمکو یہ بات یاد دلائی ہے مگر ہم بے فکر ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے کو گناہ سے جو اوس کا سبب ہے بری سمجھتے ہیں۔ اور بعض یہ سمجھتے ہیں کہ ہمکو طاعون۔ یا اور کوئی مصیبت کس طرح آسکتی ہے ہمارے پاس تو تعویذ گنڈے موجود ہیں۔ صاحبو جسوقت کوئی مصیبت نازل ہوتی ہے تو تعویذ گنڈے وغیرہ سب بیکار ہوجاتے ہیں۔ یہ چیزیں اون کے حکم کے سامنے کیا حقیقت رکہتی ہیں قرآن میں فرماتے ہیں کہ اے عیسائیوں بتلاؤ کسکو قدرت ہے کہ وہ خدا کے مقابلہ میں آسکے اگر وہ حضرت عیسیٰ اور اونکی ماں اور تمام مخلوق کو ہلاک کرنا چاہے کیا انتہا ہے قدرت کا کہ کوئی بہی اوس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ وہ جسپر جو چاہے تصرف کرے جب یہ ہے تو یہ فقیر درویش جن کے تعویذوں کا آپکو ناز ہے وہ تو کیا چیز ہیں۔ پس اون کے تعویذوں پر ناز اور بہروسہ کرنا سب بیجا ہے۔ البتہ صحیح تدبیر یہ ہے کہ خدا کو راضی رکہو اور اون کے حکموں پر عمل کرو خاصکر نمازیں بہت جلد شروع کرو۔ میں یہ نہیں کہتا کہ نماز پڑھنے سے کوئی مریگا نہیں مرے گا تو ضرور لیکن اطاعت کا فائدہ یہ ہوگا کہ مصیبت میں پریشانی نہوگی۔ یہ میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ بعض کو یہ شبہ ہوا کرتا ہے کہ مصیبت کے نازل ہونے کا اصلی سبب تو گنہگار ہیں مگر مصیبت آتی ہے سب پر تو پہر اطاعت بیکار ہے اوس سے کیا فائدہ تو اب یہ شبہ جاتا رہا کیونکہ اطاعت سے فائدہ یہ ہوا

منشا کے موافق ہوتا ہو۔ نہ یہ کہ اوسکی مرضی کے موافق ہتی ہوں ستارے اوسی طرح چلتے ہوں جس طرح وہ چاہتا ہے حیات و موت جس کے دو پیادے ہوں کہ اسکی منشا کے موافق کام کرتے ہوں وہ جہاں چاہے غم بہیجدے اور جہاں چاہے خوشی عنایت کرے۔ رستہ چلنے والے ہی اوسکی مرضی کے موافق چلتے ہوں اور نہ چلنے والے بھی اوسی کے پہندے میں ہوں اوس حاکم کی رضا و حکم کے بغیر کوئی دانت منہ میں نہ ہل سکتا ہو اور اوسکی رضامندی کے بغیر کوئی پتا نہ گرتا ہو۔ اور اوسکے فیصلے کے بغیر کوئی موت واقع نہ ہوتی ہو۔ اوسکی خواہش کے بغیر ثریا سے ثریٰ تک اور عالم بہر میں کوئی رگ حرکت نہ کرتی ہو۔ یہ سنکر بہلول علیہ الرحمۃ نے عرض کیا کہ حضور نے بہت بجا فرمایا اور حضور کی شان اور چہرہ ہی سے یہ بات ثابت ہے بلکہ اِس سے سوگنا زیادہ ظاہر ہے لیکن میں اپنے قصور فہم سے اسکا مطلب نہیں سمجہا براہ مہربانی اس مضمون کی اچھی طرح تشریح فرما دیجئے اور تشریح ایسی ہو کہ ایک قابل آدمی اور ۷۹
ناقابل دونوں اوسکو سنکر مان لیں۔ اور ایسی شرح فرمایئے کہ اوس سے عوام کو بہی فائدہ پہونچے۔ قادر کلام شخص ایک ایسے مہمان نواز سے مشابہ ہے جس کے دسترخوان پر ہر قسم کا کہانا ہو کہ کوئی مہمان بہوکا نہ رہے بلکہ ہر ایک کو اوس کی غذا ملجائے جیسے قرآن کہ سات طبقے رکہتا ہے کہ خاص و عام سب کو اوس سے اون کی لیاقت و استعداد کے موافق غذا ملتی ہے عوام اپنے فہم کے مطابق سمجہتے ہیں اور خواص اپنے فہم کے موافق۔ اون بزرگ نے جواب دیا کہ یہ مقدمہ تو سب کو تسلیم ہے کہ تمام عالم حق سبحانہ کے قبضہ میں ہے حتی کہ کوئی پتا اسکے حکم بغیر نہیں گرتا اور جب تک حق سبحانہ حلق میں جانیکا حکم نہ دیں لقمہ اوس میں نہیں جا سکتا۔ میلان اور رغبت جو کہ آدمی کے لئے بمنزلہ باگ کے ہیں اُنکی حرکات اوسی کے تابع ہیں اور اون کی حرکات و سکون سب اُسی کے حکم سے ہیں۔ زمین و آسمان میں ذرہ بہی پر ہلاتا ہے اور کوئی حرکت کرتا ہے

تو اوس کے حکم نافذ و قدیم سے کرتا ہے یہ اجمال ہے جسکی تفصیل ہم نہیں کر سکتے اور تفصیل کے لئے جلدی اچھی ہی نہیں کیونکہ کون ہے جو درختوں کے سب پتے گن سکتا ہے جب درختوں کے پتے باوجود متناہی ہونے کے کوئی نہیں گن سکتا تو غیر متناہی تفصیل و ارگفتگو میں کب سما سکتا ہے پس خلاصہ کے طور پر اتنا سمجھ لو کہ تمام کام بامر حق سبحانہ ہوتے ہیں جب یہ امر ممہد ہوگیا تو اب سمجھو کہ جب رضائے حق پر بندہ راضی ہوگیا۔ اور اوس کا حکم ہی اوس کا مطلوب ہوگیا۔ اور یہ سب کچھ بدون تکلف کے ہوا نہ تو تصنع سے نہ اجر و ثواب کے لیئے بلکہ اوس کی طبیعت ہی اس طور پر واقع ہوئی ہے وہ نہ اپنے لئے اپنی خوشی زندگی چاہتا ہے اور نہ زندگی کے مزہ دار ہونے کی وجہ سے۔ بلکہ جدھر امر قدیم حق سبحانہ نافذ ہوا خواہ موت ہو یا حیات وہ ہی اوسکو بھی پسند ہے۔ اور موت و حیات اُسکے نزدیک دونوں برابر ہیں وہ جیتا ہے تو خدا کے لئے نہ کہ خزانہ جمع کرنے کے لیئے اور مرتا ہے تو خدا کے لئے نہ کہ رنج اور ۴۷
خوف سے۔ اوس کا ایمان بھی محض اوسکی رضامندی کے لئے ہے نہ جنت کے لئے نہ پھلوں کے لیئے نہ نہروں کے لئے۔ اور کفر کو جو چھوڑتا ہے تو وہ بھی خدا کے لئے نہ کہ اس خوف سے کہ دوزخ میں جائیگا۔ اور یہ بات اوسکی جبلی ہے نہ مجاہدوں سے حاصل ہوئی نہ کسب سے وہ ہنستا ہے تو اوسی وقت جبکہ وہ رضائے حق دیکھتا ہے اور قضائے الٰہی اوسکو یوں ہی مرغوب ہے جیسے حلوا پس جس بندہ کی یہ خصلت اور عادت ہو تو بتلاؤ کیا عالم کا کاروبار اوس کے حکم کے موافق نہیں ہوتا۔ ضرور ہوتا ہے۔ جب یہ قصہ تم کو معلوم ہوگیا تو اب سمجھو کہ جن لوگوں کی یہ حالت ہو وہ کیوں گڑگڑائیں اور کیوں دعا کریں کہ اے اللہ اس قضا کو بدل دے ایسے لوگوں کے لئے تو اون کا مرنا اور اون کی اولاد کا مرنا دونوں خدا کے لیئے ہیں اور یوں مرغوب ہیں جیسے حلوا کھانا۔ اوس بظاہر بیوفا کے نزدیک بچوں کا دم توڑنا یوں ہی لذیذ ہے جیسے کسی محتاج

بڑھے کے سامنے میوے پس ایسا شخص دقوقی کی دعا کیوں کرے۔ ہاں لیکن اوسوقت جبکہ دعا میں حق سبحانہ کی رضا مندی دیکھے اور یہ خیال کرے کہ دعا بھی ایک مطلوب خداوندی ہے تو وہ اس حیثیت سے دعا کرتا ہے نہ کہ اپنی غرض سے۔ وہ مہتدی شفاعت تو دعا کرتا ہے مگر اپنے رحم کی بنا پر نہیں کرتا۔ اپنے رحم کو تو اوس نے اوسی وقت آگ لگا دی ہتی جبکہ عشق خداوندی کا چراغ جلایا تھا عشق حق اوس کے اوصاف کے لیئے ایک دوزخ ہے جس نے اوس کے تمام صفات کو بھسم کردیا ہے ہر سالک کو یہ فرق معلوم نہیں اور وہ نہیں جانتا کہ اپنی غرض سے دعا اچھی نہیں اور خدا کے لیئے اچھی ہے۔ مثلاً دقوقی ہی ہیں کہ وہ اس دولت کو حاصل نہیں کرسکے

ف جاننا چاہیئے چونکہ ہر طرقی این فرقی کے شناخت الخ حل طلب شعر تھا اسلئے اوسکی پوری تفصیل کیجاتی ہے۔ **قوله**

هر طروقے این فروقے کے شناخت | چون دقوقے کو درین دولت نتاخت

۲۷۱ اس شعر میں مصرع ثانی میں تین نسخے ہیں (۱) چون دقوقے کو درین دولت بتاخت (۲) چون دقیقے کو درین دولت نتافت (۳) جز دقوقے کو درین دولت بتاخت یا جز دقوقی کو درین دولت نتاخت+ ان نسخوں میں نسخۂ ثانیہ صحیح ہے۔ اور مطلب شعر یہ ہے کہ ہر راہ رو ایسے فرقوں سے کہ اپنی طرف سے دعا کرنا ناپسند ہے اور طلب حق سبحانہ کے وقت پسند واقف نہیں۔ مثلاً دقوقی ہیں کہ باوجود عظمت اس فرق کو نہ پہچان سکے۔ اور غلبۂ رحم طبعی سے دعا کر بیٹھے۔ اسکی صحت کے قرائن حسب ذیل ہیں:-

(۱) مولانا نے اولاً فرمایا ہے ؎

مرگ او و مرگ فرزندان او | بہر حق پیشش چو حلوا در گلو
نزع فرزندان بر آن با وفا | چو قطائف پیش شیخ بے نوا
رحم خود را او ہمانندم سوختہ است | کہ چراغ عشق حق افروختہ است

بعد ازان قصۂ دقوقی میں دعا نے دقوقی کے متعلق فرمایا ہے ؎

چون دقوقی آن قیامت را بدید — رحم او جوشید و اشک او دوید

گفت یا رب منگر اندر فعل شان — دست شان گیر اے شہ نیکو نشان

الخ ہر دو کے مقابلے سے معلوم ہوتا ہے کہ اشعار ما سبق میں دقوقی پر تعریض ہے اور مقصود یہ ہے کہ اُن لوگوں نے اپنی رحم کو جلا دیا ہے۔ اس لیے وہ دقوقی کی طرح نہیں ہیں کہ اُنہوں نے اہل کشتی پر رحم کہایا تہا۔ نیز وہ خود اپنے اور اپنے اولاد کے مرنے سے بہی خوش ہیں اور دقوقی کو اغیار کے بہی مرنے کا غم ہے اونکو اپنی اولاد کو نزع میں دیکہہ کر بہی کچہہ خیال نہیں ہوتا اور دقوقی اہل کشتی کو نزع میں دیکہہ کر بے تاب ہو جاتے ہیں۔

(۴) مولانا نے اولاً دقوقی اور اونکی دعا کے متعلق یوں ارشاد فرمایا

اشک مے رفت از دو چشمش وان دعا — بیخود از وے مے بر آمد بر سما

آن دعائے بیخودان خود دیگر ست — آن دعا زو نیست گفت داور ست

آن دعا حق میکند چون او فناست — آن دعا و آن اجابت از خدا ست الخ ۲۷

لیکن با اینہمہ اعتراض معترضین کو بدیں الفاظ نقل فرمایا ؎

او فضولے بودہ است از انقباض — کرد بر مختار مطلق اعتراض

اور اس کا کوئی جواب نہیں دیا اس کے بعد اون کا غائب ہو جانا اور دقوقے کا اُن کو نہ پہچان سکنا اور افسوس کر کے رہ جانا۔ بیان فرمایا۔ اس کے بعد مولانا نے اونکی جستجو کی دقوقی کو بدیں الفاظ ترغیب دی ؎

اے دقوقی با دو چشم ہمچو جو — ہین مبر امید و ایشان را بجو

ہین بجو کہ رکن دولت جستن ست — ہر کشادے در دل اندر بستن است

یہ واقعات بصورت جہوری ندا دے رہے ہیں کہ دقوقی کی دعا از خود تہی اور وہ اس فریق میں سے تہے جو مثبت دعا ہیں۔ اور ان کا رتبہ منکرین دعا سے اتنا کم تہا کہ وہ اونکو پہچان نہ سکے اور اونکو ضرورت تہی کہ وہ ایسے لوگوں کو طلب کریں۔ اور ان سے مستفیض ہو کر کاملیت کے اکملیت پر پہونچیں

(باقی آیندہ)

لان من جملة
العفاف ان لا
يفضح المحبوب
وهو الكتمان
وان لا يشكو
ولا يجزع
وهو الصبر وفي
القاموس عف كف
عما لا يحل
ولا يجمل صريحة
في عموم معنى
العفاف
الحديث من لبس ثوب
شهرة البسه الله ثوب ذل
او مذلة يوم القيمة
احمد وابو داؤد وابن ماجه
بسند حسن عن ابن عمرؓ
مرفوعاً الى ان قال والديلمي
في مسنده عن انس رفعه من
لبس الصوف ليعرفه الناس كان
حقا على الله

کیونکہ منجملہ عفاف یہ بھی ہے کہ محبوب کو رسوا
نہ کرو (جیسا حدیث میں منجملہ حقوق عباد کے
اعراض یعنی دوسروں کی آبرو کی حفاظت کو
بھی فرمایا ہے) اور کتمان یہی ہے اور (نیز منجملہ
عفاف) یہ بھی ہے کہ شکایت (تکلیف
کی) نہ کرے اور جزع فزع نہ کرے اور صبر یہی ہے
(اور یہ بے صبری بھی ناجائز اور عفاف
کے خلاف ہے) اور (عفت کے معنی میں)
قاموس کا قول کہ عفت کے معنی ہیں ایسی
بات سے رکنا جو حلال نہیں اور زیبا نہیں
129 صریح ہے عفاف کے معنی کے عام ہونے
میں (جس کا اوپر تقریر میں دعوی کیا گیا)
حدیث - جو شخص شہرت کا لباس پہنے
اللہ تعالیٰ اوسکو قیامت کے دن ذلت کا لباس
پہنا دیں گے روایت کیا اسکو احمد اور ابوداؤد
اور ابن ماجہ نے سند حسن کیساتہ ابن عمرؓ سے
مرفوعاً آگے کہا ہے (یعنی صاحب مقاصد نے)
اور دیلمی کے نزدیک اونکی مسند میں حضرت
انس سے مرفوعاً یہ ہے کہ جو شخص صوف کا
لباس اس غرض سے پہنے کہ لوگ اوسکو
(صوفی کی صفت سے) پہچانیں اللہ تعالی

ان يكسوه ثوبين
من جرب حتى
تتساقط عروقه
ف دل على ذم
الرياء وكونه من
مسائل الفن معلوم
والشهرة تعم
رفعة الدنيا ورفعة
الدين والرواية
الثانية صريحة في
رفعة الدين و
الرياء في الدين
اشنع منه في الدنيا
لان المرائي في
الدنيا جعل الدنيا
ذريعة الى الدنيا
والمرائي في الدين جعل
الدين وسيلة الى الدنيا
وكونه اشنع واقبح
اظهر واوضح
الحديث من لم يشكر الناس

ذمہ لیا ہے کہ اوسکو (قیامت میں) دو کپڑے
خارش کے پہنا دیگا یہاں تک کہ اوسکی
رگیں (گل کر) گر پڑیں گی۔
ف: یہ حدیث ریا کے مذموم ہونے پر
دلالت کرتی ہے اور اس کا مسائل سلوک
سے ہونا معروف ہے اور شہرت (جس کا ذکر
حدیث میں ہے) عام ہے دنیا کی رفعت کو بھی
اور دین کی رفعت کو بھی (جس قسم کی بڑائی
کی بھی نیت ہوگی اوس کے لیے یہی وعید ہے)
اور دوسری روایت (جس میں صوف پہننے
کا ذکر ہے) رفعت دین میں صریح ہے (کیونکہ
صوف پہننے سے بجز صوفی مشہور ہونے
کے کیا نیت ہوگی) اور دین میں ریاء
کرنا دنیا میں ریاء کرنے سے بھی زیادہ
شنیع ہے کیونکہ امور دنیویہ میں ریاء
کرنے والا دنیا کو دنیا کا ذریعہ بناتا ہے
اور امور دینیہ میں ریا کرنے والا دین کو
وسیلہ دنیا کا بناتا ہے اور اس کا شنیع تر
اور قبیح تر ہونا زیادہ ظاہر اور زیادہ
واضح ہے۔
حدیث: جو شخص آدمیوں کے احسان کا

لم يشكر الله الترمذي وحسنه الحارث عن ابي سعيد به مرفوعًا ولما كان الشكر بقدر النعمة ولا نعمة اعظم من الارشاد الى ما يتقرب به الى الله تعالى كان شكر صاحب هذا الارشاد اعظم من كل منعم ومعرفة حقوق المرشدين كانها من طبائع المسترشدين وكون الشريعة كالطبيعة من اقصى الكمالات فاعرف فضل القوم +

حق ادا نہیں کرتا۔ اوس نے حق تعالے کے احسان کا حق ادا نہیں کیا۔ روایت کیا اسکو ترمذی نے اور اسکو حسن کہا اور حارث نے بھی ابوسعید سے مرفوعًا **ف** اور چونکہ شکر باندازہ نعمت ہوتا ہو اور کوئی نعمت ذرائع قرب الی اللہ کی رہنمائی سے بڑھکر نہیں تو جو شخص ایسی رہنمائی کرے اوس کا احسان ماننا ہر منعم سے اعظم ہوگا (اور ایسا رہنما پیر ہے تو پیر کا حق بہت بڑا ہوا) اور مرشدوں کے حقوق کا پہچاننا مریدوں کا مثل امر طبعی کے ہوگیا ہے۔ اور شریعت کا طبیعت بنجانا یہ انتہائی کمال ہے۔ اس سے اس جماعت (صوفیہ) کی فضیلت سمجھ لو۔

الحديث المؤمن مرآة المؤمن ابو داؤد عن ابي هريرة به مرفوعًا وهو عند العسكري من اوجه عن ابي هريرة لفظه في بعضها ان احدكم مرآة اخيه فاذا راى شيئًا

حدیث۔ مومن آئینہ ہے مومن کا روایت کیا اسکو ابوداؤد نے ابوہریرہ سے مرفوعًا اور یہ حدیث عسکری کے نزدیک کئی طریق سے ابوہریرہ سے مروی ہے بعض روایات میں یہ الفاظ ہیں کہ تم میں سے ہر شخص اپنے بھائی کا آئینہ ہے سو جب اوسمیں کوئی بات (عیب کی)

فليطرف فيه ادب
الاطلاع على عورة
اخيه من الاظهار
عليه والستر
عن غيره

الحديث عن سهل بن سعد
الساعدي مرفوعا نية المؤمن
خير من عمله اخرجه الطبراني
ف هذا مما تتقوى به
قلوب المريدين اذا فاتهم عمل
بعد العزم فيلحقهم قلق شديد
فيعالج حزنهم بهذا ولولاه
كادوا يهلكوا كما قيل ؎
بردل سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغ دل خلالے کم بود
وكون النية خيرا
من العمل لما في المقاصد ان
النية لا رياء فيها والعمل
يخالطه الرياء اولانه
ينوي عملا كثيرا ولا يقع
العمل الا القليل

دیکھے اوسکو (آئینہ کی طرح) دور کردے
ف۔ اسمیں اپنے بہائی کے عیب پر
مطلع ہونیکا ادب (بتلایا گیا ہے) کہ صاحب
عیب کو تو بتلادے اور کسی پر ظاہر نہ
کرے (جیسے آئینہ کی یہی شان ہے)

حدیث۔ سہل بن سعد ساعدی سے
مرفوعاً روایت ہے کہ مومن کی نیت اوسکے
عمل سے بہتر ہے ف۔ یہ وہ مضمون ہے
جس سے مریدین کے قلب کو ڈھارس بندھتی
ہے جب اون کا کوئی معمول باوجود
عزم کے فوت ہوجاتا ہے اور اوسوقت
اونکو قلق شدید لاحق ہوتا ہے سو اونکے
غم کا اس سے علاج کیا جاتا ہے اور اگر
یہ حدیث نہ ہوتی تو وہ ہلاکت کے قریب
پہونچ جاتے جیسا کہا گیا ہے ؎
بردل سالک ہزاراں غم بود
گر ز باغ دل خلالے کم بود
اور عمل سے نیت کے بہتر ہونے کی وجہ
وہ ہے جو مقاصد میں ہے کہ نیت میں ریا نہیں اور عمل میں
ریا کی آمیزش ہوجاتی ہے یا اسلئے ہے کہ نیت تو زیادہ
عمل کی کرتا ہے اور وقوع قلیل کا ہوتا ہے۔

(باقی آئندہ)

یعنی ہم ظاہر کو اور الفاظ کو نہیں دیکھتے اگر الفاظ لمبے چوڑے باضابطہ ہوں لیکن خشک ہوں دل کچھ نہ ہو تو حق تعالیٰ کے نزدیک ان کا کچھ مرتبہ نہیں ہم تو دل کو اور حال کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دکھلا دیا کہ تقویٰ طہارت پر کسی کو ناز نہ ہو۔ ہمارے دربار میں تقویٰ طہارت جب ہی مقبول ہے جبکہ اسمیں عبدیت اور خشوع وخضوع ہو اور خشک تقویٰ ہمارے دربار میں قابل قدر نہیں +

(۱۲۷) موضع لوہاری میں ایک مرتبہ اسیطرح امساک باراں کی وجہ سے مسلمانوں نے استسقاء کی نماز کی تیاری کی ہنیے دیکھ کر کہتے تھے کہ اب کے تو بارش ہے ہی نہیں یہ فضول کوشش کر رہے ہیں مسلمانوں نے دعا کی کہ اے اللہ ہمکو ان کے سامنے ذلیل نہ کرا ابھی دعا ہی میں مشغول تھے کہ بارش شروع ہوئی وہ ہی بنئے کہنے لگے کہ یہ مسلے (مسلمان) رام جی کو بہت جلدی راجی (راضی) کر لیتے ہیں۔ پس جبکہ باوجود ہماری اتنی کوتاہیوں کے تھوڑی سی توجہ میں بھی رحمت ہوجاتی ہے تو اگر ہم اپنی پوری اصلاح کرلیں اور دل سے توبہ اور ۶۱
رجوع الی الحق کریں تو کیسے رحمت نہ ہوگی ؎

عاشق کہ شد کہ یار بحالش نظر نہ کرد ۔ اے خواجہ درد نیست وگرنہ طبیب ہست

(۱۲۸) مثلاً آپ کسی پر عاشق ہوں اور آپ چلے جا رہے ہوں کہ پیچھے سے کسی نے ایک گھونسا بڑے زور سے ایسا رسید کیا کہ بڑی تکلیف اور اذیت ہوئی پیچھے پھر کر جو دیکھا تو دیکھتے کیا ہیں کہ وہ گھونسا مارنیوالا وہ شخص ہے جس کے دیکھنے کی برسوں سے تمنا تھی۔ اور غیبت میں جس کا نام لے کر دل کو تسلی دیا کرتا تھا جیسے ایک حکایت ہے ؎

دید مجنوں را یکے صحرانورد ۔ در بیابان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود و انگشتاں قلم ۔ مے نوشے بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنون شیدا چیست ایں ۔ می نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق نام لیلیٰ میکنم ۔ خاطر خود را تسلی مے کنم

جس کا نام ہی بجائے مسی کے تھا اب وہ سامنے جلوہ افروز ہے۔ اب آپ ہی انصاف کیجئے کہ اس حالت میں کیا اسکو گھونسہ کی تکلیف ہوگی اگر عشق میں سچا ہے تو یوں کہیگا کہ ایک گھونسا نہیں تم میرے دس گھونسے لگا لو مگر میرے سامنے رہو جسم کو تو اسکی تکلیف ضرور ہوگی۔ لیکن قلب تو یہی کہیگا ؎

نہ شود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اور یہ کہیگا ؎

ناخوش تو خوش بود بر جان من دل فدائے یار دل رنجان من۔

اور یہ کیوں ہے محض اس لئے کہ محبوب کی جانب سے ہے ع

از محبت تلخہا شیریں شود

جب مخلوق کی محبت میں یہ حالت ہے تو ؎

عجب داری از سالکان طریق کہ باشند در بحر معنی غریق
خوشا وقت شوریدگان غمش اگر ریش بینند وگر مرہمش
گدایانے از پادشاہی نفور بامیدش اندر گدائی صبور
دمادم شراب الم درکشند وگر تلخ بینند دم درکشند

جبکہ تمہارا ہی جیسا آدمی جو تمہارے مثل خون اور کھال اور گوشت اور پوست سے بنا ہے تمہاری یہ حالت بنا دیتا ہے تو صاحبو! محبوب حقیقی کے عشق میں تو یہ اثر کیسے نہ ہوگا۔ پس کوئی شخص یہ بات نہیں کہہ سکتا کہ بعد اصلاح کے ہی ناکامی ہوتی ہے۔

(۱۲۹) **حکایت** میں شاہجہاں پور سے سفر کر رہا تھا۔ ایک جنٹلمین گاڑی میں بیٹھے تھے ایک اسٹیشن پر ان کے خادم نے آکر اطلاع دی کہ حضور وہ تو سنبھلتا نہیں۔ کہنے لگے کہ یہاں پہونچا دو یہ سنکر مجھے تعجب ہوا کہ وہ کون چیز ان کے ساتھ ہوگی جو خادم سے نہیں سنبھلتی۔ اور اب یہ گاڑی میں منگا کر اسکو سنبھالیں گے۔ آخر چند منٹ کے بعد دیکھا کہ خادم صاحب

ایک بڑے اونچے کتے کو زنجیر میں باندھے ہوئے لا رہے ہیں اور وہ کتا زور کر رہا ہے آخر وہ اُن کے سپرد کیا گیا اونہوں نے ریل کی آہنی سلاخوں سے اس زنجیر کو باندھدیا اس کے بعد وہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ جناب اِسکے پالنے کا کیوں حرام ہوا باوجودیکہ اسمیں فلاں وصف ہے فلاں وصف ہے کتے میں اونہوں نے اتنے وصف بیان کئے کہ شاید انمیں بھی نہ ہوں میں سب سنتا رہا جب وہ کہہ چکے تو میں نے کہا کہ جناب میں نے سن لیا اسکے دو جواب ہیں ایک عام کہ وہ اس کے علاوہ اور بہت سے شبہات کا جواب ہے اور ایک خاص کہ وہ اسی کے متعلق ہے کونسا عرض کروں فرمانے لگے دونو کہدیجئے میں نے کہا جواب عام تو یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے پالنے کی ممانعت فرمائی ہے اور جواب عام اس لیے ہے کہ قیامت تک کے شبہات کا جواب ہے البتہ اسمیں دو مقدمہ ہیں ایک یہ کہ آپ رسول تھے دوسرے یہ کہ رسول کا حکم ہے اگر انمیں کلام ہو تو ثابت کروں کہنے لگے کہ یہ تو ایمان ہے یہ تو عام جواب تھا اور یہ علمی اور تحقیقی جواب تھا۔ لیکن اونکو اسکی قدر نہ ہوئی اور کچھ حظ نہ آیا کہنے لگے کہ اور جناب جواب خاص کیا ہے میں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ کتے میں جسقدر اوصاف آپ نے بیان کئے ہیں واقعی وہ سب ہیں لیکن باوجود ان اوصاف کے اس میں ایک عیب اتنا بڑا ہے کہ اس نے تمام اوصاف کو خاک میں ملادیا۔ وہ یہ کہ اسمیں قومی ہمدردی نہیں ہوتی۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ ایک کتا دوسرے کو دیکھکر کسقدر از خود رفتہ ہوجاتا ہے۔ اِس جواب کو سنکر وہ بہت ہی محظوظ ہوئے اور اس کو جواب سمجھے۔ حالانکہ یہ محض ایک نکتہ ہے مجھے تو خبر نہ تھی کہ یہ کون ہیں اتفاق ۶۳ جب میں اٹاوہ سے بریلی آیا تو مولوی ظہور الاسلام صاحب تحصیلدار کہنے لگے کہ آپ کی کسی سے اس قسم کی گفتگو ہوئی تھی میں نے کہا کہ ہوئی تھی فرمانے لگے علیگڈھ کالج کے طالب علم اس جواب کا تذکرہ کر رہے تھے

اور اس جواب سے بہت خوش تھے مجکو اس سے گمان ہوا کہ شاید وہاں کے تعلیم یافتہ ہوں۔ میں نے اسکو اسلئے ذکر کیا ہے کہ میں یہ بتلادوں کہ جس جواب سے وہ اس قدر خوش تھے علاوہ فضول ہونے کے میری نظر میں اسکی کچھ بھی وقعت نہیں تھی۔ اور میں اسکو جواب ہی نہیں سمجھتا تھا۔

(۱۳۰) **مثال**۔ اللہ و رسول کے بارے میں عشق کا لفظ استعمال کرنا بے ادبی ہے۔ اسکی ایسی مثال ہے جیسے کوئی شخص وائسرائے کی تعریف کرنے لگے اور یہ کہے کہ انکو کانسٹبل کے بھی اختیارات حاصل ہیں تو اگرچہ واقعہ کے اعتبار سے یہ صحیح ہے لیکن یہ مدح سخت ہجو اور بے ادبی ہے بلکہ بعض اوقات ایسے امر کی نفی بھی موہم نقص ہوجاتی ہے ؎

شاہ را گوید کسے جولاہا نیست ایں نہ مدح است ایں مگر آگاہ نیست

تو جسکی نفی بھی مدح نہ ہو اس کا اثبات تو کیسے مدح ہوجاوے گا وہ تو اور بھی زیادہ قدح ہوگا تو لفظ عشق کو خدا و رسول کے لیئے نہ استعمال کرنا چاہئے قرآن و حدیث میں بھی اسکو استعمال نہیں کیا گیا ہے ہاں شدت حب کا لفظ آیا ہے۔ ۶۴

(۱۳۱) **مثال**۔ اگر ہم بھی اس مقام پر پہونچنا چاہیں جس پر صحابہ تھے (یعنی باعتبار عطا کے کیونکہ وہ جاہ تو ہم کو کہاں نصیب) تو صورت یہ ہے کہ ہم ان سے وابستگی اطاعت کی پیدا کرلیں کہ اسکی بدولت اونہیں کے ساتھ ساتھ لگے چلے جاویں جیسے کہ ایک انجن پشاور سے چلے اور کلکتہ پہونچے اور ایک ٹوٹی ہوئی گاڑی بھی کلکتہ پہونچنے کی متمنی ہو تو اسکے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ اس انجن کے ساتھ اپنی زنجیر ملادے تو اب ہمارا بھی یہی کام ہونا چاہیئے کہ ہم صحابہؓ کے ساتھ تعلق پیدا کریں۔

(۱۳۲) اگر مولوی جائز طریقوں سے دنیا کمانے کو منع کریں تو بیشک الزام ہے لیکن اگر دین میں خرابی آنے لگے گی تو وہ ضرور منع کریں گے اور یہ منع کرنا واقع میں ترقی سے روکنا نہیں ہے۔

(باقی آئندہ)

(ح) بجواب بعض اون لوگوں کے اتری جنہوں نے یہ مطالبات کیئے تہے کہ ایک
قرآن ایسا اترتا جواب میں فرماتے ہیں ایسا ہی ہوتا تب بہی ہدایت نہ ہوتی بل للہ
الامر جمیعًا۔ سب کام حق تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ طرز کلام سے صاف ثابت
ہوتا ہے کہ یہ سب خارق عادت باتیں ہوسکتی تہیں یعنی ممکن ہیں محال نہیں تو آیت
چہارم سے استحالہ معجزات کا ثابت نہوا جیسا حضرات مخالفین نے سمجہا۔

آیت پنجم۔ سورہ رعد کی آیت ہے وقالوا لولا انزل علیه اٰیة من ربہٖ
جواب اوس کا آیت چہارم کے ساتہہ گذر چکا +

آیت ششم۔ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض
ینبوعا الآیۃ جس کا حاصل یہ ہے کہا کفار نے کہ ہم تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے
جبتک کہ تم یہ مطالبات پورے نہ کرو کہ ہمارے سامنے زمین میں سے ایک چشمہ
جاری کر دیا تمہارا ایک باغ ہو کہجوروں اور انگوروں کا اور اوس میں نہریں بہتی
ہوں۔ یا آسمان کو ہمارے اوپر گراؤ۔ یا اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے ۲۴۹
سامنے لے آؤ۔ یا تمہارا ایک گہر نہایت سجا ہوا ہو۔ یا تم آسمان پر چڑہ جاؤ
اور اگر آسمان پر چڑہ بہی گئے تو ہم اس کا یقین نہ کریں گے جبتک کہ وہاں سے
ایک کتاب نہ اُتار دو جسکو ہم پڑہ لیں۔ بجائے ان مطالبات کو پورا کرنے
کے جواب یہ دیا گیا۔ قل سبحان ربی هل کنت الا بشرا رسولا جس کا
حاصل یہ ہے کہ کیا باتیں کرتے ہو۔ میں تو صرف ایک انسان اور رسول ہوں۔ یہ
آیت نفی معجزات کے بارہ میں اہل فطرت کے لیئے بہت مایۂ ناز ہے۔ ہم کہتے ہیں
یہاں بہی لاتقربوا الصلوٰۃ کی مثل صادق ہے اسی سورہ بنی اسرائیل میں یہہ
آیت بہی ہے۔ وما منعنا ان نرسل بالاٰیات الا ان کذب بها
الاولون واٰتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها + (ترجمہ) نہیں باز رکہا ہمکو
معجزات کے بہیجنے سے مگر اس بات نے کہ اونکو جہٹلایا تہا پہلے لوگوں نے (یعنے سب
تجربہ ہوچکا کہ معجزات کے دکہلانے کے بعد بہی ہدایت ہونا ضروری نہیں) اور دیا تہا

(۷) ہمنے قوم ثمود کو معجزہ اونٹنی کا بصیرت پیدا کرنے والا۔ تو اونہوں سنے (بجائے ایمان لانے کے) اوس کے ساتھ ظلم کیا۔ (کہ اسکو مار ڈالا) اس آیت میں معجزہ بعض موقعہ پر نہ دکہانے کی وجہ بیان فرمائی اور ساتہ ہی اس کے ایک معجزہ کو بھی جتلایا کہ دیکھو ہم فلاں معجزہ دکہا چکے ہیں اوس کا نتیجہ کیا ہوا جو اب تمہارے مطالبات کو پورا کر کے کچھ امید کیجائے گویا دعوی مع دلیل ہے۔ اس سے کیسا صاف ثبوت معجزات کا ہوتا ہے۔ پس اگر آیت ششم سے نفی معجزات کی ثابت کیجائے تو صریح تناقض آیتوں میں ایک ہی سورت کے اندر لازم آتا ہے اور ہماری پیش کردہ توجیہ سے (کہ جہاں بظاہر نفی معجزات کی مفہوم ہوتی ہے وہاں مراد واہی تباہی اور معاندانہ فرمائشیں کفار کی ہیں اور جہاں اثبات ہے وہاں معجزات واقعیہ مراد ہیں) کہیں تناقض لازم نہیں آتا۔ اور ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی اپنے خیالات سے یکسو ہوکر اس آیت ششم کو غور سے پڑہے تو یہ مطالبات صاف بتاتے ہیں کہ ان سے مقصود سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پریشان کرنے کے کچھ بھی نہیں تہا ۲۵۰ کیونکہ اونمیں بعض ایسے مطالبات ہیں جو انسانی حوصلہ سے باہر ہیں مثلاً یہ کہ اللہ کو اور فرشتوں کو ہمارے سامنے لاؤ یہ کس درجہ چہوٹا موٗنہ بڑی بات ہے کہاں دیدار آلہی جسکی نسبت حضرت موسےٰ جیسے مقرب خاص بندہ کو فرمایا جاتا ہے۔ لن ترانی اور کہاں یہ ناچیز وحقیر دشمنان خدا جسکی نسبت دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وقال الذین لایرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملٰئکۃ او نریٰ ربنا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا۔ یعنے کہا اون لوگوں نے جو قیامت کے قائل نہیں کیوں نہیں اتارے گئے ہمارے اوپر فرشتے یا ہم خدا تعالےٰ کو دیکھتے۔ انہوں نے اپنے دل میں اپنے آپ کو بہت ہی کچھ بڑا سمجھ رکھا ہے اور بڑی سرکشی اختیار کی ہے۔ اور بعض مطالبات ایسے ہیں جو محض بیہودہ ہیں۔ مثلاً یہ کہ آسمان کو ہمارے اوپر گرا دو۔ کوئی پوچھے کہ اس مطالبہ کو اگر پورا کیا جاوے اور آسمان کو گرادیا جاوے تو تم زندہ ہی کہاں رہوگے جو نتیجہ

(ح) یعنی ایمان لانا اوس پر مترتب ہو۔ ایسی دریدہ دہنی اور بیہودہ بات کے جواب میں کسی خرق عادت کے دکھانے کا انجام سوا اسکے کیا ہے کہ پیغمبر جو نائب خدا ہے ایک کاٹھ کا کھلونا بنجاوے ایک نے یہ مطالبات کیئے دوسرے نے اور کیئے تیسرے نے اور کیئے وہ سب کام چھوڑکر اون ہی کے کھیل تماشہ میں مصروف رہے ان مطالبات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تحقیق حق مقصود نہیں تھی صرف دق کرنا مقصود تھا۔ لہذا ان میں سے کسیکو بھی پورا نہیں کیا گیا اور ہمارا دعوے صحیح رہا کہ قرآن میں جہاں کہیں معجزات کی نفی کی گئی ہے وہاں وہی معجزات مراد ہیں جن کا مطالبہ محض دق کرنے کے لئے تھا۔ رہا یہ کہ جواب میں فرمایا گیا ہے هل کنت الا بشرا رسولا جس سے اہل فطرت نے سمجھا کہ رسول کے لیے معجزہ ہونا ہی نہیں چاہئے۔ اور معجزہ خلاف شان رسالت ہے ہم پوچھتے ہیں یہ کیسے ثابت ہوا۔ کیونکہ نفی خاص کو نفی عام لازم نہیں مثلاً کہا جاوے کہ زید کا آنا فلاں جگہ مناسب نہیں تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ کسی انسان کا بھی آنا وہاں مناسب ۵۱ نہیں۔ بنا بریں اگر کسی خاص ایک معجزہ یا چند معجزات کے نسبت یہ بھی کہا جاوے کہ یہ شان رسالت کے مناسب نہیں تو اس سے یہ کیسے لازم آیا کہ مطلقاً معجزہ مناسب نہیں۔ غرض اس آیت سے بھی اہل فطرت کے دعوے کی تائید نہیں ہوتی بلکہ ہمارے دعوے کی تائید ہوتی ہے۔

حق یہ ہے کہ ایسی بڑی بات کا جواب کہ نعوذ باللہ خدا کو ہمارے سامنے لا دیا تھا کہ ایک دم اون کو ہلاک کر دیا جاتا جیسا کہ بنی اسرائیل کی ایک جماعت کو اسی سوال کی پاداش میں ہلاک کر دیا گیا تھا جس کا قصہ اس آیت میں مذکور ہے واذ قلتم یا موسی لن نؤمن لک حتی نری اللہ جهرة فاخذتکم الصاعقة وانتم تنظرون۔ (ترجمہ) یاد کرو اوس وقت کو جب تم نے کہا کہ ہم اے موسے تم پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے جب تک اللہ تعالی کو کھلم کھلا نہ دیکھ لیں پس فوراً پکڑ لیا تم کو کڑک نے اور تم دیکھ رہے تھے۔ یہ حق تعالی کا کرم و احسان ہے

(۳) کہ ایسا نہیں کیا بلکہ حکیمانہ جواب دیا۔ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرًا
رسولا جس کا حاصل یہ ہے کہ میں دو باتوں کا مدعی ہوں بشر ہونے کا اور رسول ہونے کا
بشر ہونا تو ظاہر اور سب کے نزدیک مسلم ہے۔ پھر تعجب ہے کہ ایسے مطالبات کرتے ہو جو
طاقت بشری سے خارج ہیں مثلاً حق تعالیٰ کو تمہارے سامنے لے آنا۔ اور بحیثیت رسول
ہونے کے بھی ایسے سوالات کرنا غلطی ہے اس واسطے کہ رسول بھی خدا کا بندہ ہی تو ہوتا ہے
خدا پر فرمانروا یا اوس کا کسی بات میں شریک یا مشیر نہیں ہوتا وہ صرف خدائے تعالےٰ
کا حکم پہنچانے والا ہوتا ہے اِس قسم کے مطالبات خود خدا سے کرنے چاہییں یا اوس
سے جو نعوذ باللہ اوس کا شریک ہوتا یا کم سے کم مشیر ہوتا اور یہ دونوں باتیں رسول
میں نہیں ہیں تو اوس سے ایسے مطالبات کرنا چہ معنے۔ رسول کی شان یہ ہے
قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا قل انی لن یجیرنی من اللہ احد
ولن اجد من دونہ ملتحدا الا بلاغا من اللہ ورسالاتہ۔ (ترجمہ) کہدو کہ میں تمہارے
لیے نہ کسی نقصان کا مالک ہوں نہ بھلائی کا۔ کہدو مجکو نہیں بچا سکتا۔ اللہ سے
کوئی اور نہیں پا سکتا میں اوس سے کوئی پناہ کی جگہ سوائے اِس کے کہ اوس کے
احکام کی تبلیغ کردوں اور اوس کے پیغاموں کو پہنچاؤں جب رسول کی یہ شان ہے
کہ بحیثیت بندہ ہونے کے حق تعالےٰ سے وہ اسقدر ڈرتا ہے تو اوسکو خدائے
تعالیٰ کو کسی مشورہ دینے کی ہمت کیسے ہو سکتی ہے۔ اور کونسی عقل سلیم اس بات
کو جائز رکھتی ہے کہ کوئی بندہ خدا کو مشورہ دے +

آیت ہفتم۔ وقالوا لولا یاتینا بایۃ من ربہ اولم تاتہم بینۃ
ما فی الصحف الاولیٰ (ترجمہ) اور کہا کفار نے کیوں نہیں لاتے محمد صلے اللہ علیہ
وسلم کوئی نشانی (معجزہ) اپنے پروردگار کے پاس سے کیا نہیں آئی اونکے
پاس دلیل پہلے صحیفوں میں کی۔ اہل فطرت کہتے ہیں کہ یہاں بھی معجزہ کے مطالبہ
کے جواب میں کسی معجزہ کا نام نہیں لیا گیا معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم
سے کوئی معجزہ نہیں وقوع میں آیا جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

(باقی آئندہ)

ابو یعلیٰ نے بروایت حماد بن ابی سلیمان ابراہیم نخعی حضرت عمار بن یاسر سے نقل کیا ہے
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمار! ابھی میرے پاس جبرائیل (علیہ السلام) آئے
تھے میں نے اُن سے عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے فضائل دریافت کئے انہوں نے
کہا کہ اگر میں عمر نوح (علیہ السلام) تک بھی عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ) کے فضائل بیان کروں
تو پورے نہیں ہو سکتے باوجود اس کے ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا وہ مرتبہ ہے کہ حضرت
عمر (رضی اللہ عنہ) حضرت ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔
حاکم نے بروایت ازرق بن قیس کے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے تھے ہمکو ہمارے امام نے
نماز پڑھائی جن کی کنیت ابورمثہ تھی اس کے بعد انہوں نے بیان کیا کہ میں نے یہی نماز یا کہا کہ
ایسی ہی نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھی تھی۔ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ ابوبکر
عمر رضی اللہ عنہما پہلی صف میں آپکی داہنی جانب کھڑے ہوا کرتے تھے ایک روز ایک شخص
جو نماز کی تکبیر اولیٰ میں شریک تھا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے اور دونوں
جانب سلام پھیر چکے یہاں تک کہ ہم نے آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھی اس کے 171
بعد آپ اسطرح مقتدیوں کی طرف پھر کر بیٹھ گئے جس طرح میں تمہاری طرف پھر کر بیٹھا ہوں تو
وہ شخص جو تکبیر اُولیٰ میں آپ کے ساتھ شریک تھا اٹھا اور دو رکعت نماز پڑھنے لگا حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے اٹھکر اس کے شانے پکڑ لیے اور اسکو ہلایا اور کہا کہ بیٹھ جا اہل کتاب
اسی سبب سے تو ہلاک ہوئے کہ ان کی نمازوں کے درمیان میں فصل نہوتا تھا۔ پس
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نظر اٹھائی اور فرمایا کہ اللہ تمہارا بھلا کرے اے
ابن خطاب!

ابو عمر نے بروایت عبدالحمید بن عبدالرحمٰن یعنی ابی یحییٰ حمانی ابو سعید سے جو حضرت حذیفہ
کے غلام تھے انہوں نے ایک شخص سے جو صحابی تھے جن کو ابو محجن یا ابو محجن بن فلاں
کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا) روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
میری امت میں سب سے زیادہ مہربان میری امت پر ابوبکر ہیں اور سب سے زیادہ قوی خدا
کے کام میں عمر ہیں اور سب سے زیادہ کامل الحیا عثمان ہیں۔ اور سب سے زیادہ حلال و حرام کا

علم رکھنے والے معاذ بن جبل ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین عبیدہ بن جراح ہیں

امام احمد نے حسین بن واقد سے روایت کی ہے وہ عبداللہ بن بریدہ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کوہ حرا پر بیٹھے تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکر اور عمر و عثمان بھی تھے ناگاہ پہاڑ نے جنبش کی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حرا ٹھہر جا تجھ پر تو نبی یا صدیق و شہید ہیں۔

امام احمد بروایت عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابی طالب حضرت جابر سے نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ابھی ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے حضرت جابر کہتے ہیں کہ آپ کے فرمانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ تو ہم نے ان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق جنت کی بشارت دی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ توقف کے بعد فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے ۱۶۲
حضرت جابر کہتے ہیں ہم نے ان کو بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسکی بشارت دی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسکی بشارت ان کو دی۔ پھر فرمایا کہ کھجوروں کے اس جھنڈ کے نیچے سے ایک جنتی مرد تمہارے پاس آتا ہے۔ پھر آپ نے تین مرتبہ یہ دعا مانگی یا اللہ اگر تو چاہے تو آنے والے علی ہوں حضرت جابر کہتے ہیں پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔

ابو یعلیٰ نے عبدالرحمن بن اخنس سے روایت کی ہے کہ انہوں نے بیان کیا ایک مرتبہ ہمارے سامنے مغیرہ بن شعبہ نے خطبہ پڑھا جس میں انہوں نے حضرت علی کی کچھ برائی بیان کی تو حضرت سعید بن زید اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ نبی جنتی ہیں ابوبکر جنتی ہیں عمر جنتی اور عثمان جنتی ہیں۔

اور علی جنتی ہیں۔ اور طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور عبدالرحمن بن عوف جنتی ہیں اور سعد (بن ابی وقاص) جنتی ہیں اور اگر میں چاہوں تو دسویں شخص کا نام بھی بتادوں

ترمذی نے عبدالرحمن بن حمید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان سے سعید بن زید نے نیز اور بہت سے اشخاص نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دس آدمی جنتی ہیں ابوبکر جنتی ہیں اور عمر جنتی ہیں۔ اور عثمان جنتی ہیں اور علی جنتی ہیں اور طلحہ جنتی ہیں اور زبیر جنتی ہیں اور عبدالرحمن جنتی ہیں اور ابوعبیدہ جنتی ہیں۔ اور سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں (راوی کہتے ہیں) کہ انہوں نے انہیں نو کا نام بتایا اور دسویں کے نام سے سکوت کیا لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کو خدا کی قسم دلاتے ہیں کہ اے ابواعور! بتا دیجئے دسویں شخص کا کیا نام ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے مجھے خدا کی قسم دلائی ہے تو سنو (دسواں شخص) ابواعور ہے وہ بھی جنتی ہے +

۱۴۷ ابویعلیٰ نے محمد بن عبدالرحمن سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے حضرت عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہیں اور سب سے زیادہ سخت اسلام میں عمر ہیں اور حیا میں سب سے زیادہ کامل عثمان بن عفان ہیں۔ اور سب سے زیادہ عمدہ فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں اور فرائض کے سب سے زیادہ عالم زید بن ثابت ہیں اور حلال و حرام کے سب سے زیادہ عالم معاذ بن جبل ہیں اور قرآت میں سب سے بڑے ہوئے ابی بن کعب ہیں اور ہر امت کے لئے ایک امین ہوتا ہے اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت میں کچھ خاص لوگ ہوا کرتے ہیں میری امت کے خاص خاص ابوبکر و عمرؓ ہیں +

سہیل فرماتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوکر

تشریف لائے تو منبر پر رونق افروز ہو کر حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ لوگو! ابوبکر نے مجھے کبھی رنج نہیں پہونچایا اس کو یاد رکھو اے لوگو! میں ان سے راضی ہوں نیز عمر و عثمان و علی و طلحہ و زبیر و سعد، عبدالرحمن بن عوف اور مہاجرین اولین بھی یاد رکھو خوش ہوں (طبرانی)

عمار بن یاسر کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص ابوبکر و عمرؓ پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو فضیلت دے تو وہ مہاجرین و انصار پر ظلم کرتا ہے اور عیب لگاتا ہے۔ (طبرانی)

امام احمد نے بروایت وہیب موسیٰ بن عقبہ سے نقل کیا ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ابوسلمہ سے سنا وہ بیان کرتے تھے اور میرے خیال میں نافع بن عبدالحارث سے روایت کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے کسی باغ میں تشریف لے گئے اور کنوئیں کی جگت پر بیٹھ گئے پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی حضرت نے فرمایا ان کو اجازت دو اور جنت کی بشارت دو۔ اس کے بعد حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت ۱۷
مانگی۔ حضرت نے فرمایا ان کو اجازت دو۔ اور جنت کی بشارت دو۔ اس کے بعد حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) آئے اور انہوں نے اندر آنے کی اجازت مانگی آپ نے فرمایا ان کو اجازت دو۔ اور جنت کی بشارت دو۔ اور عنقریب وہ ایک مصیبت میں مبتلا ہوں گے *

نیز بخاری نے بروایت ابوعثمان نہدی حضرت موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ کے ایک باغ میں تھا، ایک شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولدو اور ان کو جنت کی بشارت دو۔ میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ میں نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمانے کے موافق بشارت دی انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے دروازہ کھلوایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دروازہ کھولدو اور انکو جنت کی بشارت دو میں نے دروازہ کھولا

(باقی آئندہ)

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب

آثار نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری ابتداء یعنی صورت نوریہ سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جا بجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ وہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اسکی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہو گیا کہ زمانہ وبا میں اس کا مطالعہ دافع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جاتی انشاء اللہ وہ مکان وبا سے محفوظ ہوتا ہے۔ مزید برآں تو یہ بار دوم اضافہ جدیدہ کے ساتھ طبع ہوئی ہے۔

قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

مولفہ حکیم الامت حضرت مولانا مدظلہ

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بے بہا خزانہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنیکا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کیلئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کیلئے بے مثل رہنما ہے بہت اقوال اہل سلوک دافع شبہات سلوک ہے اسرار و معارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کے لئے اتمام حجت ہے اور محبین کیلئے موجب ازدیاد محبت ہے اسکی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر نقطہ مصدر کیفیات روحانی ہے پس کہاں ہیں علم تصوف کو کہنے والے اور کدھر ہیں طریقت سے شریعت کو جدا بتانیوالے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کر کے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالی ہر ایک مسئلہ پر آیت قرآنی سے استدلال دیکھ کر انکو واضح ہو جائیگا کہ شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بے دینی جہالت ہے قیمت (تین روپے چار آنہ عہ)

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام و مجاہدین ملت کی اولوالعزمی جانبازی کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اگر آپکے مشہور نامور سپہ سالاران اسلام حضرت ابو عبیدہ بن جراح و حضرت خالد بن ولید کی مدبرانہ شجاعت و حکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں اگر آپ اسلام کے عروج و تنزل کے صحیح اسباب معلوم کرکے ان تمام ملمع کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن میں مسلمان ہو کر کہا کر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام ملاحظہ فرمائیں

ضخامت ۸۱۲ صفحات

قیمت تین روپے چار آنے محصول ڈاک گیارہ آنے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کے کمیاب مواعظ کا نیا رسالہ

الابقاء

ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند عالم نے اس زمانہ پُرفتن میں عالی جناب فیض مآب عمدۃ العارفین زبدۃ الکاملین جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی کو اصلاح امت کے واسطے پیدا فرما کر مسلمانان ہند کے لئے خصوصاً اور دیگر ممالک کے لئے عموماً ایک نعمت عظمیٰ بنایا ہے جو اس زمانہ میں جبکہ ہر چہار طرف سے گمراہی کی گھٹائیں منڈ رہی ہیں تحریراً و تقریراً حق و باطل کو ممتاز کرنے کی خدمت میں یکتائے زمانہ ہیں اُن کے فیض سے بے شمار مخلوق خدا علماً و عملاً فیض یاب ہو رہی ہے اور اُن کی خدمت میں حاضر ہونا کیمیائے سعادت ہے خصوصاً آپ کے مواعظ سے جو فائدہ عوام و خواص کو ہو رہا ہے وہ کسی صاحب نظر پر پوشیدہ نہیں ہے مواعظ متفرقہ کا باوجود بار بار طبع ہو کے پھر کمیاب ہونا قبولیت عامہ کی بین دلیل ہے ان نایاب مواعظ کی تلاش میں عامۃ المسلمین کی پریشانی اور سرگردانی کی وجہ سے احقر کو خیال ہوا کہ اگر ان ختم شدہ اور کمیاب مواعظ کو ماہ بماہ ایک "رسالہ" کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو شائقین مواعظ کیواسطے از حد مفید ہوگا۔

بایں خیال احقر نے ایک رسالہ موسومہ الابقاء بنام خدائے عزوجل رمضان المبارک ۱۳۴۸ھ سے جاری کر دیا ہے جسکی ضخامت معہ ٹائیٹل ۴۳ صفحات ہیں اور انشاء اللہ یہی ہوا کرے گی اور ہر ماہ قمری کی پندرہ تاریخ کو شائع ہو جاتا ہے جسکی سالانہ قیمت عہ ہے حضرت مولانا موصوف مدظلہم العالی کے مواعظ کے قدردان خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ یہ صورت حضرات شائقین کے واسطے کس قدر امید افزا ہے امید ہے کہ ان جواہر گم گشتہ کے متلاشی جلد از جلد رسالہ مذکورہ کے خریداران میں اپنا نام لکھوا کر حضرت والا کے علوم سے مستفید ہونے کی کوشش فرمائیں گے۔ نیز اپنے احباب کو بھی ترغیب دیکر الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق بنیں گے۔

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک عہ ہے اور وی۔پی۔ کی صورت میں ۲ر فیس رجسٹری اور ۲ر فیس منی آرڈر کا اضافہ ہو کر عہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔

المشتہر۔ محمد عثمان کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت معروفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے
عامۂ ناس حاضر باشد الہادی و نیز بضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ مشتمل ست
بر مقاصد و مبادی و پس ابتداءً ملخص الزبور صحیفہ شہریہ گشتہ بتدریج مشہور

مسمی بہ

الہادی

جلد | بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۹ھ | نمبر ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب ہادی و مذکر ست رہبر مجلس و نادی
و مسکن ست برائے ہر جائع و صادی و بصورت ترجمہ رسالہ الانوار المحمدی و تسہیل المواعظ
و حل اقتباسات کلید مثنوی و تشرف و حل القرآن و امثال عبرت و گزارش مستقل ست
از درگاہ ارشادی یعنی خانقاہ اشرفی امدادی، باداره محمد عثمان علی و رہبر راہ اسلامی
در محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتبخانہ اشرفیہ مدرسہ کلاں دہلی برمنازل بر صدق میگردد

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ماہ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۹ ہجری نبوی صلعم
جو بہ برکت دعا حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ العالی کے
کتب خانہ اشرفیہ۔ دریبہ کلاں سے شائع ہوتا ہے

نمبر شمار	مضمون	فن	صاحب مضمون	صفحات
۱	تفسیر حل القرآن	تفسیر	مولانا مولوی حبیب احمد صاحب سلمہٗ	۳/۱۰
۲	انوار الحج	حدیث	مولانا مولوی حافظ ظفر احمد صاحب سلمہ	۱۱/۱۸
۳	تسہیل المواعظ	وعظ	حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہٗ	۱۹/۲۶
۴	کلید مثنوی	تصوف	" " " "	۲۷/۳۰
۵	التشرف حصہ دوم	"	" " " "	۳۱/۳۴
۶	امثال عبرت	"	" " " "	۳۵/۳۸
۷	حل الاشتباہات	کلام	مولانا مولوی محمد مصطفیٰ صاحب مدظلہٗ	۳۹/۴۴
۸	رعایتی اعلان	x		

مقاصد وضوابط رسالہ الہادی

۱۔ اس رسالہ کو شرعی مباحث کے سوا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں۔

۲۔ رسالہ ہذا کا مقصود مسلمانوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح ہے

۳۔ ہر قمری مہینہ کی تین تاریخ کو رسالہ روانہ ہو جاتا ہے اگر کسی صاحب کے پاس رسالہ نہ پہونچے تو فوراً طلب کریں اطلاع آنے پر دوبارہ روانہ کر دیا جاتا ہے۔

۴۔ رسالہ ہذا کی سالانہ قیمت عہ/ ہے مع محصول ڈاک علاوہ ان حضرات کے جو قیمت پیشگی ارسال فرمائیں منتخبات کی خدمت میں رسالہ وی۔پی۔ کیا جاتا ہے اور وی۔پی کی صورت میں ۲/ رجسٹری و فیس منی آرڈر اضافہ کرکے عہ/ کا وی۔پی۔ ہوتا ہے اور ممالک غیر سے قیمت مع محصول ڈاک چار شلنگ چھ پنس مقرر ہے جو ہر حالت میں پیشگی لیجاتی ہے اور رسالہ ہذا معہ ٹائیٹل کے ۴۸ صفحات کا ہوتا ہے۔

۵۔ ہر خریدار کو ابتدائی سال سے خریدار ہونا ضروری ہے اور رسالہ کا سال جمادی الاول سے شروع ہوتا ہے۔

۶۔ رسالہ ہذا میں بجز اپنے کتب خانہ کی کتب کے کسی صاحب کا اشتہار یا کسی کتاب کا ریویو وغیرہ شائع نہیں کیا جاتا۔

۷۔ رسالہ ہذا کی پرانی جلدیں بھی موجود ہیں مگر ان کی قیمت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ بجائے عہ/ مع محصول کے (عہ) علاوہ محصول ڈاک مقرر ہے۔

الراقم محمد عثمان۔ مدیر رسالہ الہادی دریبہ کلاں دہلی

وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا
وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ
كَيْدُهُمْ شَيْئًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ
مُحِيْطٌ ۠

پڑھتے ہوں یہ لوگ خدا پر بھی ایمان رکھتے
ہیں اور قیامت پر بھی) اور اچھی بات
۱۲ ع ۲ بتلاتے ہیں اور بُری بات سے روکتے
ہیں اور نیک کاموں میں پھُرتی کرتے
ہیں اور یہ لوگ نیکوں کی جماعت میں سے ہیں (برخلاف پہلی قسم کے لوگوں کے کہ وہ
اشرار ہیں) اور جو کچھ نیک کام یہ لوگ کریں ان کے اس کام کی ناقدری ہرگز
نہ کی جائے گی اور اللہ تعالیٰ متقیوں کو خوب جانتا ہے (اسلئے یہ احتمال ہی نہیں کہ
بے خبری کیوجہ سے اِن کے اعمال بے نتیجہ ہو جائیں) برعکس اِن کے جنہوں نے
کفر (پر اصرار) کیا ہے خدا کے مقابلہ میں نہ اون کے مال کچھ کام آئیں گے اور نہ
اونکی اولاد اور وہ لوگ دوزخی ہیں (اور برائے چندے نہیں بلکہ وہ) اس میں
ہمیشہ رہیں گے (آخرت میں اُن کے مالوں کے کار آمد نہ ہونے کی ایک تو یہ
۵۷ صورت ہے کہ وہ مرکر اسے چھوڑ جائیں گے اور اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے
اسلئے وہ مال وہاں بیکار رہیں گے اور دوسری صورت یہ ہے کہ ان کے صدقات
وغیرہ جو وہ اپنے نزدیک خدا کی خوشنودی کے لیئے کرتے ہیں وہ مقبول نہیں
اور اسلئے انکا مال بیکار ثابت ہو پہلی صورت لن تغنی عنہم اموالہم میں مذکور ہو چکی
اور دوسری صورت باقی تھی اب اسکو بیان فرماتے ہیں اور کہتے ہیں) جو کچھ یہ لوگ
دنیاوی زندگی میں (خدا کے خوش کرنے کے لئے) صرف کرتے ہیں اسکی حالت
ایسی ہے جیسے ایک ہوا جس میں کڑاکے کی سردی ہو اور وہ ان لوگوں کی کھیتی
کو لگے جنہوں نے (بذریعہ کفر و فسق کے) اپنے اوپر ظلم کیا ہے اور وہ اسے تباہ کر دے
(سو جس طرح وہ کھیت ایسی ہوا سے تباہ ہو جاتا ہے اور اس میں سے ایک حبہ
بھی اس کے ہاتھ نہیں لگتا یوں ہی ان کے نفقات جو کہ آخرت کی کھیتی ہیں
ان کے کفر کے سبب تباہ و برباد ہیں۔ اور ان کا کوئی ثمرہ انکو نہیں مل سکتا)
اور اسمیں خدا نے انپر کوئی ظلم نہیں کیا (کیونکہ وہ ان کو بتلا چکا تھا کہ کفر میں اعمال کے

حق میں وہی خاصیت ہے جو کھیتی کے حق میں اوس ہوا میں جس میں کڑاکے کی سردی
ہے لہذا تم اپنے اعمال کو کفر کے اثر سے بچاؤ) بلکہ خود وہ اپنے اوپر ظلم کر رہے تھے (کہ
وہ کوئی خیر خواہی کی بات نہ سنتے تھے اور جبکہ یہ کافر لوگ اپنے بھی دوست نہیں
تو اے مسلمانوں تمکو ان سے کس دوستی کی توقع ہو سکتی ہے لہذا تم کو حکم دیا
جاتا ہے کہ) اے مسلمانوں تم اپنے لوگوں کو چھوڑ کر کسیکو صاحب خصوصیت بناؤ
(کیونکہ) یہ لوگ تمھارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے (چنانچہ) وہ بیزار
جان چاہتے ہیں کہ تمہیں مضرت پہونچے اون کے منہ سے اونکی عداوت
ظاہر ہو چکی ہے اور جو (عداوت) ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ تو بہت ہی
بڑی ہے ہم نے تم سے (اس حکم کے) دلائل بیان کر دیئے امید ہے کہ تم (انکو سمجھوگے
اور ان سے اس نتیجہ پر پہونچوگے کہ واقعی یہ لوگ خاص دوست بنانے کے قابل
نہیں ہیں) دیکھو تم تو وہ لوگ ہو کہ ان سے (دل سے) محبت رکھتے ہو اور وہ تم سے
ذرا بھی محبت نہیں رکھتے اور تم تمام کتابوں پر ایمان رکھتے ہو (جن میں انکی کتاب ۵۸
بھی داخل ہے) اور (اونکی یہ حالت ہے کہ تمھاری کتاب پر ایمان نہیں رکھتے
چنانچہ) جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں اور جب (تم سے)
الگ ہوتے ہیں تو مارے غصہ کے تم پر دانتوں سے انگلیاں کاٹتے ہیں۔
(جس کا منشا کفر ہے۔ پس اس اختلاف عقیدہ و عمل کے ساتھ تمہیں انہیں دوست
بنانا کب جائز ہو سکتا ہے۔ خیر یہ لوگ غصہ کے مارے انگلیاں کاٹتے ہیں سو)
آپ ان سے کہدیجئے کہ مر جاؤ اپنے غصہ سے (تم مر بھی جاؤگے تب بھی ہم
ایمان نہ چھوڑیں گے جو کہ منشا ہے تمھارے غیظ و غضب کا) حق تعالی سینوں کی
(بھی) باتوں سے خوب واقف ہے (اسیلئے وہ تمہارے اس مخفی غیظ و غضب
سے بھی واقف ہے اور تم کو اسپر سزا دے گا انکی عداوت کی یہ حالت ہے کہ
اگر تمکو کوئی اچھی حالت چھو بھی جائے تو انہیں ناگوار ہوتی ہے اور اگر تمہیں کوئی
مصیبت پہونچے تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور (گویہ عداوت فی نفسہ

ایک خطرہ کی چیز ہے لیکن) اگر تم تحمل کروگے اور (خدا سے) ڈرتے رہوگے تو اونکی تدبیر (ضرر) تمکو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیگی (کیونکہ صبر سے انکی مخالفت کو ہیجان نہ ہوگا اور تقوی سے نصرت خداوندی تمہارے شامل حال رہیگی اسلئے تم ضرر سے محفوظ رہوگے کیونکہ) جو کچھ یہ کرتے ہیں حق تعالی اسکو (اپنے علم وقدرت سے) احاطہ کیے ہوئے ہیں (اسلئے نہ یوں ضرر کا احتمال ہے کہ حق تعالی کی بے خبری میں وہ تمھیں کوئی نقصان پہنچا دیں اور نہ یوں کہ وہ جو کچھ کریں حق تعالی اسکی مدافعت نہ کر سکے اور جو تکالیف کفار کے ہاتھوں مسلمانوں کو پہنچی ہیں وہ یا تو انکی مصلحت کے لیئے تھیں مثلاً ابتلاو امتحان ورفع درجات وغیرہ یا کسی بے عنوانی کے سبب جیسے جنگ احد میں پس ان تکالیف سے اسجگہ کوئی اشکال نہیں ہوسکتا۔ اس مضمون میں دو باتیں بیان کی گئی تھیں ایک حق تعالی کی نصرت کا اطمینان دلایا گیا تھا دوسرے اسکو مشروط بصبر وتقوی کیا گیا تھا آگے ایسے واقعات بیان فرماتے ہیں جن میں صبر وتقوے کی صورت میں حق تعالی کیطرف سے مسلمانوں کی مدد کی گئی تھی اور اس میں کوتاہی کیوجہ سے ان کو نقصان اوٹھانا پڑا تھا اسکے ۵۹
لیئے تین غزووں کا ذکر فرماتے ہیں ایک غزوہ احد کا جس میں مسلمانوں کی بے اعتدالی کی وجہ سے شکست ہوئی تھی دوسرے غزوہ بدر کا جس میں مسلمانوں کے استقلال اور تقوی کی وجہ سے ان کو فتح ہوئی تھی تیسرے غزوہ حمراء الاسد کا جس میں کفار پر رعب ڈال کر لڑائی کو روک دیا تھا اور اس طرح مسلمانوں کو ضرر سے بچا لیا گیا تھا پس خلاصہ اس مجموعہ کا یہ ہوا کہ صبر وتقوی کی صورت میں ہم دو طرح سے تمھاری مدد کر سکتے ہیں ایک یہ کہ لڑائی ہو اور ہم تمہیں غلبہ دیں اور دوسرے یہ کہ لڑائی ہی نہ ہونے دیں اور ترک صبر وتقوی کی صورت میں ہم کفار کے ہاتھوں تم کو ضرر پہنچا سکتے ہیں اور تمھاری قوت تمکو نہیں بچا سکتی)

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتٰنِ

اور (ان واقعات کے ثبوت کے لیے تم اس زمانہ کو یاد کرو) جبکہ (اے نبی) تم اپنے گھر سے روانہ ہوکر (احد میں) مسلمانوں کو

مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ
وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○
وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ
اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ
اِذْ تَقُوْلُ لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَلَنْ يَّكْفِيَكُمْ
اَنْ يُّمِدَّكُمْ رَبُّكُمْ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ
الْمَلٰٓئِكَةِ مُنْزَلِيْنَ ۭ بَلٰٓى ۙ اِنْ تَصْبِرُوْا
وَتَتَّقُوْا وَيَاْتُوْكُمْ مِّنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا
يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ
الربع الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ ○ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ
اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ وَلِتَطْمَئِنَّ قُلُوْبُكُمْ
٦٠ بِهٖ ۭ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۙ لِيَقْطَعَ طَرَفًا
مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْ يَكْبِتَهُمْ فَيَنْقَلِبُوْا
خَآئِبِيْنَ ○ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ
اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ
ظٰلِمُوْنَ ○ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا
فِي الْاَرْضِ ۭ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ
ع ١٣/٤ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

لڑائی کے لیے (مناسب) موقعوں پر جمارہے تھے بحالیکہ حق تعالیٰ تمہارے (اقوال وافعال کو) سنتے اور جانتے ہیں جبکہ تمہاری دو جماعتوں (بنی سلمہ و بنی حارثہ) نے (عبداللہ بن ابی منافق اور اسکی جماعت کو لوٹتے دیکھ کر) بزدلی کی ٹھان لی تھی (اور واپسی پر تیار ہوگئی تھے) حالانکہ انکی یہ پست ہمتی نہایت نازیبا تھی کیونکہ اول تو) خدا ان کا متولی کار تھا پھر ایسی حالت میں ان کے لیے بزدلی کی کون سی وجہ تھی) اور (دوسرے) مسلمانوں کو چاہیئے (اور ان کا یہ فرض ہے) کہ خدا ہی پر بھروسہ کریں (پھر حق تعالیٰ پر بھروسہ کو چھوڑ کر اونکو اپنے ضعف پر نظر کرنا کب زیبا تھا) اور (تیسرے) حق تعالیٰ (اس سے پیشتر) بدر میں تمہاری ایسی حالت میں مدد بھی کرچکے تھے کہ تم کمزور تھے (اور عملی طور پر اپنی نصرت و کارسازی کا نمونہ دکھلا چکے تھے اور جبکہ واقعات یہ ہیں) تو تم کو خدا سے ڈرنا چاہیئے اور اس کے حکم کی مخالفت نہ کرنی چاہیئے) امید ہے کہ تم حق تعالیٰ کی عنایتوں کی قدر کروگے (اور آئندہ کبھی مخالفت کا ارادہ نہ کروگے خیر یہ تو بیچ میں مناسب مقام ایک نصیحت تھی اب اصل مضمون سنو حق تعالیٰ نے تمہاری بدر میں ایسی

حالت میں مدد کی تھی کہ تم کمزور تھے یعنی) اسوقت جبکہ (اے نبی) تم (ان کمزور) مسلمانوں
(کی ہمت بڑھانے کے لیئے ان) سے کہہ رہے تھے کہ کیا تمہیں یہ کافی نہ ہوگا کہ
تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے تمہاری یوں مدد کرے کہ انکو تمہاری مدد
کے لیے اتارا جاوے (پھر آپ ہی جواب دیتے ہیں کہ) کیوں نہیں (ضرور کافی ہوگی)
اگر تم مستقل رہو اور خدا کی نافرمانی سے ڈرو اور وہ ابھی تم پر آپڑیں (کہ تم جنگ کے لیئے
تیار بھی نہو) تو (بجائے تین ہزار کے) تمہارا پروردگار پانچ ہزار فرشتوں سے
تمہاری یوں مدد کرے گا کہ وہ ایک خاص ہیئت اور وضع پر ہوں گے (جو کہ
عادتاً لڑنے والوں کے لیئے اپنے لوگوں اور دشمنوں کے درمیان امتیاز
کرنے کے لیئے لازم ہوتی ہے اور یہ کنایہ ہے اِن کے آمادہ قتال ہونے
سے پس اِس سے یہ شبہ دفع ہوگیا کہ مسومین کے لفظ کا کیا فائدہ ہے۔ اور
اسکو امداد میں کیا دخل ہے اب حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
۶۱ وسلم نے تمکو فرشتوں کے ذریعہ سے مدد کی خبر دی) اور خدا نے اِس (خبر) کو تمہارے
لیئے محض ایک خوشخبری بنایا تھا (تاکہ تم اِس سے خوش ہوجاؤ) اور تمہارے دلوں
کو (اضطراب سے) سکون ہوجاوے اور (حقیقت یہ ہے کہ فرشتوں پر فتح
موقوف نہ تھی کیونکہ) فتح تو صرف حق تعالیٰ کیطرف سے ہے جو کہ غالب اور
حکمت والا ہے (جو کہ غلبہ کیوجہ سے فتح دیتا ہے اور حکمت کیوجہ سے
اوس کے موقعوں اور محل کا لحاظ رکھتا ہے خیر یہ تو مضمون استطرادی تھا کہنا
ہم کو یہ ہے کہ) تم اِس وقت کو یاد کرو جبکہ تم اپنے گھر سے چلکر احد میں لوگوں کو
مناسب مواقع پر جمارہے تھے تاکہ (حق تعالیٰ) کفار کے ایک حصہ کو فنا کرد
یا انکی سرکوبی کرے کہ وہ ناکام لوٹ جائیں ابھی مضمون پورا نہیں ہوا بلکہ بجگہ
مناسب مقام ایک جملہ معترضہ بیان فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ) اے نبی تم کو
اِن کے معاملہ سے کوئی سروکار نہیں (لہٰذا آپ کو بد دعا نہ کرنی چاہیئے اسی جملہ
معترضہ کے بعد مضمون سابق کو پورا کرتے ہیں اور فرماتے ہیں) یا (اون کے

ایمان نے آنیکی وجہ سے) انکی طرف (رحمت کے ساتھ) متوجہ ہو یا ان کے اصرار علی الکفر
کیوجہ سے) انکو سزا دے کیونکہ وہ (اس اصرار میں) ظالم (اور مستحق سزا) ہیں لیس لک
من الامر شئی کا شان نزول احادیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ جب احد میں دندان
مبارک شہید ہوا تو آپکا چہرہ مبارک خون آلود ہو گیا اسوقت آپنے فرمایا کہ وہ قوم
کیسے کامیاب ہوگی جس نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون سے رنگ دیا اس پر آپ کو
حکم ہوا کہ آپ ایسی بات نفرمادیں فلاح اور عدم فلاح آپ کے اختیار میں نہیں
نہ آپکو ان باتوں سے کوئی سروکار ہے آپ جس کام پر مامور ہیں وہ کیجئے
جائیں اب خدا کو اختیار ہے کہ وہ انہیں فنا کرے یا انکی سرکوبی کرے انکی
توبہ قبول کرے یا انہیں سزا دے واللہ اعلم) اور (یہ اختیار سزا یا مغفرت
اسلئے ہے کہ) جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے (اور
اسلئے بحق ملک و حکومت اسکو ان کے متعلق ہر قسم کا اختیار حاصل ہے
اسلئے) وہ جسکو بخشنا چاہے بخشا ہے اسکو اور جسکو سزا دینا چاہے اوسکو سزا دیتا ہے) اور ۱۲۹
(حقیقت یہ ہے کہ) اللہ بہت بخشنے والا اور بڑا رحم والا ہے (اور اسلئے وہ نہایت
ہی سرکش کو سزا دیتا ہے جبکہ سلسلہ گفتگو ذکر مغفرت و تعذیب تک پہونچا تو مناسب
معلوم ہوا کہ بعض ایسے مہتم بالشان افعال پر متنبہ کیا جاوے جو کہ موجب تعذیب ہیں
اور تحصیل مغفرت کی ترغیب دی جاوے لہذا کہا جاتا ہے کہ)

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّاتَّقُوا اللّٰهَ

اے مسلمانوں تم۔ دُونے دوں سود نہ کھایا کرو (گو سود کا ایک پیسہ اور ایک کوڑی بھی

عہ واضح ہو کہ سدی نے لیقطع طرفًا الخ کو واقعہ احد سے متعلق کہا ہے اور طبری نے او یتوب علیہم
کو اویکبتہم پر معطوف اور لیس لک من الامر شئی کو جملہ معترضہ کہا ہے اور میرے نزدیک یہی راجح
معلوم ہوتا ہے اسلئے ترجمہ میں میں نے اسیکو اختیار کیا ہے اور لیقطع طرفا کو بقول سدی
واقعہ احد سے متعلق اور او یتوب علیہم کو بقول ابن جریر اویکبتہم پر معطوف مانا ہے
واللہ اعلم

لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ وَاتَّقُوا النَّارَ
الَّتِيْٓ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ۚ وَاَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۚ
وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ
وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ
اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ
وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ
عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۚ
وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً
اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ
فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ
يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ڞ وَلَمْ
يُصِرُّوْا عَلٰي مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ
اُولٰۗىِٕكَ جَزَاۗؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ
رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَنِعْمَ
اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۙ قَدْ خَلَتْ
مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِي
الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ۙ هٰذَا بَيَانٌ
لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ
وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ

حرام ہے مگر دُونا دُون کی اسلیے
قید لگائی ہے کہ اسوقت یہی طریق
مروج تھا) اور خدا سے ڈرو (اور اسکے
احکام کی خلاف ورزی نہ کرو) امید ہے
کہ (یہ طریق اختیار کرکے) تم کامیاب
ہوگے اور اس آگ سے بچو جو اصالۃً
کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے اور
خدا و رسول کی اطاعت کرو امید ہے
کہ (ایسا کرنے سے) تم پر رحم کیا جاویگا
اور تم تیزی سے اپنے پروردگار کی
مغفرت اور اس جنت کی طرف دوڑو کہ جسکی
وسعت تمام آسمان اور زمین ہیں وہ تیار ۶۳
ہے ان متقیوں کے لیے جو فراغت
اور تنگی (دونوں حالتوں) میں (خدا
کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں اور ان لوگوں
کے لیے جو غصہ کو ضبط کرتے ہیں اور
لوگوں کو معاف کرتے ہیں (کیوں کہ
یہ لوگ اچھے کام کرنیوالے ہیں اور اللہ اچھے
کام کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں
اور محبت مقتضی ہے اِس انعام کو،
اور وہ تیار ہے) ان لوگوں کے لیے
جن کی یہ حالت ہے کہ جب وہ کوئی
بُرا کام کرتے ہیں تو اُس کے

الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝
إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ
الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ
نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ ۚ وَلِيَعْلَمَ
اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ
شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝
وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ
الْكَافِرِينَ ۝ أَمْ حَسِبْتُمْ أَنْ تَدْخُلُوا
الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللَّهُ الَّذِينَ
جَاهَدُوا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصَّابِرِينَ ۝
وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ
قَبْلِ أَنْ تَلْقَوْهُ ۖ فَقَدْ رَأَيْتُمُوهُ ۹۴ ۱۴
وَأَنْتُمْ تَنْظُرُونَ ۝ ع ۱۴ ۵

کر چکنے کے بعد) خدا کو یاد کرتے ہیں اور
(اوسکو یاد کر کے) اس سے اپنے گناہوں کی
معافی چاہتے ہیں اور (خدا سے معافی
چاہنا اسلیئے ہے کہ) خدا کے سوا اور
کون گناہ معاف کرسکتا ہے (کوئی
نہیں تو پیر اوس سے معافی نہ چاہی
جاوے تو اور کس سے چاہی جاوے)
اور اپنے فعل پر (دیدہ و) دانستہ
اصرار نہیں کرتے (ناواقفیت کے سبب
اصرار ہوجاوے تو اور بات ہے)
یہ وہ لوگ ہیں جن کا معاوضہ اون کے
پروردگار کیجانب سے بخشش اور
وہ باغات ہیں جن کے نیچے سے
نہریں رواں ہیں (یوں نہیں کہ وہ باغات آنکو عارضی طور پر دیئے جاویں بلکہ)
یوں کہ وہ انمیں ہمیشہ رہیں گے اور یہ (مغفرت و باغات) نہایت عمدہ معاوضہ
ہے کام کرنیوالوں کا (یہ باتیں بالکل سچی ہیں تم انکی تصدیق کرو اور انکو جھٹلاؤ
نہیں) کیونکہ تم سے پہلے تکذیب کرنے والوں کی سزا کی مختلف راہیں گزر چکی
ہیں (چنانچہ کسیکو ڈبو یا گیا کسیکو مسخ کیا گیا کسی پر پتہر برسائے گئے وغیرہ وغیرہ)
پس تم زمین میں چلو پہرو اور چل پہر کر دیکھو کہ جھٹلانیوالوں کا انجام کیا ہوا یہ
(عام لوگوں کے لیئے) اظہار (حقیقت) اور (خاص) خدا سے ڈرنے والوں
کے لیے ہدایت اور نصیحت ہے (کیونکہ وہی اِس سے منتفع ہوں گے) اور
نہ (اوس شکست سے جو تمھاری بے اعتدالی سے احد میں تم کو حاصل ہوئی ہے)
بودے بنو اور نہ (اوس کا غم کرو) اور (یہ یاد رکھو کہ گو اسوقت عارضی شکست

مگر یہ زائد مضمون نہیں۔ اور رزین نے اس میں اتنا اور زیادہ کہا ہے اور جو مومن اللہ کے
لیئے حج کا لبیک کہتا ہے اُس کے لیئے وہ تمام چیزیں گواہی دیں گی جو اس کے دائیں
اور بائیں ہیں زمین کے انتہائی حصہ تک" مگر میں نے یہ مضمون نہ ترمذی
کے کسی نسخہ میں دیکھا نہ نسائی کے" **ف** مطلب یہ ہے کہ عبداللہ بن مسعود کی
حدیث میں یہ مضمون اہل صحاح نے بیان نہیں کیا گو دوسرے صحابہ کی حدیثوں میں
بیان کیا ہے جیسا آگے آتا ہے۔

(۲) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ آپ نے فرمایا جو لبیک کہنے والا لبیک کہتا ہے تو اُسکے دائیں بائیں
جسقدر پتھر یا درخت یا ریت ہے منتہائے زمین تک سب لبیک کہتے ہیں۔
(ترمذی و ابن ماجہ و بیہقی) سب نے اسمٰعیل بن عیاش کے واسطہ سے عمارہ بن غزیہ
سے ابو حازم سے سہل سے روایت کیا ہے۔ اور ابن خزیمہ نے صحیح میں عبیدہ
ابن حمید کے واسطہ سے عمارہ بن غزیہ سے ابو حازم سے سہل سے روایت کیا ۳۳
ہے اور حاکم نے بھی اسکو روایت کیا ہے اور شرط شیخین پر صحیح کہا ہے۔

(۳) خلاد بن سائب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے حکم دیا کہ اپنے اصحاب
کو احرام اور تلبیہ میں آواز بلند کرنیکا حکم دوں (مالک ابو داؤد۔ نسائی۔ ابن ماجہ ترمذی)
اور ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے اور ابن خزیمہ نے بھی اپنی صحیح میں اسکو
روایت کیا ہے اور ابن ماجہ نے اتنا زیادہ کیا ہے کہ "آواز بلند کرنا حج کا خاص نشان ہے"

(۴) زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا اپنے اصحاب کو حکم
دیجئے کہ لبیک کہتے ہوئے اپنی آواز بلند کیا کریں کیونکہ یہ حج کی خاص نشانی ہے
(ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن حبان۔ حاکم) اور حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے۔

(۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جو کوئی لا الہ الا اللہ کہنے والا آواز بلند کرتا ہے اسکو خوشخبری دی جاتی ہے اور جو
تکبیر کہنے والا تکبیر کہتا ہے اسکو بھی بشارت دی جاتی ہے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ
جنت کی بشارت؟ فرمایا۔ ہاں اسکو طبرانی نے اوسط میں دو سندوں سے روایت
کیا ہے جن میں سے ایک سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔ اور بیہقی نے بھی اسکو
روایت کیا ہے مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ جو کوئی بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے
آفتاب اس کے گناہوں کو لیکر ڈوب جاتا ہے۔

(۶) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے فرمایا لبیک میں آواز بلند
کرنا اور قربانی کرنا (ابن ماجہ۔ ترمذی۔ ابن خزیمہ۔) سب نے محمد بن منکدر کے
واسطہ سے عبد الرحمن بن یربوع سے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے
کہ محمد کا عبد الرحمن سے سماع نہیں ہے اور حاکم نے بھی اسکو روایت کیا۔ اور
۴ صحیح کہا ہے اور بزار نے بھی مگر ان کے الفاظ یہ ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا
کہ حج کی شان کیا ہے حضورؐ نے فرمایا زور سے لبیک کہنا اور قربانی کرنا (قال
وکیع یعنی بالعج العجیج بالتلبیۃ والثج نحر البدن) اور یہ حدیث پہلے بھی آچکی ہے

(۷) جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا جو محرم دن بھر اللہ کے لئے (خلوص کیساتھ) لبیک کہتا رہے یہاں تک کہ
سورج ڈوبنے لگے تو آفتاب اس کے گناہوں کو لیکر ڈوب جاتا ہے اور ایسا
ہو جاتا ہے جیسے آج ہی اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (احمد ابن ماجہ واللفظ لہ)
اور اسکو طبرانی نے کبیر میں اور بیہقی نے عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
اور باب سابق میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث گذر چکی ہے جس میں
یہ مضمون ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی مسلمان اللہ کے راستہ
میں مجاہد یا حاجی بنکر یا لا الہ الا اللہ یا لبیک کہتا ہوا نہیں چلتا مگر آفتاب اسکے
گناہوں کو لیکر ڈوب جاتا ہے اور یہ گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے (طبرانی در اوسط)

مسجد اقصےٰ سے احرام باندھنے کی ترغیب

(۱) ام حکیم بنت ابی امیہ بن الاخنس حضرت ام سلمہ (ام المؤمنین) رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھے اسکی مغفرت کردی جائے گی (ابن ماجہ بسند صحیح) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھے تو یہ عمل اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا راوی نے کہا کہ اس کے بعد میری والدہ نے بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھا (ابن ماجہ) اور ایک روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھے اس کے گذشتہ گناہ بخشدیئے جاتے ہیں راوی نے کہا کہ پھر ام حکیم بیت المقدس تشریف لے گئیں اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھا (صحیح ابن حبان) ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جو کوئی مسجد اقصیٰ سے حج یا عمرہ کا احرام باندھے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے راوی کو شک ہے کہ ان دونوں باتوں میں سے حضور نے کون سی بات فرمائی (ابوداؤد۔ بیہقی) ایک روایت میں یہ ہے کہ حضرت ام سلمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو کوئی مسجد اقصےٰ سے حج اور عمرہ کا احرام باندھکر مسجد حرام تک آئے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اور اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے (بیہقی)

ف اخیر کی روایت میں راوی کو شک نہیں ہے جیسا اس سے پہلی روایت میں شک تھا۔ مگر پہلی روایت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ حج وعمرہ دونوں

میں سے ایک کا احرام بھی اس ثواب کے حاصل کرنیکو کافی ہے اور اخیر کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ثواب اس شخص کو ملے گا جو بیت المقدس سے حج وعمرہ دونوں کا احرام ساتھ ساتھ باندھے یعنی قران کرے جو حنفیہ کے نزدیک افضل طریق ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

طواف واستلام حجر اسود ورکن یمانی کی ترغیب اور ان دونوں کی اور مقام ابراہیم و داخلی بیت اللہ کی فضیلت کا بیان

(۱) عبداللہ بن عبید بن عمیر نے اپنے باپ کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اسکی کیا وجہ ہے کہ میں آپ کو دکعبہ کے چار گوشوں میں سے) صرف دو گوشوں کو بوسہ دیتے ہوئے دیکھتا ہوں ایک حجر اسود دوسرے رکن یمانی عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اگر میں ایسا کرتا ہوں تو اسکی ایک وجہ ہے وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ان دونوں کو بوسہ دینا گناہوں کو دور کردیتا ہے عبداللہ بن عمر نے کہا کہ میں نے حضور سے یہ بھی سنا ہے کہ جو شخص بیت اللہ کے گرد سات چکر پوری طرح محفوظ کر کے لگائے اور (اسکے بعد) دو رکعتیں پڑھے تو اس کا ثواب ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے عبداللہ بن عمر نے کہا اور میں نے حضور سے یہ بھی سنا ہے کہ (طواف کی حالت میں) آدمی جو قدم اٹھاتا اور جو قدم رکھتا ہے ہر قدم پر دس نیکیاں لکھی جاتی اور دس گناہ معاف کردیے جاتے اور دس درجے بلند کیے جاتے ہیں (احمد و ترمذی اور الفاظ احمد کے ہیں۔) اور ترمذی کے الفاظ یہ ہیں کہ (عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا

کہ اِن دونوں کو (یعنی حجر اسود و رکن یمانی کو) چھونا گناہوں کا کفارہ ہے اور میں نے حضور سے یہ بھی سنا کہ جو قدم بھی (طواف میں) اٹھایا جاتا اور رکھا جاتا ہے اس کے عوض ایک گناہ معاف ہوتا اور ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ (عبداللہ بن عمر نے فرمایا) اگر میں ایسا کروں تو (اسکی وجہ یہ ہے کہ) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اِن دونوں کو چھونا گناہوں کا کفارہ ہے اور میں نے آپ سے یہ بھی سنا کہ جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے وہ جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے اس کے عوض اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتے اور ایک گناہ معاف فرماتے اور ایک درجہ عطا فرماتے ہیں اور میں نے آپ سے یہ بھی سُنا کہ جو شخص پورے سات چکر گن کر لگائے اسکو غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے (حاکم و ابن خزیمہ۔ حاکم نے اسکو صحیح الاسناد کہا ہے اور الفاظ ابن خزیمہ کے ہیں) اور ایک روایت میں مختصراً یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حجر اسود و رکن یمانی کو چھونا گناہوں کو پوری طرح جھاڑ دیتا ہے (صحیح ابن حبان) ۳۷
(حافظ) فرماتے ہیں کہ اِس حدیث کو سب نے عطاء بن السائب کے واسطہ سے عبداللہ سے روایت کیا ہے۔

(۲) محمد بن منکدر اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے جس میں بیہودہ بات نہ کرے اسکو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملیگا (معجم کبیر طبرانی) اور اس کے سب راوی ثقہ ہیں ۞

(۳) حمید بن ابی سویہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن ہشام کو عطاء بن ابی رباح سے طواف کی حالت میں رکن یمانی کی بابت سوال کرتے ہوئے سُنا تو عطاء نے فرمایا کہ مجھ سے ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رکن یمانی پر ستر فرشتے مقرر ہیں تو جو شخص (اسکو چھوتے ہوئے) اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ ربنا اتنا

فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار کہتا ہے سب فرشتے آمین کہتے ہیں جب وہ حجر اسود پر پہنچے تو ابن ہشام نے) کہا اے ابو محمد (یہ عطار کی کنیت ہے) آپکو حجر اسود کے متعلق کیا پہنچا ہے؟ کہا مجھ سے حضرت ابوہریرہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس کو ہاتھ لگاتا ہے وہ رحمٰن کے ہاتھ سے مصافحہ کرتا ہے ابن ہشام نے کہا اے ابو محمد اچھا طواف کو تو بتلاؤ عطاء نے جواب دیا کہ مجھ سے حضرت ابوہریرہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور سات چکر لگائے اور اس حالت میں سوائے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کے اور کوئی بات نہ کرے اس کے دس گناہ مٹا دیئے جاتے اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی اور دس درجے بلند کئے جاتے ہیں اور جو شخص طواف کی حالت میں بات چیت بھی کرتا ہے (مراد دنیا کی جائز باتیں ہیں) وہ بھی

۳۸ رحمت میں اپنے دونوں پیروں سے اس طرح گھس جاتا ہے جیسے کوئی پانی میں۔ دونوں پیر ڈال کر گھسنے والا ہو (ابن ماجہ بواسطہ اسمٰعیل بن عیاش کے حمید بن ابی سویہ) اور ہمارے بعض مشائخ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

(۴) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بیت اللہ کا حج کرنیوالوں پر ہر دن میں ایکسو ۱۲۰ بیس رحمتیں نازل فرماتے ہیں جنمیں (۶۰) طواف کرنیوالوں پر اور (۴۰) نماز پڑھنے والوں پر اور (۲۰) ان لوگوں پر جو (بیت اللہ کی طرف) نظر کرنے والے ہوں (بیہقی بسند حسن)

ف سبحان اللہ حج بھی کیسی عجیب نعمت ہے کہ اگر کسی حاجی کو مکہ جا کر زیادہ طواف اور نماز کی توفیق نہ ہو اور مسجد حرام میں بیٹھا ہوا صرف بیت اللہ کو دیکھتا ہی رہے وہ بھی ہر دن (۲۰) رحمتوں کا مستحق ہوتا رہتا ہے میرے دوستو! اللہ تعالیٰ کی تو ایک رحمت بھی بیڑا پار کرنے کو کافی ہے تو اس شخص کا کیا کہنا جو ہر دن (۲۰) یا (۴۰) یا (۶۰) یا پوری ایکسو بیس ۱۲۰ رحمتوں کا

مستحق ہوتا ہو ؟ اے قوم! حج سے غفلت نہ کرو۔ یہ بہت بڑی دولت ہے ۱۲۔ مترجم

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہما ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیت اللہ کے گرد طواف کرنا نماز ہے مگر تم اس میں بات چیت کر سکتے ہو تو جو کوئی بات کرے وہ بھلائی کے سوا اور کسی قسم کی بات نہ کرے (ترمذی۔ وصحیح ابن حبان) ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث ابن عباس سے موقوفاً روایت کی گئی ہے اور ہمارے خیال میں عطاء بن السائب کے سوا اسکو کسی نے مرفوع نہیں کیا ✦

(۶) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت اللہ کا پچاس دفعہ طواف کرے وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا۔ گویا ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (ترمذی) اور ترمذی نے اس حدیث کو غریب کہہ کر یہ فرمایا ہے کہ میں نے محمد یعنے امام بخاری سے اس کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا کہ یہ حدیث ابن عباس سے موقوفاً روایت کیجاتی ہے مرفوع نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ موقوف بھی بحکم مرفوع ہے کیونکہ ثواب کا بیان کرنا صحابی کا کام نہیں ہے ۱۲ مترجم) ۳۹

(۷) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے وہ جو قدم اٹھاتا اور رکھتا ہے اللہ تعالیٰ ہر قدم پر اس کا ایک گناہ معاف فرما دیتے اور ایک نیکی لکھدیتے اور ایک درجہ بلند فرما دیتے ہیں (ابن خزیمہ وابن حبان اور لفظ ابن حبان کے ہیں)

(۸) عبداللہ بن عمرؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعتیں پڑھے اوسکو ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا (ابن ماجہ وصحیح ابن خزیمہ) اور یہ حدیث پہلے بھی آچکی ہے ✦

(۹) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جو شخص پوری طرح وضو کر کے حجر اسود کا استلام کرنے آئے وہ رحمت میں گھس جاتا ہے۔ پھر جب اس کا بوسہ لے اور بسم اللہ واللہ اکبر اشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ واشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ کہے رحمت اسکو ڈھانپ لیتی ہے پھر جب بیت اللہ کا طواف کرتا ہے تو ہر قدم پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے ستر ہزار نیکیاں لکھتے اور ستر ہزار گناہ معاف کر دیتے اور ستر ہزار درجے بلند فرماتے ہیں اور اسکے خاندان کے ستر آدمیوں کے حق میں اسکی شفاعت قبول فرماتے ہیں پھر جب مقام ابراہیمؑ پر آکر اسکے پاس دو رکعتیں ایمان اور طلب ثواب کیوجہ سے پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیئے اولاد اسمٰعیلؑ میں سے چار غلاموں کے آزاد کرنیکا ثواب لکھدیتے ہیں۔ اور گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے (ابوالقاسم اصبہانی موقوفاً)

(۱۰) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۴۰
حجر اسود کے بارہ میں فرمایا بخدا اللہ تعالیٰ اسکو قیامت کے دن اس حالت میں اٹھائیں گے کہ اسکے دو آنکھیں ہونگی جن سے دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے بولیگا اور جس نے اسکو سچی نیت سے (چھوا ہوگا یا) بوسہ دیا ہوگا اس کے لئے گواہی دے گا (ترمذی) اور اسکو حدیث حسن کہا ہے (وصحیح ابن خزیمہ وصحیح ابن حبان) اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ حجر اسود اور رکن یمانی کو قیامت کے دن اس حال میں اٹھائیں گے کہ دونوں کے آنکھیں ہونگی اور زبانیں اور لب ہوں گے جس نے انکو وفا حق کے لیے بوسہ دیا ہوگا اس کے واسطے گواہی دیں گے۔

(۱۱) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکن یمانی قیامت کے دن ابو قبیس پہاڑ سے بھی بڑا ہوگا اس کے زبان ہوگی اور دو لب (احمد بسند حسن) اور طبرانی نے اوسط میں روایت کرتے ہوئے اتنا زیادہ کیا ہے کہ جس نے اسکو حقانیت کیساتھ

کہ ایسا شخص مصیبت میں پریشان نہیں ہوتا ہے اسکی ایسی مثال ہے جیسے بچہ کہ اگر ماں کی گود میں ہو
تو اوسکو کسی بات سے پریشانی نہیں ہوتی تو خدا تعالیٰ ہمارے رب اور مالک ہیں پس اطاعت کی
وجہ سے جس قدر اون سے نزدیکی زیادہ ہوگی اوسی قدر زیادہ اطمینان ہوگا خواہ کیسی ہی مصیبت
ہو جیسا کہ بچہ کو ماں کے پاس۔ اسپر ایک حکایت یاد آئی کہ افلاطون نے حضرت موسیٰ سے
پوچھا تھا کہ جب آسمان کمان ہو اور دنیا کی مصیبتیں تیر ہوں اور خدا تعالیٰ نشانہ لگانے
والے ہوں تو آدمی کہاں جا کر بچے۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ تیر چلانے والے کے پاس جا کھڑا
ہو کیونکہ تیر دور والے پر چلاتے ہیں۔ کہنے لگا کہ بیشک آپ نبی ہیں ایسا علم نبیوں ہی کا
حصہ ہے تو خدا تعالیٰ کی نزدیکی جب ہوگی تو حقیقت میں جس کا نام مصیبت ہے وہ نہیں آسکتی یعنے
تکلیف نہ ہوگی چاہے صورت مصیبت کی ہو مگر دل میں وہ بالکل خوش ہوگا۔ ایک بزرگ
فرماتے ہیں کہ میری توبہ کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک مرتبہ قحط کے زمانہ میں میں نے ایک غلام کو
دیکھا کہ نہایت ہی خوش ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ دنیا میں تو قحط ہے اور تو ایسا خوش
ہے کہنے لگا کہ میں فلاں شخص کا غلام ہوں میرا کھانا کپڑا اوس کے ذمہ ہے اور اوس کے پاس
۲۱ ایک گانوں ہے اُس سے آمدنی آجاتی ہے وہ اس میں سے مجھ دونوں وقت کھانے کو دیتا
ہے اسلئے میں بالکل بے فکر ہوں یہ سنکر اون کے دل پر ایک چوٹ لگی کہ تیرے مالک کے
پاس تو زمین و آسمان کے خزانے ہیں پھر تو اس قدر فکرمند ہے تو واقعی جب خدا سے
نزدیکی بڑھ جاتی ہے بیفکری ہو جاتی ہے دیکھئے معمولی سے مالدار کیساتھ تعلق ہو جانے سے
کیسی بے فکری ہو جاتی ہے تو جو تمام خزانوں کا مالک ہے اوس کے ساتھ تعلق رکھنے سے
بے فکری کس طرح نہو ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ اونہوں نے لوگوں کو دیکھا کہ بھاگ رہے ہیں
پوچھا کیوں بھاگ رہے ہو لوگوں نے کہا کہ طاعون سے بھاگ رہے ہیں۔ آپ نے
فرمایا کہ اے طاعون تو میرے پاس آ۔ اور مجھے میرے مولا سے ملا۔ یہ دعا کرنی تھی کہ آپ کو
طاعون ہوگیا اور اوسی میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ جب خدا سے تعلق ہوتا ہے تو یہی
حالت ہوتی ہے کہ دوست کی طرف سے بلا بھی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اسی کو عراقی کہتے
ہیں کہ تیری تلوار سے ہلاک ہونا دشمن کو نصیب نہو۔ جب دوستوں کا سر حاضر ہے تو
اسپر مشق کیجئے بیقدر دشمن پر یہ عنایت کیوں کیجائے۔ تو اطاعت والوں کا

عہ شعر اون کا یہ ہے نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت * سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی ۱۲

یہ حال ہوتا ہے۔ اور جو نافرمان ہیں وہ ہر حال میں پریشان رہتے ہیں۔ زندگی میں بھی۔ اور
مرنے کے وقت بھی۔ ایک حکایت یاد آئی دیکھئے اطاعت والوں کا یہ حال ہوتا ہے
تھانہ بھون ہی میں ایک طالبعلم تھے جن کی اٹھارہ اُنیس برس کی عمر تھی چونکہ کئی طالبعلم
طاعون میں مر چکے تھے اس وجہ سے وطن جانے کا اون کا ارادہ تھا اسی میں انکو بھی طاعون
ہوگیا۔ دوسرے طالبعلموں کو خیال ہوا کہ ان کو بہت پریشانی ہوگی کیونکہ یہ گھر جانے
والے تھے کہ یکایک بیمار ہوگئے اسلیے تسلی دینے کو کہنے لگے کہ تم گھبراؤ نہیں خدا چاہیگا
تو اچھے ہو جاؤ گے کہنے لگے کہ یوں مت کہو اب تو یہ دعا کرو کہ خدا تعالے خیریت سے
اپنے پاس بلالیں اب تو اللہ میاں سے ملنے کو جی چاہتا ہے ایمان پر خاتمہ کی آرزو
ہے۔ ایک اور حکایت سنیئے میرے ایک دوست تھے۔ مولوی احمد علی وہ گورکھپور میں
برسوں سے تھے انکی بیوی کو وہاں طاعون ہوگیا۔ یہ اوس کے علاج کیلیے قنوج اونکے
میکے میں لائے وہ اچھی ہوگئی اور انہیں خود طاعون ہوگیا ایک روز اوسی حالت
میں لیٹے ہوئے تھے اچانک اُٹھکر پائنتی کی طرف بیٹھ گئے اور کسیکو سرہانے بیٹھنے کیلئے کہا اور
پھر یہ کہا کہ چلنے کے واسطے حاضر ہوں مگر ابھی وقت نہیں آیا۔ بارہ بجے کا وعدہ ہے اوس وقت ۲۱
چلوں گا۔ لوگوں نے سمجھا کہ دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہے ویسے ہی بڑبڑا رہے ہیں مگر جو کہہ
رہے تھے اوس کے موافق ٹھیک بارہ بجے روح نکلی حضرت یہ سب اطاعت کی برکت ہے
اطاعت کرنے والوں کے تو پاس بھی پریشانی نہیں آتی۔ پس ایک تو اطاعت میں
یہ فائدہ ہے دوسرے یہ کہ طاعون اون کے لیے رحمت ہے اور رحمت ہی کی وجہ سے
اونکی یہ حالت ہے کہ پریشانی نہیں ہوتی۔ پس اطاعت کرنے والے کو چاہے طاعون
ہی کیوں نہو مگر یہ دولتیں کیا تھوڑی ہیں جن سے گنہگار محروم ہے غرض اطاعت
سے اول تو بلائیں نہ آئیں گی اور اگر کسی مصلحت سے آ بھی گئیں تو پریشانی سے بچیں گے
یہ جواب ہوگیا شبہ کا۔ اب میں اصل مقصود کا خلاصہ پھر دُہراتا ہوں کہ اس حدیث اَلسَّعِیْدُ
مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ سے مقصود یہ ہے کہ دوسرے کی مصیبت دیکھکر اس گناہ سے
بچے جسکی وجہ سے اوسپر مصیبت آئی پس اب ختم کرتا ہوں اور خدا تعالے سے دعا کرتا ہوں
کہ وہ عمل کی توفیق دے۔ آمین۔ تمت

سلسلہ تسہیل المواعظ کی تیسری جلد کا چوتھا وعظ مسمی بہ دوسروں سے عبرت پکڑنا ختم ہوا۔

سلسلہ تسہیل المواعظ کی جلد سوئم کا پانچواں وعظ

مسمّٰی بہ

علم کی طلب

منتخب از وعظ پنجم ملقب بہ طلب العلم حصہ چہارم دعوات عبدیت

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خطبۂ ماثورہ۔ اَمَّا بَعْدُ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

مَنْهُوْمَانِ لَا يَشْبَعَانِ طَالِبُ الْعِلْمِ وَطَالِبُ الدُّنْيَا۔

ترجمہ۔ دو حریص ہیں کہ اون کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔ علم کے طالب کا اور دنیا کے طالب کا۔ یہ ایک حدیث ہے جس کے الفاظ اسوقت پڑھے گئے۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت سچا واقعہ جس کا نتیجہ عجیب غریب ہے بیان فرمایا ہے اور اس سے ایک ضروری بات کی طرف توجہ دلائی ہے مگر باوجود ضروری ہونے کے ساتھ ہمکو اِس سے غفلت ہی ہے۔ اسیوجہ سے میں نے اِسوقت بیان کے لیے اوسکو اختیار کیا کہ بات ضروری ہے اور بڑے کام کی مگر لوگ اوس سے غافل ہیں پھر اس سے زیادہ ضرورت اور کیا ہوگی۔ چنانچہ بیان سے اسکا ضروری اور مفید ہونا اور اوس سے ہمارا غافل ہونا معلوم ہو جائے گا۔ اور انھیں دو نوں باتوں کے بتلانے کی ضرورت بھی ہے کیونکہ جو بات مفید ہو اول تو اوسیرا طلاع

ہونی چاہئے۔ پھر یہ دیکھنا چاہیئے کہ اوس کے متعلق ہماری حالت کیا ہے اور ہونی کیا چاہئے
ترجمہ حدیث کا یہ ہے کہ دو حریصوں کا پیٹ نہیں بھرتا۔ طالب علم کا اور طالب دنیا کا
حرص کا خاصہ ہے کہ جس قدر چیز بڑھتی جائے اوسیقدر اوسکی طلب بڑھتی جائے
پس اس حدیث میں دو حریصوں کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
ان کا بھی پیٹ نہیں بھرتا ایک تو طالب علم کا دوسرے طالب دنیا کا۔ یہاں
علم سے مراد دین کا علم ہے کیونکہ شریعت نے علم اوسی کو قرار دیا ہے۔ رہا دنیا
کا علم تو وہ شریعت کی نظر میں علم نہیں ہاں اگر وہ دین کا ذریعہ ہو جائے تو تابع
ہوکر علم دین میں داخل ہو جائے گا ورنہ نہیں اسکی ایسی مثال سمجھو کہ لکڑی کھانے
کی چیز نہیں ہے اور وہ کھائی نہیں جاتی لیکن چونکہ وہ ذریعہ ہے کھانا تیار ہونیکا
اسلیئے اوسکو بھی کھانے کے حساب میں شمار کرتے ہیں دیکھئے جب کھانیکا
حساب ہوتا ہے تو یہی حساب ہوتا ہے کہ ایک روپیہ مہینے کی لکڑیاں صرف
۲ ہوئیں اور کھانا سب خرچ ملا کر پانچ روپیے میں پڑا اب اگر کوئی کہے کہ کیا لکڑیاں
بھی کھاتے ہو جو اوسے کھانے کے حساب میں شمار کرتے ہو تو اس اعتراض
کرنے والے کو سب لوگ دیوانہ بتلائیں گے اور جواب دیں گے کہ جو چیز ذریعہ
ہو کسی مقصود کا وہ تابع ہو کر مقصود ہی میں شمار ہوتی ہے اسوجہ سے
لکڑیاں بھی کھانے میں شمار ہوئیں۔ کیونکہ وہ اوس کا ذریعہ ہیں اسیطرح دنیا
کا علم اگر ذریعہ ہو دین کا تو اسکو بھی اسی میں داخل کر دیں گے لیکن اصل علم دین
ہی ہے اور جو علم دین کا علم نہ ہو اور نہ اوس کا ذریعہ ہو وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے
حدیث میں ہے اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ لَجَہْلًا۔ کہ بعض علم ایسے ہیں کہ اون کا نام تو
علم ہے اور حقیقت میں وہ جہالت ہیں اس میں دنیا کا علم بھی داخل ہے جبکہ وہ
ذریعہ نہو دین کا اور وہ علم دین بھی اس میں داخل ہے جبکہ عمل نہو کیونکہ مقصود
دیندار بننا ہے اور جب علم سے یہ بات پیدا نہوئی تو خواہ کیسا ہی علم ہو
جہالت ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎ علمے کہ رہ بحق ننماید جہالت است

حدیث کا ترجمہ

علم سے مراد علم دین ہے اور دنیا کا علم کب علم دین ہو جاتا ہے

یعنی جو علم تجھکو خدا تک نہ پہونچاوے جہالت ہے۔ اِس وقت ہندوستان کے معرف میں دنیا کے ہنر کو بھی علم کہا جاتا ہے مگر شریعت کی نظر میں وہ علم نہیں اور یہ بالکل ایسا ہے جیسا کہ دنیا والوں کی نظر میں بہت سے علم علم نہیں سمجھے جاتے جیسے غلیظ اوٹھانا اور جوتہ گانٹھنا کوئی عزت دار آدمی اسکو علم نہ شمار کرے گا حالانکہ وہ بھی ایک ہنر ہے مگر حقیر ہونے کی وجہ سے اوسکو علم کی فہرست سے نکالدیا گیا تو معلوم ہوا کہ اسپر سب عقلمندوں کا اتفاق ہے کہ علم وہ ہے جس میں کوئی وجہ شرف کی بھی ہو۔ تو شرع کی نظر میں چونکہ علم دین کے سوا دوسرے علموں کے اندر کوئی شرف نہیں اسواسطے اون کو علم نہیں شمار کیا پس اس بات پر تعصب کا الزام نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ جو جواب آپ مہتر کے علم کو علم نہ کہنے میں دیں گے وہی جواب شریعت کی طرف سے آپ کو ملے گا۔

غرض یہ کہ حدیث کے اندر علم سے مراد علم دین ہے تو حضورؐ فرماتے ہیں کہ ان دو شخصوں کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا ایک علم دین کا طالب دوسرا دنیا کا ۳
طالب۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو ہر شخص کے دیکھنے میں آتا ہے مگر مقصود صرف واقعہ کا بیان کرنا اور خبر دینا نہیں ہے کیونکہ یہ تو ایک فضول بات ہے، اور حضورؐ کی یہ شان نہیں کہ فضول باتوں کو بیان کریں بلکہ میں غور کرتا ہوں تو عام طور پر دیکھتا ہوں کہ جتنی خبریں حضورؐ کے کلام میں ہیں اون سے خبر دینا مقصود نہیں ہے بلکہ کوئی حکم مقصود ہے خواہ عقیدہ کے متعلق ہو یا عمل کے پس حدیث قرآن میں جب کوئی خبر دیکھی جائے سمجھ لیا جائے کہ مقصود اس سے کوئی حکم ہے یہاں تک کہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کے اندر جو یہ خبر دیگئی ہے کہ اللہ ایک ہے اس سے بھی مقصود یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھو کہ اللہ ایک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم روحانی حکیم ہیں۔ آپ ہمارا علاج کرتے ہیں اور حکیم کا کسی کو یہ کہنا کہ تم کو تپ دق ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم اس کا علاج بہت جلد کرو اسیطرح حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم جہاں کوئی خبر بیان فرماتے ہیں تو اس میں یا تو اپنے

کسی دوا کی خاصیت بیان کی ہے یا مرض کی خبر دی ہے اور دونوں سے مقصود یہی حکم ہے کہ اپنا علاج کرو پس ہر عقلمند پر ضروری ہے کہ ہر خبر کے اندر حکم کا پتہ چلالے سو یہں حدیث میں بھی ایک حکم مراد ہے اور وہ یہ کہ دنیا کی حرص چونکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ناپسند ہے اسلئے اسکو چھوڑ دو اور علم دین چونکہ اون کے نزدیک بہت پسند ہے اسلئے اوسکو طلب کرو یہ تو خلاصہ تھا اب پورا بیان سنئے کہ دنیا کی نسبت تو سب ہی کو معلوم ہے کہ جب اوسکی طلب ہوتی ہے تو واقعی ہرگز پیٹ نہیں بھرتا۔ اور حدیث میں بھی ہے کہ اگر آدمی کے پاس دو نالے مال کے ہوں تو یہ چاہے گا کہ تیسرا اور ہو۔ اور دو نالوں کے ہونے سے یا تو مراد ہے کہ خود چاندی سونے کا نالہ بہنے لگے اور یا یہ مراد ہے کہ جتنی بڑی زمین میں نالے ہوا کرتے ہیں اتنی بڑی جگہ میں مال بھرا ہو۔ اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ آدمی کا پیٹ کوئی چیز نہیں بھرتی سوائے قبر کی خاک کے ۔مطلب یہ ہے کہ جبتک زندہ رہتا ہے

۴ کسی طرح آدمی کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔ تو حدیث کا مضمون تھا بزرگوں نے اور حکماء نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ اور یہ نظر بھی آرہا ہے۔ خاصکر اس زمانہ میں کہ آجکل تو لوگ تعلیم بھی دیتے ہیں حرص دنیا کی جس کا نام ترقی رکھا ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا کی ترقی کرو۔ اور تھوڑے پر کفایت نہ کرو۔ میں دنیا کی ترقی کو منع نہیں کرتا مگر دنیا کو قبلۂ توجہ اور مقصود اصلی بنانے سے روکتا ہوں۔ دنیا کا حاصل کرنا منع نہیں ہے۔ لیکن دنیا کی حرص منع ہے۔ حضور ؐ نے فرمایا ہے کہ حلال کا حاصل کرنا فرض ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت جڑ ہے ہر گناہ کی تو کمانا دنیا کا دنیا نہیں اور محبت اور طلب دنیا کی دنیا ہے جہاں یہ پیدا ہو جاتی ہے تو حرص غالب ہو جاتی ہے اور ضرورت کی مقدار پر کفایت نہیں رہتی اور یہی خدا کے نزدیک ناپسند بھی ہے اور اسکی خرابیاں بھی ظاہر ہیں اور نظر آرہی ہیں اسی طرح علم کی طلب میں علم والوں کی حالت ہے چنانچہ اون کو دیکھ لیجئے کہ اون سے کبھی اون کا پیٹ نہیں بھرتا کتنا ہی بڑے سے بڑا عالم ہو ہمیشہ کسی نہ کسی مسئلہ کی

دنیا کے طالب کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا

ترقی دنیا کی منع نہیں بلکہ مقصود بنانا منع ہے

علم کے طالب کا علم سے پیٹ نہیں بھرتا

تلاش میں رہتا ہے اور جو کچھ حاصل ہوتا ہے کبھی اوس پر کفایت نہیں کرتا اور جب تلاش سے معلوم ہو جاتا ہے تو اوسکو بڑا مزہ آتا ہے خلاصہ یہ کہ نہ دنیا کے طالب کا پیٹ بھرتا ہے اور نہ علم کے طالب کا۔ اور یہ بالکل واقعہ ہے اور آنکھوں سے نظر آرہا ہے پس جب یہ ایسی ظاہر بات ہے اور ہر شخص اسکو جانتا ہے تو اس کا خبر دینا فضول بات ہے اور حضورؐ کا کلام اس سے پاک ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مقصود اس خبر دینے سے کچھ اور ہے اور وہ یہی ہے کہ ایک حرص کے چھوڑنے کا حکم ہے اور ایک حرص اختیار کرنے کا حکم ہے اور اس حدیث میں ایک بات یہ بھی سمجھنے کی ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی طلب اور علم کی طلب کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتیں جسکو دنیا کی طلب ہوگی اوسکو علم کی طلب نہیں ہوسکتی اور جسکو علم کی طلب ہوگی اوسکو دنیا کی طلب نہیں ہوسکتی اور دوسری حدیث میں ہے کہ
5 علم کی طلب ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے تو اب دونوں حدیثوں کے ملانے سے نتیجہ یہ نکلا کہ علم کی طلب میں تو کمی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ وہ فرض ہے اور چونکہ دنیا کی طلب اوس کی ضد ہے اور اوس کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتی اسلئے دنیا کی طلب نہ چاہیئے۔ پس حضورؐ نے آگاہ کردیا کہ اصلی کام مسلمان کا علم دین کا طلب کرنا ہے نہ دنیا کا۔ اور اس سے اونکی غلطی ظاہر ہوئی جو علم دین کو چھوڑ کر دنیا کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں کہ میں دنیا کمانے کو منع نہیں کررہا۔ بلکہ حرص اور طلب سے منع کررہا ہوں دنیا کمانا وہ ہے جس میں دنیا کا نقصان نہ ہو اور اسکی طلب یہ ہے کہ دین مغلوب یا گم ہو جاوے۔ تو اصل مقصود علم دین ہونا چاہیئے اور دنیا کا علم ہو تو دین ہی کا ذریعہ بناکر ہو۔ دیکھو جب ایک شخص گھوڑے کی خدمت کرتا ہے تو اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ سواری یا سفر کے کام آئے اب اگر کوئی شخص ہمیشہ گھوڑے کو کھلانے پلانے اور اس سے کبھی کام نہ لے تو سب اسکو بے وقوف کہیں گے۔ غرض گھوڑے کی خدمت منع نہیں مگر جب

اِس قدر اوسکی خدمت اور آرام کا خیال ہو کہ اصل مقصود ہی فوت ہو جاوے۔ اور گھوڑا ہی مطلوب بنجاوے تو اوسے روکا جاوے گا۔ اور اصل مقصود کو حاصل کرنے کا حکم دیا جاوے گا۔ اسی طرح دنیا کا حاصل کرنا اس درجہ میں کہ اوس سے اصل مقصود میں جو کہ دین ہے خلل نہ آوے کوئی گناہ نہیں اسی کو حدیث میں اس طرح فرمایا ہے کہ حلال کا کمانا بھی فرض ہے بعد اور فرضوں کے۔ اور اسکو جو بعد میں اور فرضوں کے کہا تو عجب نہیں کہ اسی اشارہ کے لیئے ہو کہ یہ تابع ہے دین کا اور اصل مقصود علم دین کی طلب ہے۔ مگر اسوقت مسلمان بڑی غافلی میں پڑے ہیں کہ علم دین کی طلب میں کم مشغول ہیں اور دنیا میں بہت زیادہ مشغول ہیں۔ بعض کی تو یہ کیفیت ہے کہ مہینوں بھی انکو کوئی مسئلہ دریافت کرنے کی نوبت نہیں آتی کیا ان لوگوں کو کبھی ضرورت نہیں ہوتی یا کبھی کوئی شبہ نہیں پڑتا۔ بات یہ ہے کہ ایک تو دین سے بے پروائی ہے دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ لوگوں نے بہت سے کاموں کو دین سے الگ کر رکھا ہے اونکو دین ہی نہیں سمجھتے جیسے آپس کے معاملات خریدنے بیچنے وغیرہ کے یا رہنے سہنے کی طریقے اور ملنے جلنے کے قاعدے یا اچھی بری خصلتیں جیسے صبر و شکر کینہ و حسد ان سب کو لوگوں نے دین سے باہر سمجھ رکھا ہے۔ بہت کم لوگ ہیں جو جائداد خرید کر یا بیچکر کسی مولوی کو اوس کا مسودہ دکھلاتے ہوں کہ کوئی بات اس میں خلاف شریعت تو نہیں۔ بس یوں سمجھ رکھا ہے کہ اسکو دین سے کیا واسطہ حالانکہ دین خدا تعالےٰ کا ایک قانون ہے۔ اور قانون ہر چیز کے متعلق ہوتا ہے۔ آپ حکومت کے قانون کو دیکھ لیجئے کیا حکومت میں معاملات کے لیے کوئی قانون مقرر نہیں۔ یا قانون پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اگر ایسا ہے تو بلا لیسنس کے افیون بیچنے کی ہی ہمت کیجئے۔ اگر کوئی ایسا کرے تو کیا قانون کی پکڑ اوس پر نہ ہوگی کیا وہاں بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ اسکو قانون سے کیا واسطہ۔ وہاں کیا یہ عذر چل سکے گا ہرگز نہیں بلکہ کہا جاوے گا کہ

تنبیہ طلب علم دین

۶ معاملات اور اخلاق اور رہنے سہنے کے طریقے بھی دین میں داخل ہیں

ان تمام واقعات سے نسخۂ ثانیہ کی صحت واضح ہوتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ دقوقی کے اپنے معترضین کے نہ پہچاننے کو مضمون مصرع اول کی تائید میں بیان نا مقصود ہے انہیں واقعات میں غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ؎

اشک رفت از دو چشمش وان دعا بیخود از وے مے برآمد برسما

میں لفظ بیخود فرط شفقت کے باعث انہماک فی الدعا کے سبب استعمال کیا گیا ہے اور آن دعائے بیخودان خود دیگر ست میں لفظ بے خودان بمعنی مطلق فانیان مستعمل ہوا ہے جس میں اہل اللہ متبتین دعا مثل دقوقے اور نافین دعا سب داخل ہیں۔ چنانچہ مولانا نے خود اسکو صاف کردیا۔ اور فرما دیا ہے۔ آن دعا حق میکند چون او فنا ست ۔الخ اور آن دعا و آں اجابت از خداست ۔میں نسبت دعا بجناب حق سبحانہ عام ہے اس سے کہ وہ ابتدا ہی سے منسوب بحق ہو جیسے کہ دعائے منکرین دعا جن پر اول ہی سے فنا غالب ہے یا ابتداءً تو داعین ہی کی طرف سے ہو مگر بعد غلبہ فنا در حالت دعا منسوب بحق سبحانہ ہوگئی ہو اسوقت دعاء دقوقے کا منسوب بحق سبحانہ ہونا بھی صحیح ہوگا۔ اور از خود ہونا بھی درست ہوگا۔ کیونکہ وہ ابتدا اگر تو خود دقوقے کی جانب سے تھی اور بعد غلبہ فنا بحالت اشتغال بدعا منسوب بحق ہوگئی تھی اور معترضین کا یہ فرمانا بھی درست ہوگا کہ ؎

او فضولے بودہ است از انقباض
کرد بر مختار مطلق اعتراض

اس وقت یہ شبہ نہیں ہوسکتا کہ دو باتوں میں سے ایک بات لازم ہے یا تو دقوقے کی دعا منسوب بحق نہ ہوگی یا اعتراض معترضین صحیح نہ ہوگا۔ اور یہ دونوں باتیں ظاہر کلام مولانا کے خلاف ہیں۔

وتقریر الدفع واضح۔

شرح شبیری

بعض اولیاء اللہ کی صفت کہ وہ احکام الٰہی پر راضی ہوتے اور یہ دعا نہیں کرتے کہ اے اللہ اس حکم کو پھیر دے

بشنو اکنون قصۂ آن رہروان کہ ندارند اعتراضے در جہان ۲۷۱

یعنی اب اون سالکوں کا قصہ سنو جو کہ دنیا میں اعتراض نہیں رکھتے ہیں۔

ز اولیاء اہل دعا خود دیگرند کہ ہمی دوزند و گاہے می درند

یعنی اولیاء اللہ میں سے اہل دعا اور ہی ہیں جو کہ کبھی سیتے ہیں اور کبھی پھاڑتے ہیں مطلب یہ کہ صورتاً کچھ اپنی رائی بھی لگاتے ہیں تو ایسے حضرات تو اور ہیں

قوم دیگر می شناسم ز اولیا کہ دہانشان بستہ باشد از دعا

یعنی میں اولیاء اللہ کی ایک اور قوم کو پہچانتا ہوں کہ اون کا منہ دعا سے سلا ہوا ہے

از رضا کہ ہست رام آن کرام جستن دفع قضاشان شد حرام

یعنی رضا کی وجہ سے جو کہ اون کرام کی طبع ہے قضا کا دفعیہ تلاش کرنا اون کے لئے

حرام ہے (اسلئے کہ)

در قضا ذوقے ہمی بینند خاص کفرشان آید طلب کردن خلاص

یعنی یہ حضرات قضا میں ایک ذوق خاص دیکھتے ہیں تو اون کو خلاصی طلب کرنا کفر معلوم ہوتا ہے۔

حسن ظنے بر دل ایشان کشود کہ نپوشند از غمے جامہ کبود

یعنی اون کے قلب پر ایک حسن ظن کھل گیا ہے کہ وہ کسی غم کی وجہ سے جامہ کبود نہیں پہنتے۔ مطلب یہ کہ چونکہ اون کو قضا سے ایک حسن ظن ہے اسلئے وہ کسی ظاہری غم سے غم نہیں کرتے +

۲۷۵ ہرچہ آید پیش ایشان خوش بود آب حیواں گردد از آتش بود

یعنی اون کے سامنے جو کچھ آتا ہے اچھا ہی معلوم ہوتا ہے اور اگر آتش بھی ہو وہ آب حیوان بنجاتی ہے +

زہر در حلقوم شاں شکر بود سنگ اندر راہ شاں گوہر بود

یعنی اون کے حلقوم میں زہر بھی شکر ہو جاتا ہے اور پتھر اونکی راہ میں گوہر ہو جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کو دیکھتے ہیں کہ یہ اقتضا قضا کا ہے تو وہ اسپر راضی رہتے ہیں۔ اگرچہ وہ بظاہر کیسی ہی ناگوار بات ہو۔ مگر اونکو گوارا اور خوش ہی معلوم ہوتی ہے۔ اسکی شان ایسی سمجھو کہ اگر کوئی محبوب مجازی کسی عاشق سے ملے اور پکڑ کر اسکی ناک دبادے زور سے بغل میں دباوے کہ اوس عاشق کی ہڈی پسلی الگ الگ ہونے لگے تو چونکہ یہ جانتا ہے کہ یہ جو کچھ کر رہا ہے میرا محبوب کر رہا ہے اسکو ان ظاہری تکلیف دہ باتوں سے تکلیف نہیں ہوتی

بلکہ اوسپر وہ سرور وصال اسقدر غالب ہوتا ہے کہ اس کلفت کو محسوس ہونے ہی نہیں دیتا۔ تو اسی طرح یہ حضرات قضاء حق پر اس طرح راضی ہوتے ہیں کہ سچ یہ ہے کہ اونکو اوس سرور کیوجہ سے کرب اور تکلیف معلوم ہی نہیں ہوتی ہے۔

جملگی یکسان بود شان نیک و بد ۔ از چہ باشد این ز حُسن ظن خود

یعنی اون حضرات کو سب نیک و بد یکساں ہی ہوتا ہے۔ اور یہ کس وجہ سے ہوتا ہے اپنے حُسن ظن کیوجہ سے مطلب یہ کہ بظاہر گوارا ہو یا ناگوار وہ ہر حالتمیں خوش ہی رہتے ہیں اور اونکی یہ خوشی صرف اس لیے ہوتی ہے کہ جو اونکو حق تعالیٰ سے ایک حُسن ظن ہوتا ہے۔ اور وہ ہمیشہ خوش ہی رہتے ہیں۔

کفر باشد نزد شان کردن دُعا ۔ کاے الہٰ از ما بگردان این قضا

۲۷۶ یعنی اون کے نزدیک دعا کرنا کہ اے الٰہی ہم سے اس قضا کو پھیر دے کفر ہے مطلب یہ کہ وہ اسکو مشیت ایزدی میں دخل دینا سمجھتے ہیں اور مشیت میں دخل دینا کفر ہے ہی۔ لہذا وہ اپنے گمان کے مطابق اسکو کفر خیال کرتے ہیں۔ اور یہ انکی ایک حالت ہوتی ہے باقی اصل وہی ہے جو حالت کہ انبیاء کی تہی کہ رضا کے ساتھ دعا ہو آگے دو حکایتیں ایسی کہ وہ دعا کو پسند نہیں کرتے اور قضا پر راضی رہتے ہیں لاتے ہیں۔ ایک تو حضرت بہلولؒ کی کہ اونہوں نے کسی بزرگ سے سوال کیا تہا کہ آپکا مزاج کیسا ہے اونہوں نے کہا کہ اوس شخص کا مزاج کیا پوچھتے ہو کہ جسکی مرضی کے خلاف تمام جہان میں ایک پتا نہ ہلتا ہو۔ حضرت بہلولؒ بولے کہ اسکے کیا معنی ہیں اون بزرگ نے کہا کہ یہ تو مسلم ہے کہ حق تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں ہوتا۔ اور جس نے اپنی مرضی کو مرضی حق میں فنا کر دیا ہو۔ اور اوسکو اتحاد (اصطلاحی) نصیب ہو چکا ہو تو جو کام کہ مرضی حق کے موافق ہونگے لامحالہ اس شخص کی مرضی کے بھی موافق ہونگے اور بے مرضی حق کے کوئی پتا

قال الله تعالى تلك امانيهم قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين

لما دلت الآية على ان الدعوى بلا برهان مما يجب منه التعفف وكان الحكم على غير الحق بكونه حقا او خلافه التعسف كما ان عكسه داخل في التقشف وكان الابتلاء في هاتين البليتين قد كثر في احاديث التصوف وكانت الرسالة الملقبة

التشرف بمعرفة احاديث التصوف

مع ترجمتها الموسومة به

تكميل التصرف في تسهيل التشرف

وافية عن كلتيهما لما فيهما من التحقيق والتعرف خالية عن المجازفة والتكلف هذا جزء ثالث منها فالمأمول عليها بعد انشاء الله تعالى عن التاسف وقرب الى التنظف من تصنيف صاحب الفهم والتعرف كاشف معضلات التصوف مولانا المولوی الحاج الشاه اشرف علی سلمه الله الولی العلی فلاجل افادة اهل التلطف

اهتم بطبعها محمد عثمان حفظه الله عن التلهف

فی المطبع المعروف بمحبوب المطابع الواقع فی دهلی

شائقین مثنوی معنوی کو مژدہ

آجکل تقریباً ہر تعلیم یافتہ شخص کو مثنوی مولانا رومی سے ایک خاص دلچسپی ہے۔ مگر نا واقفی فن کیوجہ سے اسکے مطالب کے سمجھنے میں بڑی دقت اور خرابیاں واقع ہوتی ہیں چنانچہ اکثر شریعت و طریقت کو علیحدہ سمجھنے لگے یہ غلطی ایسی عام ہو رہی ہے کہ اس میں بہت کثرت سے لوگ مبتلا ہیں۔ اسکی وجہ کچھ تو مکار اور شکم پرور صوفیوں اور سجادہ نشینوں کی بدولت ہے جنہوں نے مثنوی کے اشعار میں اپنے خود ساختہ مطالب کا اضافہ کرکے خواہشات نفسانی کے پورا کرنیکا ذریعہ بنایا۔ اور متدین مولویوں کو بوجہ طریقت سے نابلد بتا کر عوام کو الحاد و زندقہ کی سرحد تک پہنچا دیا۔ دوسری وجہ زمانہ حال کی مروجہ اور غیر معتبر یا قدیم ادق اور نا آشنا شرحوں کی تدوین ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مثنوی مولانا رومی کی جتنی قدیم شرحیں یا حواشی ہیں وہ اس قدر ادق اور طویل ہیں کہ عام لیاقت کے لوگ ان کے مطالب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں اور جو شرحیں عام فہم اور رائج الوقت ہیں انمیں اس کثرت سے غیر متعلق باتیں اور رطب و یابس اقوال جمع کر دیے گئے ہیں جس سے غلط بحث ہونے کے ساتھ ساتھ مطالب بالکل خبط ہو جاتے ہیں بلکہ اکثر مقامات شرعی حدود سے اس درجہ متجاوز ہو گئے ہیں کہ نعوذ باللہ کفر و زندقہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دقتوں سے محفوظ ہو جائیں اور ایمان کی زندگی و فلاح سے مامور رہیں تو حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کی نہایت عام فہم مختصر مگر جامع و مدلل

شرح کلید مثنوی کا مطالعہ کریں

کلید مثنوی کی سب سے بڑی اور ممتاز خوبی یہ ہے کہ تمام ایسے مسائل جن کے مطالب کے سمجھنے میں غلطیوں کی وجہ سے نعوذ باللہ لوگ کفر و شرک میں مبتلا ہو گئے۔ اور اپنی کوتاہ نظری کیوجہ سے شریعت اور تصوف دو الگ چیز سمجھنے لگے ہیں ان تمام مسائل کو نہایت صاف اور واضح عبارت میں قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے ان احادیث کے دیکھنے کے بعد تمام شبہات رفع ہو جاتے ہیں اور وہی مسئلہ جو شریعت کے خلاف معلوم ہوتا تھا۔ خالص شرعی مسئلہ معلوم ہوتا ہے ٭

الغرض اسی شرح میں تمام مسائل تصوف نہایت عجیب و غریب انداز سے قرآن و حدیث کے دلائل و براہین سے بیان کئے گئے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں قیمت دفتر اول [illegible] دفتر دوم [illegible] ایضاً دفتر ششم [illegible]

المشتہر محمد عثمان۔ تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام فیضہم کی مفید عوام و خواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں کی گئی تو قولی و عملی بے قیدی کا نام تصوف کہہ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہہ دیا۔ اسی طرح اس کے مسائل مثل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہا کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک میں مبتلا ہو گئے اور بعض حضرات ایسے ہیں کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھ کر اس کے نام سے گھبرانے لگے تو ان کو یہ ضرر ہوا کہ اس کے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوت پیدا ہو گئی اور بعض حضرات ایسے ہیں جو منکر نہیں ہیں حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے علم شریعت کو دیکھنا چاہیے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اس کے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں نظر بر آں حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف الصدر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی کہ جس سے تصوف کی حقیقت اور اس کے ضروری مسائل کی تحقیق جس میں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہو گئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادھر متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکالات حل ہونے کے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آویں گے جو نہایت کار آمد ہیں چنانچہ تفصیل بیانات کی یہ ہے +

جلد اول میں یہ مضامین ہیں۔ مسائل متعلقہ نوافل حقیقت طریقت یعنی خلاصہ سلوک حقوق طریقت یعنی طریقہ میں داخل ہو کر جو جو کام کرنے ہوں گے۔ تحقیق کرامت۔ تحقیق مسمریزم طلسم کشائے فرملیسن یعنی فریمیسن کی تحقیق۔ علاج وساوس بعض مضامین مفیدہ ضروریہ۔ خمسہ اردو برائے ترغیب طالبان مضامین عجیبہ ضروریہ۔ تذکیر موت۔ اشعار شوق موت۔

جلد دوم میں دو رسالے ہیں۔ اول ملخص الانوار والتجلی اس میں تصوف کے ایک اہم مسئلہ تنزلات ستہ

اور جامعیت ان کی تحقیق نہایت عجیب اور سہل اور مطابق شریعت عزا کے فرمائی ہے یہ رسالہ عربی زبان میں ہے دوسرا
الفتوح فیما یتعلق بالروح اردو اس رسالہ میں روح کے متعلق حکمائے متقدمین متاخرین صوفیہ کے مذاہب
بیان فرمائے ہیں اور ان میں جو مذاہب باطل ہیں انکی تردید اور مذہب حق کا اثبات اور یہ کہ عذاب و ثواب
کس روح کو ہوتا ہے اور یہ کہ روح مجرد ہے یا مادی تمام مباحث کو مدلل و مفصل بیان فرمایا ہے۔
جلد سوم۔ اسکے دو جز ہیں اول رسالہ مسائل المثنوی اردو ہے اسمیں کلید مثنوی شرح دفتر اول مثنوی مولانا روم کے
مسائل سلوک مثل وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود و معنی ابن الوقت و ابوالوقت و مسئلہ عینیت و غیریت و طرق و
وصول و غیر ذلک کو ملتقط فرماکر نہایت خوبی سے جمع فرمایا ہے۔ اسکی تالیف کی غرض یہ تھی کہ جن لوگوں کو
مثنوی شریف کی استعداد نہ ہو مگر اس کے مسائل پر مطلع ہونا چاہیں وہ ان کو کلید مثنوی کی حاجت نہ رہے اور دوسرا
جزو اس جلد کا بعض مضامین ضروریہ امداد الفتاوی کے ہیں جن کی خوبی اور ضرورت دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے +
جلد چہارم میں صرف رسالہ عرفان حافظ ہے یہ رسالہ لسان الغیب حضرت حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے دیوان کی ردیف الف
تک شرح ہے جس میں سلوک و تصوف کوٹ کوٹ کر بھر گیا ہے۔ اسکی خوبی سے بیان قاصر ہے اور شرح یا
اس دیوان کے دیکھنے کے بعد اسکو دیکھا جاوے تو اس وقت معلوم ہوگا کہ یہ کیا شے ہے +
جلد پنجم۔ اس کے تین جزو ہیں اول جزو حقیقۃ الطریقۃ۔ اس میں تیرہ باب ہیں جن کے مضامین مختلط
طور سے لکھے ہیں اور ہر مضمون پر اس بات کا بھی نام لکھدیا ہے جس بات کا وہ مسئلہ ہے اور وہ تیرہ باب یہ ہیں اخلاق
احوال۔ اشغال۔ تعلیمات۔ علامات۔ فضائل۔ عادات۔ رسوم۔ مسائل۔ اقوال۔ توجیہات۔ اصلاح
متفرقات۔ ان ابواب کے مضامین کو تین سو تیس احادیث صحیحہ سے ثابت فرمایا ہے جس کے دیکھنے سے صوفی
غالی کا غلو اور منکر تصوف کا انکار کافور ہوجاتا ہے۔ یہ کتاب بالکل ایک نئی شان سے لکھی گئی ہے
حضرات صوفیہ رحمہم اللہ کے اشغال و رسوم وغیرہا کو حدیث سے ثابت فرمایا ہے دوسرا جزو اس جلد کا
رسالہ النکت الدقیقۃ۔ ہے اسمیں بعض مضامین ضیاء القلوب و دیگر رسائل کو بھی (جن پر بعض
اہل ظاہر حضرات کے شبہات ہیں اور ان کو بدعت فرماتے ہیں) احادیث سے ثابت فرمایا ہے تیسرا جزو تائید
الحقیقۃ عربی مع ترجمہ اردو ہے جو کہ حقیقۃ الطریقۃ کے بعد ہے۔ اس میں آیات سے مقاصد سلوک کو
ثابت فرمایا ہے۔ اس مرتبہ تمام جلدوں کو ایک جگہ رکھا ہے۔ قیمت پانچ روپیہ۔ علاوہ محصولڈاک۔

المشتہر محمد عثمان۔ تاجر کتب۔ دریبہ کلاں۔ دہلی

الحديث الوحدة
خير من جليس
السوء والجليس
الصالح
خير من الوحدة
وإملاء الخير
خير من
الصمت
والصمت خير من
إملاء الشر الحاكم
وأبو الشيخ
والعسكري عن
أبي ذر مرفوعًا
والديلمي عن أبي هريرة
ف فيه إصلاح
لغلو من رجح الوحدة
والصمت مطلقًا
وسر مسئلة
الوحدة الفرار
بدينه عن
الفتن وسر

حدیث تنہائی بہتر ہے بُرے ہمنشین سے اور
اچھا ہمنشین بہتر ہے تنہائی سے اور نیک
بات کہنا بہتر ہے خاموشی سے اور خاموشی بہتر
ہے بُری بات کہنے سے روایت کیا اسکو
حاکم اور ابو الشیخ اور عسکری نے ابوذر سے
مرفوعاً اور دیلمی نے ابو ہریرہؓ سے ف
اس میں اوس شخص کے غلو کی اصلاح ہے
جو گوشہ گیری کو اور خاموشی کو علی الاطلاق
ترجیح دیتا ہے (تو اس تفصیل سے اس اطلاق
کی اصلاح ہو گئی) اور راز مسئلہ وحدۃ کا اپنے دین
کی حفاظت کیلئے فتنوں سے بھاگنا ہے سو
جہاں ملنے جلنے میں اس فتنہ کا احتمال ہو وہاں گوشہ
گیری کو ترجیح ہو اور جہاں صحبت میں دین کی
حفاظت ہو اور تنہائی میں اندیشہ بنلا ر
کا ہو جیسا کہا گیا ہے ؎

خیالات نادان خلوت نشین
بہم بر زند عاقبت کفر و دین۔

وہاں صحبت کو ترجیح ہے اور راز مسئلہ
تکلم کا دین کی طرف مخلوق کی رہنمائی
ہے تو جہاں بولنے میں اس نفع کی
امید ہو وہاں تکلم کو خاموشی پر ترجیح ہے

مسئلۃ النطق
ارشاد الخلق
الی الدین

الحدیث ولدت فی زمن الملک العادل لا اصل لہ وقال الحلیمی فی الشعب لا یعرف اما قول العسعدی رح ؎

سزد گر بدورش بنازم چنان
کہ سید بدوران نوشیروان

فعہدتہ علی من حکاہ للشیخ کتابا
۱۴ اوخطابا والشیخ معذور وکذا العذر فی کل ما اورد المتوہم فی کلامہم مما لا یثبت

الحدیث لا یلدغ المؤمن من جحر واحد مرتین رواہ الشیخان ابو داؤد
ف فیہ ان من شان المؤمن التیقظ وفیہ رد علی من عد البلہ والسفہ من کمالات الولایۃ وما ورد ان المؤمن غر کریم

کما قیل ؎

بنمائے رخ کہ خلقے والہ شوند و حیران
بکشائے لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

حدیث۔ میں بادشاہ عادل کے زمانہ میں پیدا ہوا ہوں اسکی کچھ اصل نہیں اور حلیمی نے شعب میں کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں باقی سعدی رح کا جو شعر ہے ؎

سزد گر بدورش بنازم چنان
کہ سید بدوران نوشیروان

سو اسکا بار اوس شخص پر ہے جس نے تقریراً یا تحریراً اسکی حکایت کی ہے اور شیخ معذور ہیں (کہ راوی پر حسن ظن کرکے نقل کر دیا) اور یہی عذر ہے تمام اُن غیر ثابت حدیثوں میں جو صوفیہ اپنے کلام میں لے آئے ہیں +

حدیث۔ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا (یعنی من جرب المجرب حلت بہ الندامۃ) روایت کیا اسکو شیخین اور ابو داؤد نے ف۔ اس حدیث میں اس پر دلالت ہے کہ بیداری مومن کی شان سے ہے اور اس میں اُن لوگوں کا رد ہے جو بھولے پن اور بیوقوفی کو کمالات ولایت سے سمجھتے ہیں (اور اسپر تعریف کرتے ہیں کہ فلاں شخص بڑے بزرگ ہیں انکو یہ بھی خبر نہیں

فهو بحسن الظن قبل
التجربة او محمول
على الرعاية للكرم
فيما ينفع غيره
ولا يضر بنفسه او يقال
ان حسن الظن في
الاعتقاد والحزم في
الاعتماد وجمعهما
قول السعدي رحمه الله
ع ہر کرا جامہ پارسا بینی
پارسا دان و نیک مرد انگار
والثاني ع
نگہ دار دآن شوخ در کیسہ دُر
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر
ودخل في هذا التيقظ
قطع المصاحبة عن اذاهم
في اخذ الطريق
بالتردد عليهم
والاعجاب
بن ابيه
+

کروڑ روپے کے کتنے پیسے ہوتے ہیں اگر چہ ایسا ہونا
کچھ عیب بھی نہیں مگر کوئی کمال بھی نہیں اور
یہ جو وارد ہوا ہے کہ مومن دھوکہ میں آجانے
والا اور کریم ہوتا ہے (جس سے ظاہرا
معلوم ہوتا ہے کہ بھولا ہونا کمال اور مدح
کی بات ہے) سو یہ بنا بر حسن ظن کے
قبل تجربہ ہے (یعنی تجربہ کے قبل تو حسن
ظن کے سبب بعض اوقات دھوکہ میں
آجاتا ہے۔ لیکن بعد تجربہ کے پھر
دھوکہ نہیں کھاتا۔ تو دونوں حدیثیں
جمع ہوگئیں) یا یہ دوسری روایت اس پر ۳۵
محمول ہے کہ وہ شان کرم کے سبب ایسی
چیزیں جو دوسرے کیلئے نافع ہوں اور
اپنے لئے مضر نہ ہوں رعایت کرتا ہے اور دوسرا
آدمی سمجھتا ہے کہ اسکو دھوکہ دیدیا
ایک یہ صورت ہے دونوں حدیثوں
کے جمع کرنے کی) یا یوں کہا جاوے
کہ حسن ظن (جو بھولے پن کی شکل میں
ظاہر ہوتا ہے) اعتقاد میں ہو یعنی
سب کے ساتھ صلاح کا اعتقاد رکھتا
ہے کسی کے ساتھ بدگمانی جو ناجائز ہے

نہیں کرتا) اور حسن ظن رکھتا ہے (یہ مضمون حدیث احترسوا من الناس بسوء الظن کا ہے) اور جزم (و تیقظ) اعتماد میں ہے (یعنی معاملات میں بدون تجربہ کے کسی پر اعتماد نہیں کرتا ایک یہ صورت ہے دونوں حدیثوں کے جمع کرنے کی) اور ان دونوں کو سعدی رحمہ نے دو شعروں میں جمع کر دیا ایک یہ ہے ؎

ہر کرا جامہ پارسا بینی　　پارسا دان و نیک مرد انگار

(یہ اعتقاد کے باب میں ہے) اور دوسرا یہ ہے ؎

نگہدار د آن شوخ در کیسہ دُر　　کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُر

(یہ اعتماد کے باب میں ہے) اور اسی تیقظ میں یہ بھی داخل ہے کہ جو شخص طریقت حاصل کرنے میں اونکو ایذا پہونچاتا ہے۔ اس طرح سے کہ اونپر سرکشی کرتا ہے (اطاعت نہیں کرتا) اور اپنی رائے کو پسند کرتا ہے (اور اوسی کا اتباع کرتا ہے) وہ اوس سے صحبت قطع کر دیتے ہیں (اور بدون کافی تدارک کے پھر اوس سے تعلق نہیں کرتے تو اون کا یہ عمل حدیث کے موافق ہے محل اعتراض نہیں اور اسی کے قریب ایک دوسری ۱۳۶
حدیث کا مضمون ہے یاتی علی الناس زمان ھم ذیاب فمن لم یکن ذیبا اکلتہ الذیاب (اوردہ فی المقاصد الحسنۃ بروایۃ الطبرانی فی الاوسط عن انس مرفوعًا) وبحمد اللہ تعالی تم ھھنا الشطر الثانی الذی جلبھا من المقاصد الحسنۃ من التشرف لآخر صفر ۱۳۴۹ من الھجرۃ ولا بعد فی ان اوفق للشطر الثالث مع التصریح بماخذہ فی مقدمتہ لو وقفت وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد واصلی واسلم علی سیدنا افضل الارشاد، محمد و آلہ و اصحابہ خیر العباد، صلوۃ وسلاما یتجاوزان یوم التناد۔

تمت

(۱۳۳) **مثال** صاحبو! اگر ایک شخص جیب میں اشرفیاں بھرے اور جب جگہ رہ جائے تو اوپر سے کوڑیاں بھرنے لگے اور کوڑیوں کو ٹھونس ٹھونس کر بھرنے کی وجہ سے جیب پھٹنے لگے کہ اشرفیاں نکلنے لگیں اور یہ حالت دیکھ کر کوئی شخص اس کو اس طرح کوڑیاں بھرنے سے منع کرے تو اسکو مانع ترقی کہا جاویگا ہرگز نہیں۔ وہ کوڑیاں کس کام کی جو اشرفیاں کھو کر حاصل کی گئی ہوں۔ پس جب آپکا دین کہ اشرفیوں سے زیادہ قیمتی ہے برباد ہو رہا ہے تو دنیا کی چند کوڑیاں جمع کر کے آپکو کیا فلاح ہوگی تو اس حالت میں مولوی ضرور منع کریں گے اور اگر یہ امر آپ کی سمجھ میں آجاوے گا تو آپ ہی کہنے لگیں گے ؎

میادا دل آن فرومایہ شاد — کہ از بہر دنیا دہد دیں بہ باد

ہمکو گو یہ بھی جائز ہے کہ ہم آپکو آپ کے دنیاوی نقصانات سے بھی بچا دیں لیکن ہم اسکو اپنا منصب نہیں سمجھتے اسلئے دوسرے مشاغل دینیہ کے غلبہ سے قصداً ایسا نہیں کرنا چاہتے۔ کیونکہ ؎

ما ہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم — الا حدیث یار کہ تکرار می کنم

دیکھئے انگریزوں کا فتوے ہے کہ ہر کام کے لیئے ایک جماعت رہنی چاہئے تو اس فتویٰ کے مطابق مولویوں کو صرف دین کے کام کے لیے رکھو

(۱۳۴) **مثال**۔ کوئی رسالہ خوان نعمت دیکھ کر کبھی کھانا نہیں پکا سکتا تو جب صرف فنون دنیویہ بھی بدون صحبت کے حاصل نہیں ہوسکتے تو فنون شرعیہ تو کیسے حاصل ہو سکتے ہیں مجھے یاد ہے کہ میرے بچپن میں ایک وکیل صاحب میرے یہاں مہمان ہوئے میں نے اُن سے ترجمہ قانون لیکر دیکھا اور اپنے نزدیک اُسکو سمجھا۔ پھر میں نے وکیل صاحب سے پوچھا کہ اسکے معنی یہی ہیں جو میں نے سمجھے کہنے لگے نہیں بلکہ اس کے معنی یہ ہیں اور اون کے بیان کرنے کے بعد وہی معنی صحیح معلوم ہوئے جو اُنہوں نے بتلائے تھے تو دیکھئے اُردو ہماری مادری زبان ہے مگر چونکہ اس فن سے

واقفیت نہ تھی اسلیئے صحیح معنی سمجھ میں نہ آسکے

(۱۳۵) مثال۔ بعض دفعہ ایک مسئلہ کے ساتھ دوسری قیود جو اس مقام پر مذکور نہیں ملحوظ ہوتی ہیں جس میں نہایت ماہر کی ضرورت ہوتی ہے اسلیئے میں نے ایک طالب علم شافعی المذہب کی درخواست پر اونکو فقہ شافعی پڑھانے سے انکار کردیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ کبھی ایک مسئلہ میں ایک قید معتبر ہوتی ہے لیکن وہ اس خاص جگہ مذکور نہیں ہوتی بلکہ دوسری جگہ مذکور ہوتی ہے تو ایسے مقام پر بوجہ عدم استحضار و عدم مہارت مجھ سے فروگذاشت ہوتی ہیں مثال کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ لفظ اختاری کنایات میں سے ہے اسکو باب الکنایات میں دیکھکر بعض لوگوں کو یہ لغزش ہوئی کہ وہ یہ سمجھے کہ اگر کوئی اپنی بیوی کو بہ نیت طلاق یہ لفظ کہے تو طلاق ہوجاویگی حالانکہ ایک تو یہ مسئلہ باب تفویض طلاق میں سے ہے اور دوسرے باب کنایات سے تو باب کنایات میں تو یہ لکھا ہے کہ یہ کنایہ ہے اور باب تفویض میں یہ لکھا ہے کہ وقوع طلاق کی شرط یہ ہے کہ عورت اخترت نفسی بھی کہے اور اگر عورت کچھ نہ کہے تو مرد کے صرف اختاری کہنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی اس لیئے میں نے ان شافعی المذہب سے انکار کردیا اور مولوی طیب صاحب عرف شافعی کا نام بتلا دیا کیونکہ دیانت کی بات یہی تھی اس قسم کی سیکڑوں مثالیں ہیں کہ جب تک کامل شیخ اسکو غوامض پر مطلع نہ کرے اسوقت تک وہ حل نہیں ہوسکتیں اس لیئے صحبت کی حاجت ہوتی +

(۱۳۶) حکایت۔ مولانا نے حکایت لکھی ہے۔ ایک اژدھا سردی میں ٹھٹھرا پڑا تھا اسکو ایک ماہی گیر نے مردہ سمجھکر رسوں میں جکڑ لیا اور گھسیٹ کر شہر میں لایا لوگ جمع ہوگئے وہ شیخی بگھار رہا تھا لوگ بھی تعجب کر رہے تھے اتنے میں دھوپ جو نکلی وہ اسکی حرارت سے جنبش کرنے لگا معلوم ہوا کہ زندہ ہے مخلوق بھاگی اور ساری شیخی اسکی کرکری ہوگئی اسکو ذکر کرکے مولانا فرماتے ہیں

نفس اژدرہاست او کے مردہ است   از غم بے آلتی افسردہ است

یعنی نفس تو ایک اژدر ہے وہ مرا نہیں ہاں غم بے آلتی سے افسردہ ہے تو افسردگی کے اسباب کو نہ چھوڑنا چاہئے اور وہ مجاہدات اشتغال اور تدابیر خاص ہیں اسلئے تعلیم اصلاح کے ساتھ ان تدابیر کی تعلیم بھی ضروری کرنا چاہئے۔ اکثر ہمارے مصلحین اوامر و نواہی اور وعدہ اور وعید کو ہمیشہ ذکر کرتے ہیں مگر اس کے ساتھ تدبیر نہیں بتلاتے حالانکہ اسکی سخت ضرورت ہے کیونکہ اس میں سخت دشواری پیش آتی ہے ہم چاہتے ہیں کہ جھوٹ نہ بولیں مگر نفس کہتا ہے کہ اب تو فلاں مصلحت سے بول ہی لینا چاہئے اور ہم نفس سے مجبور ہو جاتے ہیں دیکھو اگر بدن میں بہت صفرا بڑھ جاوے تو نرے مسکنات سے تسکین نہیں ہوتی۔ بلکہ مزیل کی ضرورت ہوگی تو محض نصیحت بمنزلہ مسکن ہے۔ اور تدبیر بمنزلہ مزیل غرض ان کے لئے تربیت کی حاجت ہوئی۔

(۱۳۷) حکایت۔ میں یہ نہیں کہتا کہ عمل کرنے سے ہر تعب سے ۴۷
نجات ہوتی ہے مگر پریشانی سے ضرور نجات ہوتی ہے اور اصل کلفت یہی ہے اور اگر پریشانی نہیں تو خود تعب و مشقت میں بالذات کوئی کلفت نہیں اسی پر حکایت یاد آئی کہ مولوی غلام محمد صاحب جو میرے دوست ہیں وہ ایک رئیس کے لڑکوں کو پڑھایا کرتے تھے اور نماز بھی پانچوں وقت پڑھواتے تو ان لڑکوں کی ماں کو ستی تھی کہ اس مولوی نے میرے بچوں کو نرکام میں مبتلا کر دیا صبح کو وضو کراتا ہے صاحب ایسی مشقت تو دین میں ہوتی ہی مولانا فضل الرحمن صاحب سے ایک شخص نے آکر پوچھا کہ ایک عورت کا شوہر گم ہو گیا ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ مرد کی نوے برس کی عمر تک انتظار کرو کہنے لگا کہ جناب اس میں تو بڑا حرج ہے اور دین میں حرج ہے نہیں مولوی صاحب نے فرمایا کہ بھائی اگر یہ حرج ہے تو جہاد میں بھی حرج ہے سو حرج کے یہ معنی نہیں حرج کہتے ہیں پریشانی اور الجھن کو سو اسلام میں یہ معنی نہیں ہاں تعب

مشقت ہے تو کیا دنیا کے کاموں میں تعب و مشقت نہیں ہے۔

(۱۳۸) **مثال**۔ شاید کوئی یہ کہے کہ ہم بہت دینداروں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اکثر تکلیف میں رہتے ہیں مثلاً ان کی آمدنی کم ہوتی ہے اور خرچ زیادہ ہوتا ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ تکلیف جسم پر ہے روح پر نہیں اور پریشانی ہوتی ہو روح کی تکلیف سے پس اسکی مثال دلدادگان شریعت کے اعتبار سے ایسی ہے جیسے کسی عاشق سے کوئی مدت کا بچھڑا ہوا محبوب ملے اور دور ہی سے دیکھ کر یہ محب اسکو سلام کرے اور اس کے گلے سے لگانے کا متمنی ہو تو اسکی عین تمنا کے وقت وہ محبوب دوڑ کر گلے سے لگا لے۔ اور اس قدر زور سے دبا دے کہ اسکی ہڈیاں ہی ٹوٹنے لگیں اب میں اہلِ وجدان سے پوچھتا ہوں کہ اس دبانے سے عاشق کو کچھ تکلیف ہوگی یا نہیں یقیناً تکلیف ہوگی۔ لیکن یہ ایسی تکلیف ہے کہ ہزاروں راحتیں اس تکلیف پر قربان ہیں اگر عین اس تکلیف کی حالت میں محبوب کہے کہ اگر تجھکو کچھ تکلیف ہو تو چھوڑ دوں اور یہ تیرا رقیب جو سامنے موجود ہے اسکو اس طرح سے دبا دوں ۶۸ تو وہ کیا جواب دے گا ظاہر ہے کہ جواب دے گا کہ ؎

نشود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تیغت — سر دوستاں سلامت کہ تو خنجر آزمائی

اور یہ کہے گا کہ ؎

اسیرت نخواہد رہائی ز بند — شکارت نجوید خلاص از کمند

(۱۳۹) **مثال**۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی کو اکثر لوگ خشک مزاج بتلاتے تھے کیونکہ یا تو کبھی ملے نہیں اور یا اگر ایک دو دفعہ ملے تو اتفاق سے ایسے وقت ملے کہ مولانا کسی دوسرے شغل یا احتساب میں مشغول تھے بس اس ایک جلسہ میں دیکھ کر عمر بھر کے لیے ایک غلط حکم کر دیا اسکی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص سنے کہ فلاں جج صاحب بڑے خوش خلق ہیں اور یہ سنکر ان سے ملنے کو عدالت میں جا دے اور

(ح) کوئی معجزہ نہیں وقوع میں آیا جب ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی معجزہ ظہور میں نہیں آیا جو افضل الرسل ہیں تو دیگر انبیار علیہم السلام سے بھی ظہور میں نہ آنا تعجب کی بات نہیں۔ جواب یہ ہے کہ غور نہیں کیا گیا۔ حق تعالیٰ نے اون کے مطالبہ کے جواب میں صاف فرمایا ہے اولم تاتہم بینۃ ما فی الصحف الاولےٰ جس کا حاصل یہ ہے کہ کیا پہلے صحیفوں سے اون کے پاس دلیل نہیں آئی دلیل سے مراد معجزہ ہے جیسا کہ سوال میں لفظ آیۃ سے مراد معجزہ ہے جسکو ہمارے مخاطبین بھی تسلیم کرتے ہیں۔ اور اسی بنار پر اس آیت کو نفی معجزہ کی دلیل بنایا ہے۔ جواب میں اوسکو تنبیہ سے تعبیر فرمایا گیا ہے تو حاصل یہ ہوا کہ کیا پہلے صحیفوں سے ثابت نہیں کہ انبیار علیہم السلام نے معجزات دکہاسے لیکن اونکی بھی تکذیب کی گئی اس واسطے ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ان کے موںہہ مانگے معجزات نہیں دکہاتے۔ تو اس آیت ہفتم سے بھی نفی معجزات پر دلیل لانا صحیح نہیں ہوا ؛

الغرض اصحاب فطرت کی پیش کردہ ساتوں آیتوں سے نفی معجزات پر استدلال بالکل ناتمام اور مخدوش ہے اور ہم نے تیس آیتیں معجزات کے ثبوت میں پیش کی ہیں جن سے یقینی طور پر معجزات کا اثبات ہوتا ہے تو مخدوش استدلالات صریح استدلالات کے سامنے کیا وقعت رکہتے ہیں اور نبوت کا مسئلہ عقائد کا مسئلہ اور راس المسائل ہے اسمیں مخدوش استدلالات پر اعتماد کرنا خلاف اصول اور محض بے عقلی ہے۔ تو صحیح طریقہ وہی ہوا جس کو ہمنے بیان کیا ہے کہ بموجب تصریح اون تیس آیتوں کے معجزات کو ممکن اور واقع تسلیم کیا جاوے اور اون آیات کو جنکو نفی معجزات کے ثبوت پیش کیا جاتا ہے اور جن سے اس مدعا پر استدلال مخدوش بھی ہے بیہودہ اور معاندانہ مطالبات پر محمول کیا جاوے جو صرف رسول کو دق کرنے کے لیے پیش کیے جاتے تہے۔ حق تعالیٰ عقل سلیم اور طالب حق نصیب فرمادیں ؛

فصل۔ ایک اور شبہ کے بیان میں

(ح) اب ہم ایک اور شبہ کا حل بھی مناسب سمجھتے ہیں جو اگرچہ بوجہ غایت ضعیف ہونے کے اس قابل بھی نہیں کہ اوسکی طرف التفات کیا جاوے لیکن آجکل طبیعتوں کی کجی اور دین کی طرف سے لاپروائی اور آزادی اس حد کو پہونچ گئی ہے کہ ایک صاحب نے آیت ربوا وَحَرَّمَ الرِّبٰوا[1] میں ربوٰ کو ربودن سے بمعنے غصب (چھین لینا) مشتق مان کر کہدیا کہ قرآن میں سود کی حرمت نہیں آئی غصب کی حرمت آئی ہے۔ ایک صاحب نے خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ[2] سے منی میں کیڑے ہونا ثابت کیا۔ ایک صاحب نے وَتَرَى الْجِبَالَ[3] تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ سے زمین کا متحرک ہونا ثابت کیا۔ ایک کتاب میں راقم نے دیکھی جس میں سورہ فاطر کی آیت جَاعِلِ[4] الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا ۲۵۱
اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ سے نماز کی دو دو رکعت اور تین تین اور

[1] ترجمہ حرام کیا اللہ تعالیٰ نے سود کو ۱۲ [2] ترجمہ پیدا کیا انسان کو بستہ خون سے۔ اس شخص نے علق کو اور علق کو ایک سمجھا حالانکہ علق کے معنے لغت میں بستہ خون کے اور جونک کے ہیں نہ کہ ہر کیڑے کے پس جونک کا ترجمہ منی کا کیڑا کیا یہ دوسری غلطی ہے ۱۲

[3] ترجمہ دیکھتے ہوگے تم پہاڑوں کو کہ اونکو ایک جگہ جمے ہوئے (ساکن) سمجھتے ہوگے حالانکہ وہ چلتے ہونگے بادل کی طرح یہ قیامت سے پہلے کی خبر ہے جبکہ عالم فنا ہوگا۔ اس شخص نے اس خبر کو زمانہ حال کیلئے مان کر زمین کا متحرک ہونا ثابت کیا حالانکہ تمر مضارع کا صیغہ ہے جو حال و استقبال دونوں زمانوں کو محتمل ہے جبکہ سیاق و سباق ایک کو ترجیح دیں تو وہی زمانہ متعین ہو جاویگا اس آیت میں آگے پیچھے قیامت کا بیان ہو رہا ہے لہذا زمانہ استقبال ہی متعین ہوگا سورہ طٰہٰ میں بھی یہ مضمون آیا ہے فقل ینسفہا ربی نسفا الآیہ ترجمہ ریزہ ریزہ کریگا اونکو اللہ تعالیٰ خوب اچھی طرح تو اونکو چٹیل میدان کر دیگا کہ اوس میں کہیں اونچ نیچ نہ رہیگی یہاں بھی مضارع ہی کے صیغے ہیں کیا یہاں بھی زمانہ حال لیا جاسکتا ہے ۱۲ [4] اللہ تعالیٰ فرشتوں کو پیغام رساں

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۵۵

(ے) چار چار رکعت پڑھنے کو ثابت کیا۔ ایک صاحب نے آیت صوم میں لفظ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ[سلہ] سے ثابت کیا کہ صرف تین روزے فرض ہیں۔ غرض اس قسم کی بیہودگیاں اور کج فہمیاں بکثرت موجود ہیں اسکو دیکھتے ہوئے کسی ادنے سے شبہ کو بھی ناقابل التفات کہنا مشکل ہے اس واسطے ہم اوس شبہ کا بھی حل کئے دیتے ہیں۔ وہ شبہ یہ ہے کہ اون تیس آیتوں سے جن کو ہم نے معجزات کے اثبات کے لیے پیش کیا ہے اون سے اگر معجزات کا ثبوت ہوتا ہے تو صرف انبیا سابقین کے لئے ہوتا ہے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی معجزہ کا ثبوت نہیں ہوتا سوائے اس کے کہ آیت چہارم میں دابۃ الارض کے نکلنے کی خبر آئی ہے سو یہ ایک پیشین گوئی ہے جیسے قیامت کی پیشین گوئی آئی ہے اسکو کوئی معجزہ نہیں کہتا تو معجزات کا ثبوت زمانہ سابق کے لیے ہوگا اس زمانہ کے لئے نہیں بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ حضور

۲۵۵ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے معجزہ کی نفی ثابت ہے جیسا کہ اُن سے سات آیتوں سے مفہوم ہوتا ہے جو نفی معجزات کے لئے پیش کی گئیں اونمیں مطالبہ معجزہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی ہے کہیں جواب میں سکوت ہے کہیں انکار ہے اور عذر ہے کہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں میرے اختیار میں کچھ نہیں غرض معجزہ کا وقوع حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں تو گو معجزہ محال نہو بلکہ ممکن ہو لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوع اوس کا منتفی ہے اور بعید نہیں کہ آیات سبعہ نافیہ کا محل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہو اور تیس آیات مثبتہ کا محل انبیاء سابقین ہوں۔ یہ شبہ کی تقریر ہوئی۔ یہ شبہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵۴) بتانیوالا ہی جن کے دو دو بازو ہیں اور تین تین ہیں اور چار چار ہیں اس عقلمند نے نماز کی رکعتیں نہ معلوم کس طرح مراد لے لیں۔ اگر یہی ہو تو ایک جگہ قرآن میں آیا ہے مائۃ الف او یزیدون۔ یعنی ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ تو کبھی ایک لاکھ بلکہ زیادہ ہی رکعت نماز کی پڑھنی چاہییں ۱۲

سلہ ترجمہ۔ چند دن شمار کیے ہوئے۔ وہ کہتا ہے ایام جمع ہے جس کے اقل افراد تین ہیں تو تین ہی روزے فرض ہوئے ہم کہتے ہیں جمع کے افراد زیادہ بھی تو ہوتے ہیں تو زیادہ کیوں مراد نہیں لیے یہ جیسی مہمل بات ہے ظاہر ہے ۱۲

(ج) نہایت رکیک و سخیف ...

و اجماع سے ثابت ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیا ہیں ... اور
اور معجزہ دلیل نبوت ہوتا ہے تو جسکی نبوت جزی ہو اوس کے لیے دلیل بھی جزی ہوگی
تو یہ کیسے ممکن ہے کہ حضور کے لئے کوئی معجزہ نہو۔ اِس موقع پر اگرچہ اسکی ضرورت
نتھی کہ حضور کے افضل الرسل ہونے پر دلائل کو بیان کیا جاوے کیونکہ ہر مسلمان
کا عقیدہ یہی ہے کہ بعد خداوند تعالیٰ کے حضور ہی کا مرتبہ ہے۔ تو کوئی فرشتہ حضور
کے مرتبہ کو پہونچ سکتا ہے نہ کوئی نبی جیسا کہ کسی نے کہا ہے ✢

یا صاحب الجمال و یا سید البشر   من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مگر ہم طبیعتوں کی کجی* دیکھکر مختصراً ایک دو دلیل بھی بیان کئے دیتے ہیں قال اللہ
تعالیٰ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب و حکمۃ
ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال ءاقررتم ۲۵۶
و اخذتم علیٰ ذلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشہدوا و انا معکم من الشاہدین
فمن تولیٰ بعد ذلک فاولٰئک ہم الفاسقون ⊙ ترجمہ اور جبکہ عہد لیا اللہ تعالیٰ نے
انبیاء سے کہ جو کچھ میں تمکو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس ایک پیغمبر آوے
جو تصدیق کرنے والا ہو اوس چیز کی جو تمہارے ساتھ ہے تو تم ضرور ہی اوسپر ایمان لانا اور
اوسکی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تمنے اقرار کیا اور اسپر میرا عہد قبول کیا۔ کہا سب نبیوں نے
ہمنے اقرار کیا۔ فرمایا تو گواہ رہنا اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں
تو جو کوئی اسکے بعد پھریگا تو وہی فاسق لوگ ہیں۔ ناظرین غور فرماویں کہ اس آیت
میں لفظ نبیین سے مراد تمام انبیاء علیہم السلام ہیں سوائے ایک کے جو مصداق ہے

---

*عــہ طبیعتوں کی کجی کی یہ حالت ہو کہ دنیا کو معلوم ہوا اور کفار بھی اسکو جانتے ہیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے عام بعثت کا دعویٰ کیا لیکن بعض مسلمانوں کو شبہ ہوا کہ حضور صرف عرب کے لیے رسول تھے
اور اسپر چند واہی تباہی دلائل بھی بیان کرتے ہیں جو محض لغو اور بے سروپا ہیں ۱۲ منہ

نوٹ ۔ یہ فہرست جن حضرات کے پاس زائد موجود ہو وہ دوسرے حضرات کو دیدیں

۴۸۹

رعایتی اعلان

یکم شعبان المعظم ۱۳۴۹ھ سے آخر رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ تک رعایت رہیگی

مختصر فہرست تصانیف سیّدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم

خطبات الاحکام ۔ قیمت عمر رعایتی ۱۲ر

المنتخب من الخطب ۔ قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

تفسیر بیان القرآن

اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے حضرت مولانا نے اسمیں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ بامحاورہ مگر تحت اللفظ کی رعایت مدنظر ہے توضیح کے لئے ف کے نشان سے تفسیر کی گئی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں ۔ اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ وکلامیہ سے بھی حسب ضرورت بحث کیگئی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ سے بھی وارد ہوئی ہے اُس کو مقدم رکھا ہے ربط آیات خاص اہتمام سے بیان کیا گیا ہے ۔ ہر صفحہ کے حصہ زیرین میں جدول دیکر نیچے اختلاف وحل لغات ضروری ترکیب وجوہ بلاغت توجیہ ترجمہ مختصر مذکور ہے ۔ کامل عللہ رعایتی للعہ

امداد الفتاوے معروف بہ فتاوی اشرفیہ

۱۳۱۰ھ سے ۱۳۲۵ ہجری تک کے فتاوے جو ترتیب ابواب فقہیہ جلد اولین اصلی قیمت عہ رعایتی عمہ

ایضاً جلد آخرین ۔ اصلی قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

ایضاً تتمہ اولی وثانیہ امداد الفتاوے اسمیں ۱۳۲۵ھ سے ۱۳۳۲ ہجری تک کے فتاوے ہیں ۔ اور تتمات کے تین حصص ہیں اول امداد الفتاوے ۔ دوم حوادث الفتاوی سوم ترجیح الراجح ' امداد الفتاوے وہ فتاوے ہیں جو پہلی کتب سے نکلتے ہیں اور حوادث الفتاوی میں وہ فتاوے ہیں جو بوجہ نئی ایجادات کے سابقہ کتب میں نہیں ' اجتہاد سے جواب دیئے ہیں ' ترجیح الراجح اسمیں وہ مسائل ہیں جن سے رجوع کیا ہے

قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۱۲ر

ایضاً تتمہ ثالثہ اصلی قیمت ۱۲ر رعایتی ۸ر

ایضاً رابعہ ۔ اصلی قیمت ۱۴ر رعایتی ۱۰ر

ایضاً خامسہ ۱۳۳۲ ہجری سے لیکر نصف ۱۳۴۴ھ کے فتاوے ۔ اصلی قیمت ۵ر رعایتی ۱۲ر

بہشتی زیور ۔ اسکی تعریف کرنا بالکل بیکار ہے کیونکہ اس سے قریب قریب ہر شخص واقف ہے قیمت گیارہ حصص یعنی مع گوہر ۲ر رعایتی ۱۲ر

بہشتی زیور جدید الطبع ۔ مدلل مکمل بہشتی زیور قدیم میں مسائل کے ساتھ حوالہ کتب نہیں تھے دیئے

بعض حضرات شبہ کرتے تھے اس وجہ سے اس جدید میں اس ضرورت کو پورا کر دیا ہے ہر مسئلہ کے لئے اوپر حوالہ کتاب درج کر دیا ہے نیز ضمیمہ جات بھی اضافہ کئے گئے ہیں جن کی وجہ سے ضخامت بہت بڑھ گئی ہے اور کاغذ طباعت وغیرہ بھی عمدہ ہے قیمت اصلی ۶ر رعایتی للعہ

ملفوظات مزید المجید

حضرت والا مدظلہ کے ۵۴۳ ملفوظات کا مجموعہ جو طالبان کو عموماً اور سالکین کو خصوصاً نہایت مفید ہیں ان کے مطالعہ سے عجیب وغریب تحقیقات کا انکشاف ہوتا ہے اس کا مطالعہ وہ کام دیتا ہے جو جو برسوں کے مطالعہ کتب سے نہیں نکلتا گویا ایک شیخ طریقت کی صحبت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔

قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۹ر

حیوۃ المسلمین

چونکہ آجکل بوجہ بے علمی وبدعملی مسلمانوں پر عالم میں عموماً اور ہندوستان میں خصوصاً مصیبتوں پر مصیبتیں اور بلاؤں پر بلائیں نازل ہوتی چلی جاتی ہیں لہذا حضرت حکیم الامۃ مدظلہم نے سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل مضامین عالیہ قلمبند فرمائے ہیں جن کے مطالعہ سے عقائد کی درستی معاشرت میں آسانی طلب حق میں اخروی معیشت میں سہولت خدا و رسول کی محبت اہل وعیال کی خدمات کی رغبت مجاہدہ کا شوق گناہوں سے نفرت اور شریعت پر چلنے کا طریق حیوۃ طیبہ حاصل کرنے کا گر گویا تمام خوبیوں کا ایک خزانہ جمع فرما دیا ہے یہ ۱۰۴ صفحات کی کتاب ہے گویا دریا کو کوزہ میں بھرا ہے۔

قیمت اصلی ۱۰ر رعایتی ۷ر

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مستند سوانح عمری کا۔ ابتدائی صورت نوریہ سے دخول جنت تک کے نہایت صحیح روایات سے بہت عمدہ طرز پر عام فہم اردو زبان میں تحریر فرمائی ہے۔ جابجا اشعار شوقیہ سے زینت دی ہے یہ وہی مبارک کتاب ہے جس کے زمانہ تالیف میں ضلع مظفر نگر میں وبا پھیل رہی تھی مگر اس کی برکت سے تھانہ بھون محفوظ رہا اور تجربہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ زمانہ وبا میں اس کا مطالعہ دافع بلیات ہے جس مکان میں یہ روزانہ پڑھی جائے انشاء اللہ وہ مکان وبا سے محفوظ رہتا ہے۔ قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۸ر

تعلیم الدین

دین کے چاروں اجزاء عقائد، عبادات، اخلاق، معاملات اور سلوک مقامات واذکار واشغال کا قرآن وحدیث سے بیان اصلی قیمت ۸ر رعایتی ۶ر

اکسیر فی اثبات التقدیر

فی زمانہ اکثر لوگ تحصیل دنیا پر اس قدر گر رہے ہیں کہ حلال وحرام میں بھی تمیز نہیں کرتے اور امر ونواہی کی خبر نہیں رکھتے۔ تدبیر پر نظر ہے نہ حساب کی خبر ہے نہ عقاب کا خطرہ ہے۔ منشاء اس انہماک واستغراق کا یہی ہے کہ تقدیر پر اعتقاد نہیں پھر ان میں بعض لوگ تو ایسے ہیں کہ مسئلہ تقدیر کو عقیدۃً حق جانتے ہیں۔ مگر پست ہمتی سے ظاہر کو باطن کے موافق یعنی عمل اعتقاد کے موافق نہیں کر سکتے اور بعض ایسے ہیں کہ

مسئلہ تقدیر ہی کو فسانہ بےمعنی سمجھتے ہیں اور ایسے اعتقاد والوں پر ہنستے ہیں ان غریقان بحر غفلت کو ساحل ہدایت پر لانے کے واسطے کتاب اکسیر فی اثبات التقدیر نہایت لطیف ہے جس کا ہر مضمون مدلل بدلائل عقلیہ ونقلیہ وکشفیہ ہونے کے سبب نہایت موثر ہے اس سے طلبار کو علم اور علمار کو عمل اور عابدوں کو معرفت اور عارفوں کو حال اور اہل حال کو مقام اور اہل مقام کو کمال اور اہل کمال کو دولت بےزوال نصیب ہوتی ہے. قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۸ر

مسائل السلوک مع رفع الشکوک

یہ کتاب علم تصوف کے جواہرات کا بےبہا خزینہ اور دریائے معرفت میں شناوری کرنے کا عمدہ سفینہ ہے متبع شریعت کے لئے نایاب تحفہ اور سالک طریقت کے لئے بےمثل رہنما ہے. ہمت افزائے اہل سلوک ودافع شبہات وشکوک ہے اسرار ومعارف کی کان ہے شریعت کی روح اور طریقت کی جان ہے مخالفین کے لئے اتمام حجت ہو اور محبین کے لیے موجب ازدیاد محبت ہو اس کی ہر سطر مدلول آیت قرآنی اور ہر لفظ مصدر کیف روحانی ہے. بس کہاں ہیں علم تصوف پر نکتہ چینی کرنے والے اور کدھر ہیں طریقت سے شریعت کو جدا بتانے والے وہ آئیں اور مسائل السلوک کا مطالعہ کرکے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں انشاء اللہ تعالیٰ ہر ایک مسئلہ پر آیات قرآنی سے استدلال دیکھکر ان کو واضح ہو جائے گا کہ **شریعت عین طریقت اور طریقت عین شریعت** ہے ان دونوں میں تفریق کرنا اور ایک کو دوسرے کے غیر بتانا سراسر بےدینی وجہالت ہے. قیمت اصلی سعہ
قیمت رعایتی عہ

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنے اسلامی احکام کی عقلی حکمتیں افسوس ہے کہ خدا تعالے کے احکام بجالانے اور امر ونہی پر عمل کرنے میں ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کی جاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اور اکثر جدید تعلیم یافتہ تحقیق اسباب علل کو آڑ بناکر عمل سے بےپروا ہوگئے ہیں اگر خدائے تعالیٰ جزائے خیر عنایت فرمائے حضرت والا مدظلہم نے المصالح العقلیہ اردو زبان میں تالیف فرماکر آزادان ہند کے لئے رموز واسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا ذخیرہ جمع فرمادیا ہے جو ایک حق طلب وحق پسند کے لئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہو سکتا ہے ورنہ خود پسند ونفس پرست کے لئے تو دفتر بھی کافی نہیں. حصہ اول قیمت اصلی ۸ر رعایتی ہر
ایضاً حصہ سوم. قیمت اصلی ۱۲ر رعایتی ۸ر
دوم ختم ہوگیا۔

التکشف عن مہمات التصوف

حضرت والا مدظلہم کی مفید عوام وخواص افراط وتفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری اور عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قولی وعملی بےقیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد ووظائف کو تصوف کہہ دیا. اسیطرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں۔

اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ اپنے عقائد خراب کر کے بعضے شرک تک میں مبتلا ہو گئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی و گستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھ کر اس کے نام سے کوسوں دور بھاگنے لگے ان کو یہ ضرر ہوا کہ اس کے برکات سے محروم رہے اور قلب میں قساوت پیدا ہو گئی اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن تصوف کو شریعت کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اس کے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ جانتے ہیں تو حضرت حکیم الامۃ جامع شریعت و طریقت مولانا موصوف الصدر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور سب ایسے ضروری مسائل کی تحقیق جس میں لوگ غلطیاں کرتے ہیں واضح ہو گئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں اور متوجہ ہونے کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو خصوصاً اور عام مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالیٰ تمام اشکال حل ہونے کے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد دیکھنے میں آئیں گے جو نہایت کارآمد ہیں قیمت اصلی [illegible] رعایتی [illegible]

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بے شمار معجزات کے شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں، لیکن انقلاب زمانہ اور دور حاضرہ کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت امور تختہ مشق بن گئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں رہے اگر ایک شخص اس میں سینکڑوں جزئی روایتیں اور منظوم کرتا ہے اور غلو عام قصوں کو کیسا فروغ دیتا ہے، اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب دام ظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ فرما کر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جس میں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث وغیرہ سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتخاب کے بعد کتاب کی اہمیت اس کی تعریف اس کی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی قیمت اصلی [illegible] رعایتی [illegible]

احکام التجلی من التعلی والتدلی

جناب باری عزاسمہ کا دیدار کب ہوگا کہاں ہوگا، کس طرح ہوگا اس باب میں حضرت مدظلہم نے نہایت عجیب لطیف رسالہ تحریر فرمایا ہے اس میں تین فصلیں ہیں، فصل اول میں دلائل شرعیہ سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ دنیا میں دیدار باری تعالیٰ ممتنع ہے۔ فصل دوم میں یہ بیان ہے کہ اس امتناع سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس مستثنیٰ ہے اور آپ کو معراج میں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوا فصل سوم میں نہایت شرح و بسط سے یہ تحریر فرمایا ہے کہ آخرت میں تمام اہل ایمان کو انہیں ظاہری آنکھوں سے دیدار باری تعالیٰ ہوگا اور فلاں فلاں مقام پر ہوگا اور ہر مقام کے دیدار میں کیا فرق ہے اس کے ساتھ ہی تجلی کے اقسام ذکر فرما کر بہت سے فوائد علمیہ تحریر فرمائے ہیں اس طرح یہ رسالہ اس مبحث میں مفصل و مکمل ہو گیا ہے اصلی قیمت ۳؍ رعایتی ۲؍

الانتباہات المفیدۃ عن الاشتباہات الجدیدۃ

علم کلام جدید کا نہایت مفید رسالہ جس میں شبہات جدیدہ

کے جوابات انگریزی تعلیم یافتہ حضرات کے مذاق پر نہایت وضاحت و متانت سے دئے ہیں یہ رسالہ اس قابل ہے کہ ہر انگریزی خواں کے پاس رہے تاکہ جس وقت کوئی شبہ پیش آوے فوراً اس کتاب سے حل کرلیں. قیمت اصلی ۱۲ آنے. رعایتی ۹؍

مجموعہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی ہندوستان

جس میں ہندوستان میں بنک وغیرہ سے سود لینے کی بحث رشوتوں کی حقیقت جہاز یا بنک کے متعلق ضروری تحقیق، مصالح خوانی کی اجرت کا حکم، متعارف چندہ سے بعض مفاسد کا بیان ہے، بعدہ رافع الضنک فی منافع البنک گویا حضرت والا کی تازہ تحقیق متعلق بنک کے. قیمت اصلی ۸؍ رعایتی ۶؍

تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک

احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی حالات عرض کرتے ہیں. وہ یکجا جمع کرلئے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں. سالکین و مشائخ کے لئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اس کو روحانی مطب کہا جائے تو بجا ہے اس کے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دھوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی لاکھوں مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کے لئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کے لئے عموماً نہایت ضروری ہے. قیمت

حصہ اول	اصلی	۶؍	رعایتی	۴؍
حصہ دوم	"	۶؍	"	۴؍
حصہ سوم	"	۶؍	"	۴؍

اصلاح الرسوم. پیدائش سے مرنے تک کی تمام رسوم کی مدلل تردید. قیمت اصلی ۸؍ رعایتی ۶؍

کلید مثنوی شرح مثنوی مولانا روم

آجکل تقریباً ہر تعلیم یافتہ شخص کو مثنوی مولانا روم سے ایک خاص دلچسپی ہے. مگر ناواقفی فن کی وجہ سے اس کے مطالب سمجھنے میں بڑی دقت اور خرابیاں واقع ہوتی ہیں. چنانچہ اکثر شریعت و طریقت کو علیحدہ سمجھنے لگے یہ غلطی ایسی عام ہو رہی ہے کہ اس میں بہت کثرت سے لوگ مبتلا ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ مکار اور شکم پرور صوفیوں اور سجادہ نشینوں کی بہتات ہے جنہوں نے مثنوی کے اشعار میں اپنے خود ساختہ مطالب کا اضافہ کرکے خواہشات نفسانی کے پورا کرنے کا ذریعہ بنایا. اور منکرین مولویوں کو کوچہ طریقت سے نابلد بتاکر عوام کو الحاد و زندقہ کی سرحد تک پہنچا دیا. دوسری وجہ زمانہ حال کی مروجہ اور غیر معتبر یا قدیم ادق اور ناآشنا شرحوں کی نادرین ہے.

حقیقت یہ ہے کہ مثنوی مولانا روم کی جتنی قدیم شرحیں باحواشی ہیں وہ اس قدر ادق اور طویل ہیں کہ عام لیاقت کے لوگ ان کے مطالب سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں اور جو شرحیں عام فہم اور رائج الوقت ہیں ان میں اس کثرت سے غیر متعلق باتیں اور رطب و یابس اقوال جمع کر دئے گئے ہیں جس سے خلط مبحث ہوکے ساتھ ساتھ مطالب بالکل خبط ہو جاتے ہیں. بلکہ اکثر مقامات شرعی حدود سے اس درجہ متجاوز ہو گئے ہیں کہ نعوذ باللہ کفر و زندقہ تک نوبت پہنچ جاتی ہے.

اگر آپ چاہتے ہیں کہ مذکورہ بالا دقتوں سے محفوظ ہو جائیں اور ایمان کی غارت گریوں سے مامون رہیں تو حضرت مولانا مدظلہ کی نہایت عام فہم اور مختصر مگر جامع اردو شرح **کلید مثنوی** کا مطالعہ کریں.

کلید مثنوی کی سب سے بڑی اور ممتاز خوبی یہ ہے کہ

تمام ایسے مسائل جن کے مطالب کے سمجھنے میں غلطیوں کی وجہ سے نعوذ باللہ لوگ کفر وشرک میں مبتلا ہوگئے۔ اور اپنی کوتاہ نظری کی وجہ سے شریعت اور تصوف دو الگ چیز سمجھنے لگے ہیں۔ ان تمام مسائل کو نہایت صاف اور واضح عبارت میں قرآن واحادیث سے ثابت کیا ہو اُن احادیث کے دیکھنے کے بعد تمام شبہات رفع ہو جاتے ہیں اور وہی مسئلہ جو شریعت کے خلاف معلوم ہوتا تھا خالص شرعی مسئلہ معلوم ہوتا ہے۔

الغرض اس شرح میں تمام مسائل تصوف نہایت عجیب غریب انداز سے قرآن وحدیث کے دلائل و براہین سے بیان کئے گئے ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں

دفتر اول کامل للعہ رعایتی ہے
دفتر دوم کامل سے ر ر صہ
دفتر ششم کامل عہ ر ر ہجر

اعمال قرآنی۔ ہر سہ حصص آیات قرآنی کے خواص و اعمال۔ قیمت ۵ر رعایتی ۳؍ر

اوراد رحمانی وذکار سبحانی۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر کے فضائل۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲؍ر

آداب المعاشرت۔ باہمی معاشرت کے آداب جن کی رعایت رکھنے سے آپس میں محبت پیدا ہو قیمت ۲؍ر رعایتی ۱؍ر

الاقتصاد فی التقلید والاجتہاد۔ تقلید شخصی وتقلید مطلق کے متعلق افراط وتفریط سے پاک منصفانہ بیان قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

اخبار بینی۔ اخبار بینی کے عدم جواز کا بیان قیمت ۱ر رعایتی ۸ر

کرامات امدادیہ۔ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عجیب عجیب کرامات۔ قیمت ۶ر رعایتی ۴ر

اغلاط العوام۔ عوام میں جو غلط مسائل مشہور ہوگئے ہیں اُن کی اصلاح۔ قیمت ۱ر رعایتی ۸ر

التشرف بمعرفت احادیث التصوف

اس میں اُن احادیث کی تحقیق فرمائی ہے جو کتب تصوف میں نیز صوفیہ کے کلام میں آتی ہیں اُن کی تحقیق فرما کر دکھا دیا ہے کہ یہ کس کس درجہ کی احادیث ہیں اور جو روایات در اصل حدیث نہ تھی بلکہ کسی بزرگ کا قول تھا اور غلطی سے عوام نے اُس کو حدیث مشہور کر دیا تھا اُس کی اصلیت ظاہر فرمانے کے ساتھ ہی یہ بھی تحریر فرما دیا ہے کہ بزرگوں کا یہ قول فلاں دلیل شرعی سے ثابت ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے۔ مگر ایک کالم میں اور دوسرے کالم میں خود حضرت مؤلف مدظلہٗ کا ترجمہ ہے اس صورت سے ہر طبقے کے لئے نفع عام اور تام ہوگیا ہے۔ ضخامت ۱۷۴ صفحات قیمت عہ رعایتی ۱۲

ایضاً حصہ دوم ۱۲ر رعایتی ۹ر

تلخیصات عشر۔ مولانا مدظلہم نے کم فرصت والوں کے لئے تعلیم عربی کا مختصر نصاب تجویز فرمایا ہے جس سے اگر بانی تین سال میں کافی استعداد عربی کی اور اپنے مذہب سے واقفیت فاضلہ استعداد کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب اس نصاب کے دس رسائل کا مجموعہ ہے اور اس میں اس نصاب کا نقشہ بھی ہے۔ قیمت ۹ر رعایتی ۶ر

الترتیب اللطیف فی قصۃ الکلیم والحنیف
حضرت موسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے قصے جو قرآن مجید میں مختلف جگہ آئے ہیں اُن کو یکجا کر دیا ہے۔ قیمت ۵ر رعایتی ۳؍ر

تجوید القرآن معہ یادگار حق القرآن۔ سہل تفہیم میں تجوید کے ضروری قواعد حفظ یاد کرنے کے لئے قیمت ۱ر رعایتی ۸ر

تنشیط الطبع فی اجراء السبع۔ قرأت کا بیان اور آداب معلم ومتعلم وآداب تلاوت قیمت ۵ر رعایتی ۳/۱۱۰ر

تحقیق تعلیم انگریزی۔ انگریزی پڑھنے کے متعلق بحث۔ قیمت ۱ر

حفظ الایمان مع بسط البنان وتغیر العنوان قیمت ڈیڑھ آنہ۔ رعایتی ۱ر

جزاء الاعمال۔ گناہوں سے دنیوی نقصان اور طاعات سے دنیوی منافع کا بیان قیمت ۲ر رعایتی لنر

جمال القرآن علم تجوید میں نہایت سلیس عبارت میں تحریر کیا گیا ہے۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

حق السماع۔ سماع کے متعلق فقہی تحقیق اور بزرگان اُمت کے اقوال۔ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

حقوق العلم۔ علماء پر عامہ مسلمین کے جو حقوق ہیں اور اُن میں جتنی کمی ہے اور عامہ مسلمین پر علماء کے جو حقوق ہیں اور اُس میں جو کمی ہے اِن سب کی اصلاح ہے قیمت ۵ر رعایتی ۳/۱۱۰ر

الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال کا رد۔ عیسےٰ علیہ السلام کی وفات و حیات کی تحقیق آیات انی متوفیک کی تفسیر اور نزول عیسےٰ وغیرہ۔ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

زاد السعید۔ درود شریف کے فضائل عجیب وغریب خواص وغیرہ آخر میں نیل الشفاء جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نعل مبارک کا نقشہ اور اُسکے عجیب غریب خواص و برکات بیان کئے ہیں۔ قیمت دو آنے رعایتی ۱ر

سبق الغایات فی نسق الآیات (عربی) قرآن شریف کی آیتوں میں اول سے آخر تک ربط بیان کیا ہے۔ قیمت ۹ر رعایتی ۶ر

مناجات مقبول۔ یہ کتاب نہایت مقبولیت حاصل کرچکی ہے۔ اور مقبولیت حاصل کیوں نہ کرتی۔ یہ اصل میں قرآن واحادیث کی دعاؤں کا مجموعہ ہے، حضرت مدظلہم نے قرآن شریف واحادیث شریف سے دعاؤں کو یکجا جمع فرماکر سات منزلوں پر تقسیم فرمادیا ہے تاکہ روزانہ تلاوت کرسکیں قیمت ۱۰ر رعایتی ۶ر

قصد السبیل

اس میں عام لوگوں کے اِس خیال کا دفعیہ کیا گیا ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ تصوف اور وصول الی اللہ ان لوگوں کا کام ہے جو دنیا وما فیہا کو ترک کرکے ایک گوشہ میں بیٹھ رہے۔ اسمیں ایسے دستور العمل تجویز فرماے ہیں کہ ہر شخص اُس پر عمل کرکے واصل الی اللہ ہوسکتا ہے۔ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

شوق وطن

وطن اصلی یعنی آخرت کی یاد اور شوق پیدا کرنے والے مضامین۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

صفائی معاملات

خرید وفروخت وغیرہ کے مسائل مع اصول وقواعد عام فہم۔ قیمت ۲ر رعایتی لنر

طریقہ مولد۔ مولود شریف کے صحیح اور سنت کے موافق طریقہ کا بیان۔ قیمت ۱ر رعایتی ۶ر

القول الصواب

نئی روشنی والے مستورات کے پردہ مروجہ پر شبہات کرتے ہیں کہ ایسا پردہ قرآن شریف سے ثابت نہیں حضرت والا نے قرآن وحدیث ہی سے ثابت فرمایا ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

مواعظ طبع شدہ کی فہرست

حضرت والا موصوف کے مواعظ کا مطالعہ کرنا اور سننا تجربہ اور مشاہدہ سے نہایت ہی مفید ثابت ہوا ہے اُن کے دیکھنے یا سُننے سے دین و دُنیا دونوں درست ہو جاتے ہیں۔ اسکی تصدیق وہ حضرات کریں گے جو ایک بار بھی شریک وعظ ہوتے ہیں یا وعظ سنا ہو اس لیئے ان مواعظ کے ضبط اور طبع کا اہتمام کیا گیا ہے چنانچہ جو مواعظ اس وقت کتب خانہ ہذا میں موجود ہیں اُن کی فہرست مع قیمت درج ذیل ہے۔

دعوات عبدیت

جلد اول۔ اس میں دس وعظ اور سوا سو ملفوظات ہیں۔ قیمت عہ رعایتی ۱۵ر

ایضاً جلد ہشتم۔ اس میں بھی دس وعظ اور سو سے زائد ملفوظات ہیں۔ قیمت لعہ رعایتی عہ

حقوق القرآن

مدرسہ خادم العلوم شہر میرٹھ کا وعظ جو ۱۰ ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ یوم دوشنبہ کو ہوا اسمیں تکمیل القرآن کی ترغیب ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

تسہیل الاصلاح

جلال آباد ضلع مظفر نگر کا وعظ جو ۱۱ شعبان ۱۳۳۰ھ کو تین گھنٹے ہوا اس میں اصلاح اعمال کا بیان ہے قیمت ۱؎ر رعایتی ۱؎ر

غض البصر

جامع مسجد تھانہ بھون کا وعظ جو ۱۲ شوال ۱۳۲۹ھ کو سو گھنٹے ہوا۔ اسمیں آنکھوں کے گناہوں کا بیان ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

تطہیر الاعضاء۔ جامع مسجد تھانہ بھون کا وعظ جو ۱۲ شوال ۱۳۲۹ھ کو ایک گھنٹہ ہوا اس میں قلب اور اعضائے جوارح کی حفاظت کا بیان ہے قیمت عہ رعایتی ۲ر

اصلاح الیتامیٰ

یتیم خانہ اسلامیہ کانپور کا وعظ جو ۲۴ شعبان ۱۳۳۳ھ کو سو گھنٹے ۵ منٹ ہوا جس میں یتامیٰ کے حقوق کا بیان ہے۔ نیز دعیان خدمات قومی کے لئے زیادہ مفید ہے۔ قیمت ۴ر رعایتی ۳ر

نفی الحرج

مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد کا وعظ جو ۱۹ محرم ۱۳۳۱ھ کو سو گھنٹے ہوا اس میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ دین میں تنگی نہیں ہے یہ وعظ تعلیم یافتہ حضرات کو زیادہ مفید ہے۔ قیمت عہ رعایتی ۱ر

النور۔ جامع مسجد تھانہ بھون کا وعظ جو ۹ ربیع الاول ۱۳۳۱ھ کو ۲ گھنٹے ۳۰ منٹ ہوا اس میں آداب متعلقہ ذکر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

فوائد الصحبۃ۔ بمکان مولوی رضی الحسن صاحب کاندھلہ کا وعظ جو ۷ ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ یوم جمعہ بعد نماز جمعہ مغرب تک باستثناء مقدار ادائے عصر ہوا اسمیں فوائد صحبت و مزاحمت اہل تحقیق و اہل تصوف کا بیان ہے قیمت عہ رعایتی ۱؎ر

ضرورۃ العلم بالدین مدرسہ احیاء العلوم الہ آباد کا وعظ جو ۵ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ کو دو گھنٹہ ۴۵ منٹ ہوا اس میں علم دین کی ضرورت کا بیان ہے قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

تفصیل التوبہ بر مکان وزیر صاحب ریاست خیرپور سندھ کا وعظ جو ۲۰ ذیقعدہ ۱۳۲۹ھ کو دو گھنٹہ ۴۰ منٹ ہوا اسمیں توبہ کی تفصیل ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

تیسیر الاصلاح جامع مسجد تھانہ بھون کا وعظ جو ۹ رجمادی الاول ۱۳۳۰ھ دو گھنٹہ ۴۰ منٹ ہوا جسمیں ترک معاصی کا بہت سہل طریقہ بیان فرمایا ہے قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

غوائل الغضب بر مکان مولوی محمد عبد اللہ صاحب تھانہ بھون کا وعظ جو جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ کو ہوا اسمیں غصہ کی خرابی اور مضرتیں اور اس کے علاج بیان فرماتے ہیں۔ قیمت ۳ر رعایتی ۲ر

التنبیہ جامع مسجد تھانہ بھون کا وعظ جو ۲ رجمادی الثانی ۱۳۳۱ھ ایک گھنٹہ ۵۵ منٹ ہوا جسمیں یہ بیان ہے کربلا کے آنے اور جانے کے وقت کیا کرنا چاہیے۔ قیمت ۱ر رعایتی ۱ر

سلسلہ تسہیل المواعظ چونکہ حضرت والا مدظلہم العالی کی مجلس وعظ میں اہل علم کا مجمع ہونے کی وجہ سے مضامین علمیہ اور الفاظ عربیہ بھی بیان میں آجاتے ہیں اس لئے حسب ایماء حضرت والا مواعظ کو نہایت آسان پیرایہ میں کر دیا ہے اور اس سلسلہ کا نام حضرت والا مدظلہم نے تسہیل المواعظ رکھا ہے اس سے ہر شخص حتی کہ بچے اور عورتیں بھی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس وقت تک اس سلسلہ کے چھتیس (۳۶) وعظ طبع ہو چکے ہیں جس میں بیس وعظ پر پہلی جلد ختم کی ہے۔ جلد اول کے بیس وعظوں میں سے بعض بالکل ختم ہو چکے ہیں اور بعض کم ہیں اور بعض کافی موجود ہیں جنکی تفصیل درج ذیل ہے۔

حاضری کا خوف

جلد اول کا دوسرا نمبر۔ قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

رمضان کا خالص رکھنا

جلد اول کا تیسرا نمبر قیمت ۱ر رعایتی ۱ر

اصلاح کا آسان طریق

جلد اول کا ساتواں نمبر قیمت ۱ر رعایتی ۱ر

اہتمام دین کی ضرورت

جلد اول کا تیرھواں نمبر قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

علم دین کی ضرورت

جلد اول کا چودھواں نمبر قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

عمل دین کی ضرورت

جلد اول کا پندرہواں وعظ۔ قیمت ۱ر رعایتی ۱ر

مقبولیت کا طریق

جلد اول کا سولہواں نمبر۔ قیمت اصلی ۱ر رعایتی ۱ر

علم اور خوف کے فضائل

جلد اول کا سترہواں نمبر قیمت ۲ر رعایتی ۱ر

قربانی کی ترغیب جلد اول کا اٹھارہواں وعظ ۱ر رعایتی ۱ر

توبہ کی ضرورت۔ جلد اول کا انیسواں وعظ ۱ر رعایتی ۱ر

توبہ کی تفصیل جلد اول کا بیسواں وعظ ۱ر رعایتی ۱ر

تسہیل المواعظ کی دوسری جلد کامل۔ اسمیں بارہ وعظ ہیں اصلی قیمت ۱۴ر رعایتی ۱۲ر

کتاب ترغیب وترہیب

انسان ایسی طبیعت پر پیدا کیا گیا ہے کہ جب تک کسی امر کی طمع یا کسی امر کا خوف نہ ہو ہر کام کرنا دشوار ہوتا ہے۔ بلکہ نہیں ہوسکتا۔ اگر ہوتا ہی ہے تو حکم حاکم سے وہ بھی نہایت جبر و دشواری سے اسی وجہ سے فی زماننا حاکم اسلام تو موجود نہیں احکام شریعت پر مسلمانوں کا قائم رہنا دشوار ہو رہا ہے اب تو مسلمانوں کو پیرا امر و نہی کا کوئی فائدہ یا اس کے ترک سے مضرت نہ معلوم ہو اسپر عمل مشکل ہے لہذا اس زمانہ میں ایسی کتاب کی اشاعت ضروری ہے جس میں احکام شریعت کی منفعت اور اس کے ترک سے مضرت دکھا کر راہ مستقیم پر قائم کیا جائے۔ تو اس بارے میں احقر کے خیال میں کتاب ترغیب وترہیب آئی۔ اور اسکا ترجمہ شروع کرا دیا۔ جو تھوڑا تھوڑا الھادی میں ہر مہینہ شائع ہوتا رہتا ہے۔ اور علیحدہ کتاب کی صورت میں بھی شائع کر رہا ہوں جنکی مفصلہ ذیل جلدیں تیار ہیں

حصہ اول اس میں کتاب و سنت پر عمل کرنے کی ترغیب اور بدعات اور کار بد سے ترہیب ہو۔

کتاب العلم اس میں علماء و اولیاء اللہ کے فضائل اور اشاعت علم کی ترغیب ہو۔ اور دنیا کے واسطے علم پڑھنے پڑھانے سے ترہیب

کتاب الطہارت اسمیں قضاء حاجت اور استنجا اور غسل و وضو کے فضائل نہایت بسط سے بیان کئے ہیں۔ ضخامت ۱۰۸ صفحات قیمت ۱۰ ر رعایتی ۷ ر۔

کتاب الصلوۃ اس میں اذان کے اور اس کے جواب اور تکبیر کے فضائل اور بعد اذان کے مسجد سے نکلنے کی ممانعت اور ضرورت کے موقعہ پر تعمیر مساجد اور ان کا احترام اور عورتوں کو گھروں میں نماز ادا کرنے کی ترغیب اور نماز پنجگانہ کے اہتمام۔ فضائل، رکوع و سجود کے اور اول وقت ادا کرنے کی فضیلت، آداب جماعت، اذکار بعد نماز، آداب امامت۔ و صف بندی وغیرہ وغیرہ کتاب نوافل اس میں سنت مؤکدہ اور وتر اور تہجد اور چاشت صلوۃ استخارہ، صلوۃ التسبیح وغیرہ کا بیان ہے۔ ضخامت ۲۰۴ صفحات قیمت (عہ) رعایتی ۱۵ ر

کتاب الجمعہ اس میں نماز جمعہ کی فضیلت اور اس دن رات میں ساعت اجابت کے فضائل اور غسل کرنا۔ اور اول وقت کی فضیلت اور بلا عذر دیر کرنے اور گردنیں پھلانگنے اور خطبہ میں بات کرنے کی ممانعت اور ترک جمعہ پر وعید اور سورہ کہف اور اس دن رات کے اذکار ضخامت ۳۰ صفحہ قیمت ۲ ر رعایتی ۱ ر

کتاب الصدقات اس میں زکوۃ ادا کرنے کی ترغیب اور فرضیت کی تاکید اور زکوۃ نہ ادا کرنے پر ترہیب اور زیور کی زکوۃ کا بیان۔ پرہیزگاری کے ساتھ خدمت صدقات بجا لانے کی ترغیب اور اس امر کی ترغیب کہ اگر کسی کو نوبت فاقہ کی پہنچے۔ تو خدا سے مدد طلب کرے۔ بغیر خوشی کے جو چیز دی جائے اسکے لینے سے ترہیب صدقہ کی ترغیب اور تنگدست کی ہمت اور نفلی صدقات کا بیان خفیہ صدقہ کرنے کی ترغیب رشتہ داروں پر صدقہ کرنے اور ان کو غیروں پر مقدم رکھنے کی

ترغیب فالتو چیز کو اقربا کو باوجود مانگنے کے بخل کرنے اور اقربا کے حاجتمند ہوتے ہوئے غیر کو دینے کی ترہیب. قرض دینے کی ترغیب اور اس کی فضیلت کا بیان. قیمت ۱۲ر رعایتی قیمت ۹ر

انوار الصوم یعنے کتاب الصوم

اسمیں روزہ کی نیز روزہ دار کی دعا کی فضیلت . رمضان کے روزہ کی ترغیب. اور رمضان کی راتوں میں خصوصاً شب قدر میں نماز کی ترغیب رمضان میں بدون عذر شرعی کے روزہ نہ رکھنے پر وعید شوال کے چند روزوں کی عرفہ کے دن روزہ کی ترغیب اور ماہ محرم میں روزہ کی فضیلت اور یوم عاشورہ کے دن اہل وعیال پر کھانے کی وسعت کرنے کی ترغیب. شعبان کے روزہ کی ترغیب اور شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت نیز دیگر نفلی روزوں کی فضیلت. اور عورت کو نفلی روزہ بلا اجازت شوہر رکھنے کی ممانعت. افطار میں جلدی اور سحری میں تاخیر کرنے کی ترغیب روزہ میں غیبت وغیرہ سے ممانعت صدقہ فطر کی ترغیب. قربانی کی ترغیب وغیرہ وغیرہ قیمت ۱۲ر رعایتی ۹ر

فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام

اگر آپ غازیان اسلام ومجاہدین ملت کی اولوالعزمی وجاں نثاری کے جرأت آموز حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں اگر آپ کو مشہور و نامور سالاران اسلام حضرت ابوعبیدہ رض بن جراح وحضرت خالد ابن ولید رض کی مدبرانہ شجاعت وحکیمانہ سیاست کے حیرت انگیز کارنامے دیکھنا مقصود ہیں. اگر آپ اسلام کے عروج وزوال کے صحیح اسباب معلوم کریں کہ ان تمام طمع کاریوں کی حقیقت سے واقف ہونا چاہتے ہیں جن سے مسلمان دھوکہ کھاکر منزل مقصود سے کوسوں دور ہوتے جاتے ہیں تو فیوض الاسلام ترجمہ جدید فتوح الشام ملاحظہ فرمائیں. ضخامت ۱۱۰۰ صفحات قیمت للعہ رعایتی عہ

وضوح الاصر ترجمہ جدید فتوح المصر

یہ بھی زمانہ حال کی زبان میں ہے. قیمت عہ رعایتی ۱۲ر

بیان الامراء ترجمہ جدید تاریخ الخلفاء

اس کے مطالعہ سے تاریخ اسلام پر پورا عبور ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ خلافت کس طرح اور کس کس پر منتقل ہوتی رہی اس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ سے لیکر [illegible] تک کے خلفاء کے حالات درج کر دیئے ہیں یہ اسی تاریخ الخلفاء کا ترجمہ ہے جو عام طور پر داخل درس ہے. قیمت دو روپے (عہ) رعایتی عہ

یادگار صالحین

یعنے

امیر الروایات فی حبیب الحکایات

اس نادر روزگار کتاب میں حضرت مولانا شاہ ولی صاحبؒ ومولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ ومولانا شاہ محمد اسمٰعیل صاحبؒ ومولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ ومولانا محمد قاسم صاحبؒ ومولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم کے حالات درج ہیں جو اس سے پہلے

دو آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سنے اُس کے مطالعہ سے بزرگان دین کی مجلس کا لطف حاصل ہوجاتا ہو قابل دید و لائق شنید کتاب ہو قیمت عہ رعایتی ۱۲؍

سفرنامہ مالٹا یا سیاست اسلامی کا ایک مجاہدانہ درس

آج کل جسکو دیکھئے وہ ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے خواب دیکھ رہا ہے مگر جن خوبیوں کی سلطنت کے لئے ضرورت ہو ان کا نام نہیں تو کیا جو غلام ہو اور غلامانہ صفات بھی اپنے اندر رکھتا ہو وہ کبھی غلامی کی قید سے آزاد ہو سکتا ہو ہرگز نہیں حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب قدس سرہ ہماری طرح دوسروں کے محکوم تھے مگر غلامانہ صفات سے پاک تھے۔ پس اگر آپ نے شیخ علیہ الرحمۃ کا سفرنامہ مالٹا نہ دیکھا ہو تو اب دیکھئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ قدرت نے آپ کو کیسے شاہانہ اوصاف عطا فرمائے تھے۔ یہ سفرنامہ آپ کو بتائیگا کہ اغیار کے ہاتھوں میں پھنسکر اولوالعزمی ثابت قدمی۔ بے خوفی۔ حق گوئی کے جوہر دکھانا یہ خاص مجاہد فی اللہ ہی کی شان ہے۔ اس سفرنامہ سے آپ حضرت علیہ الرحمۃ کے حالات زندگی معلوم کرکے اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی تفسیر کا لطف اٹھائیں گے۔ اور متقیانہ و مجاہدانہ اوصاف سے آگاہ ہوکر جام شریعت و سندان عشق کے یکجائی نظارہ سے وجد کریں گے۔ پس لے ترقی اسلام کے مشتاقو اور لے عروج ملی کے فدائیو اور حضرت شیخ المجاہدین کا سفرنامہ پڑھکر جرأت و ہمت کا سبق حاصل کرو۔ خدا ترسی و حق پرستی کے خوگر بنو۔ ماسوا کا خوف دل سے نکالکر دکھلا نہ چند و چند سے اغیار پر اسلامی جاہ و جلال کا رعب جماؤ۔ قیمت ار رعایتی ۶؍

نجد و حجاز

ترجمہ الوہابیون والحجاز

مصنفہ سید محمد رشید رضا مصری مترجمہ مولوی [illegible] پروفیسر اسلامیہ کالج پشاور یہ کتاب حکومت نجد کی موجودہ جنگ کے حالات و حوادث کا بہترین مرقع ہے۔ اس میں بتلایا ہے کہ اہل نجد حجاز پر کیونکر حملہ آور ہوئے؟ کس طرح انہوں نے ملک حجاز فتح کرکے اپنی سلطنت میں شامل کرلیا اور کیونکر انہوں نے مقامات مقدسہ کی حرمت کو قائم رکھا؟ ان کے حملہ کے عام و خاص اسباب کیا تھے؟ اور حقیقت وجہ پرخاش کیا تھی؟ ان کا مذہب و عقیدہ کیا ہے؟ اور سلف صالحین کے مذہب اور عقیدے سے کس قدر مطابق اور کتاب و سنت اور ائمہ اربعہ کے مذہب سے انہیں کسقدر مطابقت حاصل ہے؟ شریف حسین اور اس کے ہواخواہوں نے جو غلط افواہیں اور جھوٹا پروپیگنڈا ان کے خلاف پھیلا رکھا تھا۔ اس کی اصل حقیقت کیا ہے؟ اور کہاں تک درست یا غلط ہے؟ ان سوالات کے جوابات میں جس قدر شواہد پیش کئے گئے ہیں ان کی شہادت کے وثوق اور اعتبار کے ثبوت میں اپنے ماخذ کا حوالہ ساتھ دے کر ان کے بیان کو صحیح اور مصدقہ تسلیم کرنے میں ذرا بھی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ علاوہ ازیں شریف اور سلطان ابن سعود کی سوانح حیات اور ان کی اولاد کے عادات و خصائل کا صحیح صحیح موازنہ و مقابلہ کیا ہو حجم ۲۰۰ صفحات کاغذ معمولی۔ لکھائی چھپائی دیدہ زیب قیمت عہ رعایتی ۱۲؍

تفسیر حل القرآن

از مولانا مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی [illegible]

ضروریات کے لحاظ سے نہایت کارآمد ہے اس کی تعریف میں صرف حضرت مولانا تھانوی مدظلہم کی تقریظ کا خلاصہ پیش کرتا ہوں اس سے اس کی خوبی معلوم ہوجاوے گی۔

خلاصہ تقریظ حضرت حکیم الامۃ تاج المفسرین مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی دام ظلہم العالی۔

بعد حمد وصلوٰۃ احقر مظہر مدعا ہے کہ میں نے اس تفسیر مسمی بہ حل القرآن مؤلفہ مشفق مکرم جامع علیہ دو علیہ مولوی حبیب احمد صاحب کرانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو شروع سے ختم تک حرفاً حرفاً دیکھا ہے جو خصوصیات تفسیر کی میرے ذہن میں آئیں ان کو لکھتا ہوں (۱) ترجمہ سلیس وشگفتہ ہے جس میں لغت ومحاورہ دونوں کی کافی رعایت ہے۔ زبان بازاری و مبتذل نہ محض کتابی ومغلق (۲) تفسیر نہ اتنی مختصر ہے کہ مقصود میں مخل ہو نہ ایسی طویل کہ ناظرین کے لئے ملال دلانے والی ہو (۳) تفسیر کی تقریر ایسے انداز سے کی گئی ہو کہ اسی سے اجزاء قرآنیہ میں نہایت لطیف ارتباط بھی ظاہر ہوگیا ہے۔ (۴) بعض جگہ میرے حواشی ملیں گے جنہیں بعض حواشی سے میرا جوش وجد ظاہر ہوگا۔ جو غایت استحسان سے ناشی ہوا۔ (۵) بعض فرق باطلہ کے تمسکات کا مواقع حاجت میں جواب بھی دیا گیا ہے۔ بہت دلپذیر۔

یہ مختصر نمونہ ہے خصوصیات کا باقی مطالعہ سے جو خصوصیات مشاہد ہونگی وہ ان کے علاوہ ہے میری رائے میں عوام وخواص سب کے لئے یہ تفسیر تمام ان ضروریات کے اعتبار سے مفید ہے جو اس وقت حاضر ہیں۔ قیمت بھی ارزاں ہے لینے میں دریغ نہ کیا جاوے۔ کتبہ احقر اشرف علی التھانوی الحنفی فی تھانہ بھون لعشرین من صفر سنہ ۱۳۴۲

اس وقت اس تفسیر کی صرف جلد اول تیار ہے جسمیں سورۂ بقر کی تفسیر ہے ضخامت ۱۲۸ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶ قیمت عمر رعایتی ۱۲ر

مصفیٰ مسویٰ شرحین موطا امام مالک حامل متن

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ نے موطا امام مالک کی دو شرحیں لکھی ہیں ایک فارسی میں ہے جسکا نام مصفیٰ ہے اور دوسری عربی میں ہے جسکا نام مسوی ہے یہ دونوں شرحیں ایک جگہ طبع کی گئی ہیں اسکی ترتیب اس صورت سے ہے پہلے شاہ صاحب اصل حدیث نقل کرکے اسکا ترجمہ فارسی میں کرتے ہیں۔ پھر اس کے بعد اہل علم کے اقوال ومذہب بحث ومباحثہ نقل کرکے اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ اور تعارض احادیث نہایت عمدہ طریقہ سے اٹھاتے ہیں پھر مسائل اجتہادیہ فقہیہ جو حدیث سے نکلتے ہیں بیان کرتے ہیں۔ بعض بعض حدیث کے تحت میں تھوڑے تھوڑے زائد مسائل بیان کرتے ہیں قیمت اصل سات روپے۔ رعایتی چھ روپے دو آنے۔

فتاوی رشیدیہ

از افادات طیبات عالم اجل فاضل اکمل مخزن اسرار شریعت معدن رموز طریقت حضرت مولانا الحاج رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ اسمیں صدہا مسائل شریعت ونکات تصوف موجود ہیں دور دراز سے علماء نے اپنے شکوک اور رہنمائے طریقت نے اپنے واردات اور عوام نے مسائل خطوط وتحریرات کے ذریعہ آپ کی خدمت میں ارسال کئے ہیں اور آپ نے

ان کے جوابات تحریر فرمائے ہیں اور شریعت و طریقت کو ایک ہی کر دکھایا ہے۔ قیمت ہر سہ حصص عہ رعایتی عہ

فیض الرحمٰن فی تسہیل الفرقان

یہ کتاب طلبہ کے کام کی ہے۔ مگر ان طالبعلموں کے مطلب کی ہے جو قرآن مجید کے ترجمہ کا شوق رکھتے ہوں اسمیں سات فہرستیں ہیں۔

فہرست ۱ اس میں ایک سو ستر الفاظ قرآنی کے مختلف معنی مع امثلہ کے درج ہیں اور قرآن فہمی کے واسطے ان کا جاننا از بس ضروری ہے۔ تفسیر اتقان مصنفہ حضرت جلال الدین سیوطی رح میں بھی یہ فہرست ہو مگر اسمیں بیس سے زائد نہیں اور بفضل الٰہی اس کتاب میں ایک سو ستر الفاظ کے معنی معہ امثلہ قرآنی درج ہیں۔ فہرست ۲ اس میں ان تریسٹھ آیات کا بیان ہے جن کے پہلے یا بعد کوئی جملہ یا عبارت محذوف ہے اور محذوف کو مع ترجمہ کے ظاہر کر دیا ہے۔ فہرست ۳ میں تقدم و تاخر کا ذکر ہے یعنی اصل آیت میں بعض الفاظ موخر ہیں مگر مفہوم کے لحاظ سے مقدم ہیں۔

فہرست ۴ اس میں تقریباً تین سو ایسے الفاظ ہیں جنکی صورت آپس میں بالکل متشابہ ہے صرف ایک آدھ اعراب کے اختلاف سے ٹھوکر لگنے کا احتمال ہے خصوصاً مبتدی اور متوسط العلم کو لہذا حروف تہجی کی ترتیب سے مع معنوں کے ان کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے اور قرآن فہمی میں اس سے بڑی مدد ملتی ہے۔ فہرست ۵ میں بعض الفاظ کے آخر میں جو حروف ن۔ و۔ ی۔ محذوف ہیں ان کو بترتیب حروف تہجی لکھدیا ہے یہ فہرست اگرچہ فاضل کو چنداں مفید نہیں مگر مبتدی اور متوسط العلم کو نافع ہے۔ فہرست ۶ اس میں انیس سورتوں کے مختلف نام درج کئے گئے ہیں جو سلف میں مشہور تھے بلکہ آجکل بھی بعض وہ نام اسلامی ممالک کے قرآنوں میں درج ہیں مثلاً سورہ محمد کو بعض قرآنوں میں قتال لکھا ہے فہرست ۷ اسمیں تقریباً ستر سو الفاظ کی جمع حروف تہجی کی ترتیب میں مع ترجمہ کے لکھے گئے ہیں جسقدر قرآنی لغت کی کتابیں اب تک نظر سے گذری ہیں ان میں اس قدر تعداد یکجا درج نہیں۔ غرض یہ ہے کہ یہ کتاب قابل مطالعہ طالب قرآن ہو۔ ضخامت ۹۰ صفحات قیمت عام عہ رعایتی ۱۰ر

نام کتاب	قیمت اصلی	رعایتی	نام کتاب	قیمت اصلی	رعایتی	نام کتاب	قیمت اصلی	رعایتی	نام کتاب	قیمت اصلی	رعایتی
کتب تفاسیر عربی اردو			کامل اردو۔	للعہ	۳ عہ	اکمال فی اسماء الرجال عربی۔	۸ر	۸ر	موطا امام مالک مع مصفی مسوی شرحین	عہ	عہ
تفسیر جلالین کمالین عربی۔	ے	للعہ	تفسیر حل القرآن اردو سورہ بقر	عہ	۱۲ عہ	بخاری شریف۔	عہ	عہ ۱۲	موطا امام مالک مع	عہ	عہ
تفسیر بیضاوی سورہ بقر عربی	عہ	۶	تفسیر عزیزی پارہ تبارک الذی	۶	عہ	مسلم شریف مجتبائی	عہ	ے	موضوعات کبیر		
تفسیر بیان القرآن کامل اردو۔	عسہ	عہ	ایضاً پارہ عم اردو	عہ	عہ	جامع ترمذی شریف	ے	عہ	ملا علی قاری۔	۱۰ر	۹ر
تفسیر موضح القرآن			کتب احادیث عربی			مشکوۃ شریف۔	ے	عہ	نخبۃ الفکر۔	۱۰ر	عہ
			سنن ابوداؤد	عہ	عہ	بلوغ المرام	۱۰ر	۸ر	طحاوی شرح معانی		
						حصن حصین حنفی	۶	عہ	الآثار کاغذ سفید	للعہ	للعہ

نام کتاب	قیمت	رعایتی
طحاوی شرح معنی الآثار کافذ خانی	عہ	[illegible]
احادیث اردو		
کہف التین خلاصہ حصن حصین	[illegible]	۱۳ر
ترجمہ طحاوی شرح معنی الآثار	[illegible]	[illegible]
سلعۃ القربہ ترجمہ نخبۃ الفکر	۱۰ر	۸ر
التادیب ترجمہ ترغیب وترہیب جلد اول۔	۱۰ر	۷ر
کتاب الصلوۃ حصہ دوم التادیب۔	[illegible]	۱۵ر
کتاب الجمعہ کتاب الصلوۃ کا جز ثانی،	۱۲ر	۱۰ر
کتاب الصدقات یعنی حصہ سوم۔	۱۲ر	۹ر
انوار الصوم یعنی حصہ چہارم۔	[illegible]	۹ر
مجموعہ زواجر ہندی	۸ر	۶ر
حزب المقبول من احادیث الرسول	۸ر	۵ر
کتب فقہ واصول فقہ عربی اردو		
اصول شاشی۔	۱۰ر	۷ر
ایضاً کلان۔	عہ	۱۳ر
توضیح تلویح	[illegible]	[illegible]

نام کتاب	قیمت	رعایتی
سوال وجواب نور الانوار	۸ر	۶ر
فصول شرح اصول شاشی۔	[illegible]	[illegible]
کشف المبہم	[illegible]	[illegible]
حسامی مطبوعہ اصح المطابع	[illegible]	[illegible]
نامی شرح حسامی	[illegible]	[illegible]
مسلم الثبوت	۸ر	۶ر
ازالۃ الغواشی ترجمہ اصول شاشی	۶ر	۴ر
کتب فقہ عربی		
شرح وقایہ اولی مجتبائی۔	[illegible]	[illegible]
ایضاً ثانی۔	[illegible]	[illegible]
ایضاً ثالث	[illegible]	[illegible]
ایضاً رابع	[illegible]	[illegible]
کبیری	[illegible]	[illegible]
کنز الدقائق کلاں	[illegible]	[illegible]
منیۃ المصلی	۱۰ر	۶ر
نور الایضاح خورد	۱۰ر	۸ر
ہدایہ اولین	[illegible]	[illegible]
ایضاً آخرین	[illegible]	[illegible]
قدوری محشی	[illegible]	[illegible]
کتب فقہ اردو		
احسن المسائل	[illegible]	[illegible]
ترجمہ کنز الدقائق	[illegible]	[illegible]

نام کتاب	قیمت	رعایتی
ضروری ترجمہ قدوری	[illegible]	[illegible]
امداد الفتاوی	[illegible]	[illegible]
” آخرین	[illegible]	[illegible]
تتمہ اولی وثانیہ	[illegible]	[illegible]
ایضاً ثالثہ	[illegible]	[illegible]
” رابعہ	[illegible]	[illegible]
” خامسہ	[illegible]	[illegible]
اغلاط العوام	[illegible]	[illegible]
ترکیب الصلوۃ	[illegible]	[illegible]
حقیقۃ الصلوۃ	[illegible]	[illegible]
صلوۃ الرحمن ترجمہ منیۃ المصلی	[illegible]	[illegible]
فتاوی رشیدیہ	[illegible]	[illegible]
کامل ہر سہ جلد	[illegible]	[illegible]
مفتاح الجنۃ	[illegible]	[illegible]
مالابد اردو	[illegible]	[illegible]
حلال والحرام۔	[illegible]	[illegible]
کتب عقائد عربی فارسی اردو		
تکمیل الایمان فارسی	[illegible]	[illegible]
ایضاً اردو	[illegible]	[illegible]
شرح فقہ اکبر ملا علی قاری۔ فارسی۔	[illegible]	[illegible]
ترجمہ شرح عقائد نسفی۔	عہ	[illegible]
ختم نبوۃ کامل	[illegible]	[illegible]

نام کتاب	قیمت	رعایتی
کتب صرف		
ابواب الصرف	۵ر	۳ر
تبیان شرح میزان	۲ر	۱۳ر
جامع تعلیلات	۸ر	۶ر
حفظیہ	۱۴ر	۱۲ر
زنجانی	۲ر	۱ر
زراوی	۳ر	۲ر
شافیہ	۱۶ر	۱۳ر
صرف میر	۳ر	۲ر
عزیز المجیدی ترجمہ میزان منشعب۔	۳ر	۲ر
عزیز الطالبین شرح پنج گنج۔	۸ر	۶ر
فصول اکبری	۸ر	۶ر
مراح الارواح	۶ر	۵ر
کتب نحو		
الفیہ ابن مالک	۱۴ر	۱۲ر
تیسیر المبتدی	۶ر	۵ر
درایہ	۱۲ر	۱۰ر
شرح مأۃ عامل۔	۶ر	۵ر
” مترجم۔	۸ر	۶ر
کافیہ۔	۱۰ر	۶ر
مفصل۔	عہ	۱۴ر
نحو میر	۴ر	۳ر
ہدایۃ النحو۔	۸ر	۶ر
کتب منطق وفلسفہ		
سلم العلوم	عہ	۱۴ر

نام کتاب

شرح تہذیب۔
میر قطبی۔
قال اقول۔
مجموعہ منطق۔
مرقات۔
میبذی

کتب ادب انشاء عربی

اخوان الصفا تا
درس۔
بدیع الانشاء
تاریخ الخلفاء عربی
تعلیقات علے
سبع معلقات
دیوان حضرت علیؓ
عطر الوردہ
مقامات حریری
مرقات العربیہ کامل
نفحۃ الیمن کامل
مفید الطالبین
انشاء عجب العجائب
تسہیل البیان شرح
دیوان متنبی۔
تسہیل الدراسہ
شرح دیوان حماسہ
مراسلات
بغدادی۔

کتب معانی وبیان وعروض

تلخیص المفتاح
عروض المفتاح۔
مختصر معانی
مجتبائی۔

کتب ریاضی وہیئت

تشریح الافلاک۔
خلاصۃ الحساب
سبع شداد
شرح چغمینی۔
شمس بازغہ۔

کتب لغات

کریم اللغات
اعجاز القرآن فی
لغات القرآن
لغات کشوری
محاورات ہند

کتب تاریخ وسیر

تاریخ بیت المقدس۔
تاریخ بنی اسرائیل
تاریخ الخلفاء عربی
بیان الابرار ترجمہ
تاریخ الخلفاء
تذکرۃ الاولیاء اردو

تاریخ حبیب اللہ
رحمۃ الرحمٰن قصیدۃ
نعمان
فیوض الاسلام
ترجمہ جدید فتوح
الشام۔
وضوح الامر ترجمہ
فتوح المصر۔
نشر الطیب فی
ذکر النبی الحبیب
تجوید مجازہ۔
امیر الروایات
فردوس آسیہ
سفرنامہ ابن بطوطہ
ایضاً حصہ دوم۔

کتب تصوف

تحفۃ السالکین ترجمہ
ارشاد الطالبین
بدر الشروح شرح
دیوان حافظ
الکشف عن مہمات
التصوف۔
تصفیۃ القلوب ترجمہ
ضیاء القلوب اردو
صراط المستقیم
فارسی۔

ترجمہ کیمیائے
سعادت
تعلیم الدین
تذکرۃ الاولیاء
قصد السبیل
مسائل سلوک کامل
علاوہ مثنوی شرح
مثنوی مولانا روم
دفتر اول کامل۔ العرس
دفتر دوم کامل
دفتر ششم کامل

نہایت ضروری نوٹ

بکم جنوری ۱۹۱۳ء سے ڈاک خانہ میں قیمت کا عدم ہوگیا کہ وی پی آٹھ روز کی بجائے تین روز امانت رہیگا اگر کوئی صاحب روکنا چاہیں گے تو ان کو بذریعہ تحریر کے داخل کرنے ہونگے لہذا عرض ہے اب کوئی صاحب امانت نہ کروا دیں ورنہ فوراً واپس ہو جاوے گی۔ فقط

(حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولٰنا شاہ محمد اشرف علی صاحب ظلہ کی تازہ تالیف)

خطبات الاحکام

اس میں جمعہ کے پچاس خطبے ہیں تاکہ سال بھر تک ہر جمعہ کو نیا خطبہ پڑھا جاسکے اسکے علاوہ عیدین و نکاح و استسقاء کے بھی خطبے درج ہیں اور سب خطبے نہایت سلیس ہیں اور باوجود جامع ہونیکے نہایت مختصر ہیں جو موجودہ خطبوں میں محض ترغیبی مضامین ہیں حالانکہ ضرورت احکام کی بھی ہے اسواسطے ان خطبوں میں خاص اہتمام کیساتھ ترغیب و ترہیب کے علاوہ ضروری احکام بھی بیان کئے ہیں مثلاً علم کی فضیلت اور ضرورت عقائد کی درستی پاکی کی فضیلت نماز کی تاکید اور فضیلت قرآن شریف کا پڑھنا اور اسپر عمل کرنا ذکر اللہ اور دعا کی فضیلت نوافل کی فضیلت کھانے پینے میں اعتدال کا حکم نکاح کے حقوق کسب حرام سے پرہیز حقوق عام و خاص خلوت سفر کے آداب نیک کام کا امر کرنا اور بری کام کا روکنا آداب المعاشرت باطن کی اصلاح تہذیب اخلاق شکم اور شرمگاہ کی حفاظت زبان - مذمت - غصہ - کینہ - حسد - مذمت دنیا - بخل اور مال کی محبت حب جاہ اور ریاکاری کی برائی تکبر اور خود پسندی کی مذمت دھوکہ کھانیکی مذمت توبہ کی فضیلت اور ضرورت صبر اور شکر کی فضیلت خوف و رجا - فقر و زہد - توحید و توکل محبت اور شوق اور انس اور رضا اخلاص اور صدق مراقبہ اور محاسبہ تفکر اور سوچنا موت اور بعد موت کا ذکر یوم عاشورہ کے متعلق ہدایتیں صفر کے متعلق و ربیع الاول و ربیع الثانی کی رسوم ماہ رجب کے متعلق ہدایات ماہ شعبان کے احکام ماہ رمضان کی فضیلت روزہ کی فضیلت تراویح کی فضیلت شب قدر اور اعتکاف کی فضیلت عید الفطر کے احکام حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ ذی الحجہ کے احکام عید الفطر کی فضیلت نیز عید الضحیٰ استسقاء کی نماز منجملہ اور خوبیوں کے ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اسمیں تمام احکام قرآن و حدیث سے ثابت کئے ہیں اور چونکہ خطبہ عربی زبان میں ہونا ضروری ہے اور اسکے ساتھ غیر عربی میں مضمون بیان کرنا خلاف سنت ہے اسواسطے خطبہ تو محض عربی ہی میں لکھا ہے مگر عوام کے مطالعہ کیواسطے اسکی آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ بھی آخر میں شامل کردیا گیا ہے - اگر اسکو نماز کے بعد وعظ کی جگہ سنا دیا جاوے تب بھی مفید ہوگا قیمت عام عا رعایتی ۱۲ر

ملنے کا پتہ محمد عثمان تاجر کتب دریبہ کلاں دہلی

حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہ کی کمیاب مواعظ کا نیا رسالہ

الابقاء

ہزار ہزار شکر ہے کہ خداوند عالم نے اس زمانہ پر فتن میں عالی جناب فیض مآب عمدۃ العارفین زبدۃ الکاملین جامع شریعت و طریقت واقف اسرار حقیقت و معرفت حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی کو اصلاح امت کے واسطے پیدا فرما کر مسلمانان ہند کے لئے خصوصاً اور دیگر ممالک کیلئے عموماً ایک نعمت عظیمہ بنایا ہے۔ جو اس زمانہ میں جبکہ ہر چہار طرف سے گمراہی کی گھٹائیں امنڈ رہی ہیں تحریراً و تقریراً حق و باطل کو ممتاز کرنے کی خدمت میں یکتائے زمانہ ہیں۔ ان کے فیض سے بیشمار مخلوق خدا علماً و عملاً فیض یاب ہو رہی ہے اور ان کی خدمت میں حاضر ہونا کیمیائے سعادت ہے خصوصاً آپ کے مواعظ سے جو فائدہ عوام و خواص کو ہو رہا ہے وہ کسی صاحب نظر سے پوشیدہ نہیں ہے مواعظ متفرقہ کا باوجود بار بار طبع ہونے کے پھر کمیاب ہونا قبولیت عامہ کی بین دلیل ہے ان نایاب مواعظ کی "تلاش" میں شائقین کی پریشانی اور سرگردانی کی وجہ سے احقر کو خیال ہوا کہ اگر ان ختم شدہ اور کمیاب مواعظ کو ماہ بماہ ایک "رسالہ" کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو شائقین مواعظ کے واسطے از حد مفید ہوگا۔

بایں خیال احقر نے ایک رسالہ موسومہ "الابقاء" بنام خدائے عزوجل رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ سے جاری کر دیا ہے جس کی ضخامت معہ ٹائٹل ۳۶ صفحات ہیں اور انشاء اللہ یہی ہوا کرے گی اور ہر ماہ قمری کی پندرہ تاریخ کو شائع ہو جایا کرے گا جس کی سالانہ قیمت عہ ہے حضرت مولانا موصوف مدظلہم العالی کے مواعظ کے قدر دان خود اندازہ فرما سکتے ہیں کہ یہ صورت حضرات شائقین کے واسطے کس قدر امید افزا ہے امید ہے کہ ان جواہر گمگشتہ کے متلاشی جلد از جلد رسالہ مذکورہ کے خریداران میں اپنا نام لکھوا کر حضرت والا کے علوم سے مستفید ہونے کی کوشش فرمائیں گے۔ نیز اپنے احباب کو بھی ترغیب دے کر الدال علی الخیر کفاعلہ کے مصداق بنیں گے۔

قیمت سالانہ معہ محصول ڈاک عہ ہے اور وی۔پی۔ کی صورت میں ۲ پیسے رجسٹری اور ۲ پیسے منی آرڈر کا اضافہ ہو کر عمر ادا کرنے پڑتے ہیں۔

المشتہر۔ محمد عثمان کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی